مسلمانوں اور غیر مسلموں کے باہمی تعلقات

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

منہاج القرآن پبلیکیشنز

مسلمانوں اور غیر مسلموں

کے

باہمی تعلقات

مسلمانوں اور غیر مسلموں کے باہمی تعلقات

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

منہاج القرآن پبلیکیشنز

جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

تصنیف: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

ترتیب و تخریج: ڈاکٹر علی اکبر الازہری، محمد علی قادری

زیرِ اہتمام: فریدِ ملّت رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ Research.com.pk

مطبع: منہاج القرآن پرنٹرز، لاہور

اِشاعت نمبر 1: نومبر 2015ء [1,100 - پاکستان]

اِشاعت نمبر 2: جولائی 2019ء [1,100 - اِنڈیا]

اِشاعت نمبر 3: جون 2020ء [1,100 - پاکستان]

قیمت: -/350 روپے

نوٹ: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تمام تصانیف و تالیفات اور ریکارڈڈ خطبات و لیکچرز وغیرہ سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی اُن کی طرف سے ہمیشہ کے لیے تحریکِ منہاجُ القرآن کے لیے وقف ہے۔

fmri@research.com.pk

بسم الله الرحمن الرحيم

مولاي صل وسلم دائما أبدا

على حبيبك خير الخلق كلهم

محمد سيد الكونين والثقلين

والفريقين من عرب ومن عجم

اللهم صل على سيدنا ومولانا محمد وعلى آله وصحبه وبارك وسلم

فہرست

◈ پیش لفظ 15

حصہ اَوّل 21

باب اَوّل

قَتْلُ نَفْسِ الْإِنْسَانِ مِنْ أَعْظَمِ الْكَبَائِرِ 23

﴿کسی اِنسانی جان کا قتل بدترین گناہِ کبیرہ ہے﴾

باب دوم

حِفْظُ نُفُوْسِ غَيْرِ الْمُسْلِمِينَ وَأَعْرَاضِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ مِنْ أَعْظَمِ الْفَرَائِضِ 35

﴿غیر مسلموں کے جان و مال اور عزت و آبرو کا تحفظ اہم ترین ذمہ داریوں میں سے ہے﴾

باب سوم

مَنْعُ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ وَالشُّيُوْخِ وَالرُّهْبَانِ 55

﴿عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور راہبوں کے قتل کی ممانعت﴾

باب چہارم

مَنْعُ قَتْلِ السُّفَرَاءِ وَالزُّرَّاعِ وَالتُّجَّارِ وَغَيْرِ الْمُتَحَارِبِيْنَ 69

﴿سفارت کاروں، کسانوں، تاجروں اور جنگ نہ کرنے والوں کے قتل کی ممانعت﴾

باب پنجم

حُرِّيَّةُ مَذْهَبِهِمْ وَعَقَائِدِهِمْ 81

﴿غیر مسلموں کے لیے مذہب اور عقائد کی آزادی﴾

باب ششم

الْعَدْلُ مَعَهُمْ فِي الْحُكْمِ وَالْقَضَاءِ 95

﴿غیر مسلموں کے ساتھ ہر حکم اور فیصلے میں انصاف﴾

باب ہفتم

اَلْبِرُّ وَحُسْنُ التَّعَامُلِ مَعَهُمْ 109

﴿غیر مسلموں کے ساتھ نیکی اور حسنِ معاملہ﴾

باب ہشتم

التَّعَامُلُ مَعَهُمْ بِالصَّبْرِ وَعَدَمُ الْاِنْتِقَامِ مِنْهُمْ 121

﴿غیر مسلموں کے ساتھ صبر و تحمل پر مشتمل غیر انتقامی سلوک﴾

باب نہم

وَفَاءُ الْعَهْدِ وَالْعَمَلُ بِالْمَوَاثِيْقِ مَعَهُمْ 135

﴿غیر مسلموں کے ساتھ ایفائے عہد اور میثاق﴾

باب دہم

إِعَانَةُ شُيُوْخِهِمْ وَضُعَفَائِهِمُ الْمَالِيَّةُ 139

﴿غیر مسلموں کے بوڑھوں، ضعیفوں اور کمزوروں کی مالی اعانت﴾

باب یازدہم

علامہ ابن القیم کی کتاب أَحکامُ أَھلِ الذِّمَّة سے ماخوذ 147

اَحکام

ا۔ ذِمّیوں کا مسجد حرام میں دخول 149

۲۔ اَہلِ کتاب کی عیادت 154

۳۔ اَہلِ کتاب کے جنازے میں شرکت 157

۴۔ اَہلِ کتاب سے تعزیت 160

۵۔ اَہلِ کتاب کا ذبیحہ 161

ذبائح کے اَحکام میں معاہد اور حربی میں کوئی فرق نہیں ہے 165

اَہلِ کتاب کے ذبائح کے مسائل 166

اَہم نکتہ 172

۶۔ کتابی عورت سے نکاح کا جواز 178

حصہ دُوُم 185

باب دواز دہم

اِسلام میں مما لک کی تقسیم 187

(معاہدات و مواثیق کے تناظر میں)

۱۔ دار الاسلام (Abode of Islam)	190
(۱) دار الاسلام - دار الکفر اور دار الحرب کیسے بنتا ہے؟	191
(۲) دار الحرب کے لیے کڑی شرائط	196
(۳) دار الحرب سے متعلق سخت شرائط عائد کرنے میں حکمت	197
(۴) نافرمانیوں کے غلبہ کی وجہ سے دار الاسلام کو دار الکفر قرار دینا غلط ہے	199
(۵) دار الحرب کے لیے تَمَامَ الْقَهْرِ وَالْقُوَّة کا ہونا لازم ہے	199
(۶) دار الحرب کے بارے میں مولانا تھانوی کی رائے	200
(۷) اِسلامی تعلیمات اور شعائر کے ہوتے ہوئے ملک دار الحرب قرار نہیں دیا جاسکتا	201
(۸) محض کفار کے غلبہ وتسلط سے کوئی ملک دار الحرب قرار نہیں پاتا	202
۲۔ دار الصلح (Abode of Reconciliation)	203
(۱) دار العہد اور دار الصلح میں فرق	203
(۲) دار الصلح کے معاہدات کی پاسداری کا حکم	205
(۳) قیام امن کے لیے صلح جوئی اور مصالحت کو ترجیح	209
۳۔ دار العہد (Abode of Treaty)	210
قرآن میں دار العہد سے کیے ہوئے معاہدات کی پاس داری کا حکم	212
(۱) موقت اور طویل المیعاد معاہدہ (Timed & long term treaty)	214
(۲) مطلق معاہداتِ امن وصلح (General Treaty)	217

i۔ میثاقِ مدینہ (Pact of Medina) کی اَہم ترین خصوصیات 217

اِستحکامِ ریاست اور قیامِ امن کے لیے سیاسی وحدت (Political unity) کی تشکیل 219

حضور ﷺ نظریہ وحدت (Concept of Integration) کے بانی ہیں 220

ii۔ معاہدۂ نجران (Pact of Najran) 220

۴۔ دار الامن (Abode of Peace) 223

ائمہ احناف کے نزدیک دار الاسلام کا اطلاق 223

۵۔ دار الحرب (Abode of War) 227

(۱) غیر محاربین کے لیے اسلام کا حکم 228

(۲) حکمِ قرآنی اور غیر محاربین سے حسن سلوک 229

(۳) غیر محاربین کے ساتھ ریاست مدینہ کا مشفقانہ طرزِ عمل 230

(۴) غیر محاربین کے بارے میں اَئمہ ومحدّثین کا موقف 232

۶۔ ہجرتِ نبوی کے لیے سرزمینِ مدینہ کا انتخاب کیوں؟ 234

مکہ اور مدینہ میں لوگوں کے قبولِ اِسلام کی رفتار اور تعداد میں فرق کا سبب 235

۷۔ میثاقِ مدینہ کے ذریعے حضور ﷺ نے یہود اور مسلمانوں کو ایک اِجتماعی وحدت کا حصہ بنا دیا 237

(۱) حضور ﷺ کا فرمان کہ 'یہود مسلمانوں کے ساتھ مل کر ایک قوم ہیں' 242

(۲) إنّ یہود بني عوفٍ أمّةٌ مِنَ المؤمنین کا معنی 245

(i) امام ابن الاثیر الجزری (م۶۰۶ھ) 245

(ii) علامہ زمخشری کی تشریح 247

(iii) امام ابن اَبی عبید الہروی کی تشریح 247

۸۔ یہود کے پانچ دیگر قبائل بھی مسلمانوں کے ساتھ مل کر ایک اُمت اور جماعت ہونے میں شامل کر دیے گئے 248

۹۔ حبشہ - ایک مثالی دار الامن 251

حبشہ کی مسیحی حکومت اور مکی حکمرانوں میں فرق 252

(۱) کئی اَہلِ کتاب مومنین اور صالحین تھے 252

(۲) نصاریٰ بلحاظِ محبت مسلمانوں کے قریب تر ہیں 253

(۳) قرآن نے حبشہ کو صحابہ کرام ﷺ کے لیے محفوظ ترین ملک قرار دیا 254

۱۰۔ حضور ﷺ نے حبشہ کو 'سچائی کی سرزمین' قرار دیا 257

(۱) نجاشی کو پیغمبرِ آخر الزماں ﷺ کی بعثت کی خبر نہ تھی 259

(۲) نجاشی اور اس کی حکومت کے لیے صحابہ کرام ﷺ کے کلماتِ تحسین 261

(۳) نجاشی کے مسلمانوں کے ساتھ حسنِ سلوک پر باری تعالیٰ کا حسنِ جزا 262

(۴) نجاشی کے صحابہ کرام ﷺ کے ساتھ حسنِ سلوک پر حضور ﷺ کا حسنِ عطا 262

(۵) نجاشی نے باقاعدہ قبولِ اِسلام کب کیا؟ 263

۱۱۔ مہاجرینِ حبشہ کی ریاستِ حبشہ کے ساتھ وفاداری کی مثال 264

(۱) مغربی ممالک اور بعض مسلم ممالک میں انسانی حقوق کا جائزہ 265

(۲) اسلام اور عالمی انسانی معاشرہ (human global society) کی تشکیل 266

خلاصہ کلام 266

مصادر و مراجع 269

پیش لفظ

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی جدتِ فکر اسلامی نظریات کی روشنی میں 'مسلمانوں اور غیر مسلموں کے باہمی تعلقات' جیسے اہم موضوع کو منصۂ شہود پر لائی ہے۔ ان کی یہ کاوش بلاشبہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان تعلقات کی بہتری اور عالمی امن کے قیام کے لئے بہت اہمیت کی حامل ہے۔ وقت کی عین ضرورت اس کوشش سے دنیا بھر کے اسکالرز، رہنما اور بنی نوع انسان کی خیر خواہی کے لیے کوشاں اَذہان، اس کتاب میں مرقوم مضبوط دلائل اور کثیر بنیادی مآخذ و حوالہ جات سے بھرپور استفادہ کر سکتے ہیں، جو کہ مختلف معاشروں کے درمیان اَمن و ہم آہنگی اور باہمی تعلقات کے فروغ کا باعث بن سکتے ہیں۔ یہ تمام مآخذ اور حوالہ جات اسلام کے بارے میں حقیقی عالمی تاثر قائم کرنے کے ساتھ ساتھ عالمی امن اور بقاے انسانی کے لیے انتہائی سود مند ثابت ہو سکتے ہیں۔

یہ کتاب شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے ۲۰۱۰ء میں دہشت گردی، خود کش حملوں اور فتنہ خوارج کے خلاف جاری ہونے والے مبسوط تاریخی فتویٰ 'دہشت گردی اور فتنہ خوارِج' کے بعد اسی جذبۂ خیر سگالی سے سرشار ہو کر تحریر کی گئی ہے۔ دہشت گردی کے خلاف یہ فتویٰ اسلامی نکتہ نظر کے حوالہ سے نہایت اہم، متأثر کن، جامع، تحقیقی اور تاریخی دستاویز ہے۔ یہ تصنیف بھی شہرۂ آفاق فتویٰ کے سلسلے ہی کی کڑی ہونے کے سبب اِنتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ اس تصنیف میں کئی اَہم نکات پر تکمیلی معلومات جو پہلے مبسوط تاریخی فتویٰ میں شامل نہیں ہوسکی تھیں، ان پر تفصیلاً روشنی ڈالی گئی ہے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا عالمگیر انقلاب آفریں فتویٰ 'دہشت گردی اور فتنہ خوارِج' بلاشبہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ یہ فتویٰ مسلم اور غیر مسلم دونوں کے لئے ایک دانش وارانہ معیار واضح کرتا ہے اور تقابلی جائزے کے لئے ایک متوازن اور معتدل اسلامی منظر نامہ رکھتا ہے۔ یہ فتویٰ بالخصوص مسلم نوجوانوں کی راہنمائی میں انتہا پسندانہ اور غیر متوازن نظریہ کے

سامنے غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔

اگرچہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی یہ دونوں تصانیف نہایت اہم ہیں لیکن کتاب ہذا میں دیگر موضوعات کو ضابطۂ تحریر میں لایا گیا ہے ۔ وہ یہ کہ کس طرح مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان مضبوط بنیادوں پر پُرامن تعلقات کو فروغ دیا جا سکتا ہے۔ یہ معاملہ مسلم اکثریتی ممالک میں رہنے والے غیر مسلموں کا ہو یا غیر مسلم معاشروں میں بسنے والے مسلمانوں کے مابین تعلقات ہوں، یہ دونوں تحقیقی کاوشیں مذکورہ دونوں حالات میں یکساں طور پر تمام حقائق کا احاطہ کیے نظر آتی ہیں۔ 'مسلمانوں اور غیر مسلموں کے باہمی تعلقات' میں پوری توجہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے مثالی باہمی تعلقات کے قیام پر مرکوز کی گئی ہے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی موجودہ تصنیف اس امر کی غمازی کرتی ہے کہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان کیسے پُراَمن اور مثالی تعلقات قائم کیے جاسکتے ہیں۔ اس تصنیف کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے حصے میں زیادہ تر انفرادی اور معاشرتی تعلقات کو موضوعِ بحث لایا گیا ہے، جبکہ دوسرے حصے میں شرعی لحاظ سے ممالک کی تقسیم کو واضح کیا گیا ہے۔

پہلا حصہ انفرادی و معاشرتی تعلقات کے اہم پہلوؤں پر واضح دلائل مہیا کرتا ہے۔ مسلمان ریاست میں غیر مسلموں کی جان و مال کی حفاظت کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اس عمل کی مختلف صورتیں بیان کی گئی ہیں کہ عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور مذہبی رہنماؤں کی بھی اسی طرح حفاظت کی جائے جس طرح غیر ملکی سفارت کاروں کی سکیورٹی کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اسی طرح غیر مسلم کسانوں، تاجروں اور غیر عسکری لوگوں کی بھی حفاظت کرنا مسلمان حکمرانوں کی اولین ذمہ داری ہے۔ دینِ اسلام نے غیر مسلموں کو اپنے عقیدے اور مذہب پر عمل کرنے کی مکمل آزادی دی ہے اور حکم دیا ہے کہ مذہبی تفریق کے باوجود تمام غیر مسلموں کے مذہبی مراکز اور عبادت گاہوں کی حفاظت کی جائے۔ علاوہ ازیں غیر مسلموں کے ساتھ تمام فیصلوں اور احکامات کی بجا آوری میں کوئی تفریق نہ برتی جائے۔ مسلمانوں کو غیر مسلموں کے

ساتھ نیک نیتی اور اعلیٰ اخلاقی قدروں سے پیش آنا چاہیے۔ انہیں غیر مسلموں سے غیر انتقامانہ، غیر متعصبانہ اور تحمل و بردباری پر مبنی رویہ اختیار کرنا چاہیے۔ ان کے لئے لازم ہے کہ غیر مسلموں سے کیے گئے اپنے تمام معاہدات کی پاس داری کریں۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری اس مقام پر مختلف مثالیں تحریر کرتے ہیں کہ کس طرح ضعیفوں، محتاجوں، کمزوروں اور ناتواں غیر مسلموں کی مدد کرنی چاہیے۔ انہوں نے مسلمانوں کے غیر مسلموں کے ساتھ معاملات حل کرنے کی مثالیں بھی تفصیلاً بیان کی ہیں۔

اس کتاب کے دوسرے حصے میں ممالک کی شرعی تقسیم کے حوالے سے مختلف اقسام پر بحث کرتے ہوئے اسے ایک جغرافیائی سیاست کا درجہ دیا ہے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اس نظریہ کی مختلف مثالیں اور درجہ بندی کی مختلف تشریحات بیان کی ہیں، مثلاً دار الاسلام، دار الامن، دار الحرب، دار المعاہدہ اور دار الصلح وغیرہ شامل ہیں۔ اس درجہ بندی کے ساتھ یہ بھی واضح کیا ہے کہ کس طرح کئی ممالک درجہ بندی کی تقسیم میں آتے ہیں یا نہیں آتے۔ کتاب کے اس حصہ میں مختلف نوعیت کے دلچسپ نکات اٹھائے گئے ہیں جو بین الممالک طویل المدت، مستحکم اور اچھے تعلقات سے متعلق ہیں۔ ان مختلف نکات میں ہم ان غیر مسلم ممالک کی مثال بیان کر سکتے ہیں جن کو دار المعاہدہ میں شمار کیا گیا ہے کیونکہ ایسے تمام ممالک اقوامِ متحدہ کے ممبر ہیں۔ ایک مقام پر فاضل مصنف لکھتے ہیں:

> ہمارے ہاں آج کل علم سے کتنی غفلت ہے کہ اکابر فقہاے اسلام کسی غیر اسلامی ملک کو اسلامی ملک شمار کرنے کے لیے بہت چھوٹ دیتے ہیں جبکہ چند دہشت گرد اپنی کم فہمی اور شریعتِ اسلامیہ سے دوری کے باعث وہاں خونریزی اور قتل و غارت گری کے فتاویٰ جاری کرتے ہیں۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی یہ وضاحت ایسی مثبت سوچ کا احاطہ کرتی ہے جس کے تحت کئے جانے والے تمام امور گمراہی اور جہالت کی رو میں بہہ کر انتہا پسندی اور غیر متوازن راہ اختیار کرنے کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں۔

قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ ان کے دیے گئے دلائل اس قدر واضح اور غیر مبہم ہیں کہ کوئی انہیں ردّ کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ اس کے ساتھ ساتھ مسلم اور غیر مسلم تقسیم پر ان کی آراء اور تشریحات سے صرفِ نظر کرنا کسی بھی صاحبِ علم کے لیے ممکن نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام کے بارے میں یہ صحیح علم اور معقول اِظہار وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ ہر شخص ان حالات میں مسلم دنیا میں تیزی سے رُونما ہونے والے واقعات اور پیش آمدہ مسائل پر تنقید کرتا نظر آتا ہے۔ موجودہ عالمی تناظر میں خدشات لاحق ہوتے ہیں کہ وہ مسلمان جو رہنمائی کی تلاش میں سرگرداں ہیں وہ کہیں مایوس کن حالات کے باعث اسلام کی فعالیت پسندی اور اثر پذیری کے بارے میں متردّد نہ ہو جائیں اور اسلام کی بنیادی روایات سے منحرف ہو کر دوسری سمت نہ بہہ جائیں جو انہیں ایسا منظر نامہ پیش کرے جو سراسر غلط ہو یا ردِعمل پر مبنی غیر متوازن ہو۔

لہٰذا ان خدشات و خطرات کے پیشِ نظر ایک معقول جواب اور جواز کے طور پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی یہ تصنیف اپنے قارئین کو اَعلیٰ اسلامی اَقدار کا قابلِ قدر معیار مہیا کرتی ہے۔ ان کی اس تاریخ ساز کاوش سے بلاشبہ مختلف معاشروں کے مسلم اور غیر مسلم اپنے نکتہ نظر، آراء اور خیالات سے موازنہ کر کے بھرپور فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

(ڈاکٹر کمال ارغان)☆

اسسٹنٹ پروفیسر آف ورلڈ ریلیجنز

فیکلٹی آف ڈیونٹی

نیک مٹن اربکان یونی ورسٹی، قونیہ، ترکی

☆ Dr Kemal Argon
Assistant Professor of World Religions, Faculty of Divinity, Necmettin Erbakan University, Konya, Turkey

قُلْ يٰاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ

(آل عمران، ۳:۶۴)

’’آپ فرما دیں: اے اَہلِ کتاب! تم اس بات کی طرف آ جاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے‘‘۔

حصہ اوّل

بابِ اوّل

قَتْلُ نَفْسِ الْإِنْسَانِ مِنْ أَعْظَمِ الْكَبَائِرِ

﴿کسی اِنسانی جان کا قتل بدترین گناہِ کبیرہ ہے﴾

اَلْقُرْآن

(۱) مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِى الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ط وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا.

(المآئدة، ٥/٣٢)

جس نے کسی شخص کو بغیر قصاص کے یا زمین میں فساد انگیزی (کی سزا) کے بغیر (ناحق) قتل کر دیا تو گویا اس نے (معاشرے کے) تمام لوگوں کو قتل کر ڈالا اور جس نے اسے (ناحق مرنے سے بچا کر) زندہ رکھا تو گویا اس نے (معاشرے کے) تمام لوگوں کو زندہ رکھا (یعنی اس نے حیاتِ انسانی کا اجتماعی نظام بچا لیا)۔

اَلْحَدِيْث

١/١. عَنْ أَبِي بَكْرَةَ ﷺ، قَالَ: خَطَبَنَا النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ. قَالَ: إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا، فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا، فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا، إِلٰى يَوْمِ تَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ.

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو بکرہ ﷺ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے قربانی کے روز خطاب

١: أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الحج، باب الخطبة أيام منى، ٢/٦٢٠، الرقم/١٦٥٤، ومسلم في الصحيح، كتاب القسامة والمحاربين والقصاص والديات، باب تغليظ تحريم الدماء والأعراض والأموال، ٣/١٣٠٥-١٣٠٦، الرقم/١٦٧٩۔

فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تم پر اِسی طرح حرام ہیں جیسے تمہارے اِس دن کی حرمت تمہارے اِس مہینے میں اور تمہارے اِس شہر میں (مقرر کی گئی) ہے۔ یہاں تک کہ تم اپنے رب سے جا ملو گے۔

یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

٢/٢. عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما: إِنَّ مِنْ وَرَطَاتِ الْأُمُوْرِ الَّتِي لَا مَخْرَجَ لِمَنْ أَوْقَعَ نَفْسَهُ فِيْهَا، سَفْکَ الدَّمِ الْحَرَامِ بِغَيْرِ حِلِّهِ.

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہلاک کرنے والے وہ اُمور جن میں پھنسنے کے بعد انسان کے لیے نکلنے کی کوئی سبیل نہ ہو (اِن میں سے ایک) بلا جواز کسی کا خون بہانا ہے۔

اسے امام بخاری اور امام بیہقی نے روایت کیا ہے۔

٣/٣. عَنْ عَبْدِ اللهِ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَوَّلُ مَا يُقْضٰی بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدِّمَاءِ.

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

٢: أخرجه البخاري في الصحيح، کتاب الديات، باب ومن قتل مؤمنا متعمدًا فجزاؤه جهنم، ٦/٢٥١٧، الرقم/٦٤٧٠، والبيهقي في السنن الکبری، ٨/٢١، رقم/١٥٦٣٧۔

٣: أخرجه البخاري في الصحيح، کتاب الديات، باب ومن يقتل مؤمنا متعمدا، ٦/٢٥١٧، الرقم/٦٤٧١، ومسلم في الصحيح، کتاب القسامة والمحاربين والقصاص والديات، باب المجازاة بالدماء في الآخرة وأنها←

حضرت عبد اللہ ﷛ **سے مروی ہے** کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **قیامت** کے دن لوگوں کے درمیان سب سے پہلے خون ریزی کا فیصلہ سنایا جائے گا۔

یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

٤/٤. عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ﷛ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لَزَوَالُ الدُّنْيَا جَمِيْعًا أَهْوَنُ عِنْدَ اللهِ مِنْ سَفْكِ دَمٍ بِغَيْرِ حَقٍّ.

رَوَاهُ ابْنُ أَبِي الدُّنْيَا وَابْنُ أَبِي عَاصِمٍ وَالْبَيْهَقِيُّ.

حضرت براء بن عازب ﷛ **سے مروی ہے** کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک پوری دنیا کا ختم ہو جانا بھی کسی شخص کے قتلِ ناحق کے مقابلے میں کم تر ہے۔

اسے ابن ابی الدنیا، ابن ابی عاصم اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

.........أول ما يقضى فيه بين الناس يوم القيامة، ١٣٠٤/٣، الرقم/١٦٧٨، وأحمد بن حنبل في المسند، ٤٤٢/١، الرقم/ ٤٢١٣، والترمذي في السنن، كتاب الديات، باب الحكم في الدماء، ١٧/٤، الرقم/١٣٩٧، والنسائي في السنن، كتاب تحريم الدم، باب تعظيم الدم، ٨٣/٧، الرقم/٣٩٩٤، وابن ماجه في السنن، كتاب الديات، باب التغليظ في قتل المسلم ظلما، ٨٧٣/٢، الرقم/٢٦١٥، وابن حبان في الصحيح، ٣٣٩/١٦، الرقم/٧٣٤٤، وأبو يعلى في المسند، ٣٥/٩، الرقم/٥٠٩٩، وابن المبارك في المسند، ٥٩/١، الرقم/٩٧۔

٤: أخرجه ابن أبي الدنيا في الأهوال/١٩٠، الرقم/١٨٣، وابن أبي عاصم في الديات/٢، الرقم/٢، والبيهقي في شعب الإيمان، ٣٤٥/٤، الرقم/٥٣٤٤۔

قَوْلُ الإِمَامِ أَبِي مَنْصُوْرٍ الْمَاتُرِيْدِيّ

﴿امام ابو منصور الماتریدی کا قول﴾

قَالَ الإِمَامُ أَبُوْ مَنْصُورٍ الْمَاتُرِيْدِيُّ تَحْتَ آيَةٍ ﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِى الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا﴾(۱)

مَنِ اسْتَحَلَّ قَتْلَ نَفْسٍ حَرَّمَ اللهُ قَتْلَهَا بِغَيْرِ حَقٍّ، فَكَأَنَّمَا اسْتَحَلَّ قَتْلَ النَّاسِ جَمِيْعًا، لِأَنَّهُ يَكْفُرُ بِاسْتِحْلَالِهٖ قَتْلَ نَفْسٍ مُحَرَّمٍ قَتْلُهَا، فَكَانَ كَاسْتِحْلَالِ قَتْلِ النَّاسِ جَمِيْعًا، لِأَنَّ مَنْ كَفَرَ بِآيَةٍ مِّنْ كِتَابِ اللهِ يَصِيْرُ كَافِرًا بِالْكُلِّ. ......

وَتَحْتَمِلُ الْآيَةُ وَجْهًا آخَرَ، وَهُوَ مَا قِيْلَ: إِنَّهُ يَجِبُ عَلَيْهِ مِنَ الْقَتْلِ مِثْلُ مَا أَنَّهُ لَوْ قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا.

وَوَجْهٌ آخَرُ: أَنَّهُ يَلْزَمُ النَّاسَ جَمِيْعًا دَفْعُ ذٰلِكَ عَنْ نَفْسِهٖ وَمَعُوْنَتُهُ لَهُ، فَإِذَا قَتَلَهَا أَوْ سَعٰى عَلَيْهَا بِالْفَسَادِ، فَكَأَنَّمَا سَعٰى بِذٰلِكَ عَلَى النَّاسِ كَافَّةً. ...... وَهٰذَا يَدُلُّ أَنَّ الْآيَةَ نَزَلَتْ بِالْحُكْمِ فِي أَهْلِ الْكُفْرِ وَأَهْلِ الْإِسْلَامِ جَمِيْعًا، إِذَا سَعَوْا فِي الْأَرْضِ بِالْفَسَادِ.(۲)

(۱) المآئدة، ۵/ ۳۲

(۲) أبو منصور الماتُريدى، تأويلات أهل السنة، ۳/ ۵۰۱۔

امام ابو منصور الماتريدي آیہ کریمہ - ﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا﴾ 'جس نے کسی شخص کو بغیر قصاص کے یا زمین میں فساد (پھیلانے کی سزا) کے (بغیر، ناحق) قتل کر دیا تو گویا اس نے (معاشرے کے) تمام لوگوں کو قتل کر ڈالا' - کی تفسیر میں واضح کیا ہے:

جس نے کسی ایسی جان کا قتل حلال جانا جس کا ناحق قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر رکھا ہے، تو گویا اس نے تمام لوگوں کے قتل کو حلال جانا، کیونکہ جس جان کا قتل حرام ہے، اس کے قتل کو حلال سمجھنا بھی ارتکابِ کفر ہے۔ وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے تمام لوگوں کے قتل کو حلال جانا، کیونکہ جو شخص کتاب اللہ کی ایک آیت کا انکار کرتا ہے وہ پوری کتاب کا انکار کرنے والا ہے۔ ......

اس آیت مبارکہ میں ایک اور اہم نقطہ بھی بیان ہوا اور وہ یہ کہ کسی جان کے قتل کو حلال جاننے والے پر تمام لوگوں کے قتل کا گناہ لازم آئے گا (کیونکہ عالم انسانیت کے ایک فرد کو قتل کرکے گویا اس نے پوری انسانیت پر حملہ کیا ہے)۔

علاوہ ازیں ایک توجیہ یہ بھی ہے کہ تمام لوگوں پر لازم ہے کہ اجتماعی کوشش کے ساتھ اس جان کو قتل سے بچائیں اور اس کی مدد کریں۔ پس جب وہ اس کو قتل کر کے فساد بپا کرنے کی کوشش کرے گا تو گویا وہ پوری انسانیت پر فساد بپا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ...... اور یہ عمومی حکم دلالت کرتا ہے کہ یہ آیت (اس حکم کے ساتھ) تمام اہلِ کفر اور اہلِ اسلام کے لیے یکساں نازل ہوئی ہے۔ اس کا اطلاق سب پر ہوگا خواہ وہ فساد فی الارض پھیلانے والا مسلمان ہے یا غیر مسلم۔

أَقْوَالُ أَئِمَّةِ التَّفْسِيرِ عَنْ شِدَّةِ إِثْمِ قَتْلِ الإِنْسَانِ

﴿قتلِ اِنسانی کے گناہ کی شدت کے حوالے سے اَئمہ تفسیر کے اَقوال﴾

قَالَ الْعَلَّامَةُ أَبُو حَفْصٍ الْحَنْبَلِيُّ فِي تَفْسِيرِهٖ اللُّبَابِ فِي عُلُوْمِ الْكِتَابِ فِي تَفْسِيرِ الآيَةِ: ﴿فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا﴾ بِأَنَّ قَتْلَ إِنْسَانٍ وَاحِدٍ قَتْلُ جَمِيْعِ النَّاسِ:

١. قَالَ مُجَاهِدٌ: مَنْ قَتَلَ نَفْساً مُحَرَّمَةً يَصْلَى النَّار بِقَتْلِهَا، كَمَا يَصْلَاهَا لَوْ قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا.

٢. وَقَالَ قَتَادَةُ: أَعْظَمَ اللهُ أَجْرَهَا وَعَظَّمَ وِزْرَهَا، مَعْنَاهُ: مَنِ اسْتَحَلَّ قَتْلَ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقِّهِ، فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعاً.

٣. وَقَالَ الْحَسَنُ: ﴿فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا﴾، يَعْنِي: أَنَّهُ يَجِبُ عَلَيْهِ مِنَ الْقِصَاصِ بِقَتْلِهَا، مِثْلُ الَّذِي يَجِبُ عَلَيْهِ لَوْ قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا. (١)

علامہ ابوحفص الحنبلی اپنی تفسیر **اللباب في علوم الكتاب** میں اللہ تعالیٰ کے فرمان **﴿فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا﴾** کی تفسیر میں ایک انسان کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیتے ہیں اور مختلف ائمہ کے اقوال نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

۱۔ حضرت مجاہد نے فرمایا: جس شخص نے ایک جان کو بھی ناحق قتل کیا

---

(١) أبو حفص الحنبلي في اللباب في علوم الكتاب، ٣٠١/٧۔

تو وہ اس قتل کے سبب دوزخ میں جائے گا، جیسا کہ وہ تب دوزخ میں جاتا اگر وہ ساری انسانیت کو قتل کر دیتا (یعنی اس کا عذابِ دوزخ ایسا ہو گا جیسے اس نے پوری انسانیت کو قتل کر دیا ہو)۔

۲۔ **حضرت قتادہ نے فرمایا:** اللہ تعالیٰ نے اس کی سزا بڑھا دی ہے اور اس کا بوجھ عظیم کر دیا ہے یعنی جو شخص ناحق کسی مسلمان کے قتل کو حلال سمجھتا ہے گویا وہ تمام لوگوں کو قتل کرتا ہے۔

۳۔ **حضرت حسن بصری** نے ﴿فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا﴾ کی تفسیر میں فرمایا: (جس نے ناحق ایک جان کو قتل کیا) اس پر اس کے قتل کا قصاص واجب ہوگا، اس شخص کی مثل جس پر تمام انسانیت کو قتل کرنے کا قصاص واجب ہو۔

قَالَ ابْنُ كَثِيْرٍ فِي تَفْسِيْرِ الْآيَةِ ﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا﴾ [النساء، ٤/٩٣].

هٰذَا تَهْدِيْدٌ شَدِيْدٌ وَوَعِيْدٌ أَكِيْدٌ لِمَنْ تَعَاطٰى هٰذَا الذَّنْبَ الْعَظِيْمَ، الَّذِي هُوَ مَقْرُوْنٌ بِالشِّرْكِ بِاللهِ فِي غَيْرِ مَا آيَةٌ فِي كِتَابِ اللهِ، حَيْثُ يَقُوْلُ سُبْحَانَهٗ فِي سُوْرَةِ الْفُرْقَانِ: ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ﴾ [الفرقان، ٢٥/٦٨]. **وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا﴾ إِلٰى أَنْ قَالَ: ﴿وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ط**

ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِـهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ﴿﴾ [الأنعام، ٦/١٥١].(1)

حافظ ابن کثیر آیہ کریمہ - ﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا﴾ 'اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کرے تو اس کی سزا دوزخ ہے کہ مدتوں اس میں رہے گا اور اس پر اللہ غضبناک ہوگا اور اس پر لعنت کرے گا اور اس نے اس کے لیے زبردست عذاب تیار کر رکھا ہے' - کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اِس (قتل عمد جیسے) گناہِ عظیم کا ارتکاب کرنے والوں کے لیے یہ شدید دھمکی اور مؤکد وعید ہے کہ قتلِ عمد کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ شرک جیسے گناہ کے ساتھ ملا کر بیان کیا گیا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے سورۃ الفرقان میں ارشاد فرمایا ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ﴾ 'اور (یہ) وہ لوگ ہیں جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی پوجا نہیں کرتے اور نہ (ہی) کسی ایسی جان کو قتل کرتے ہیں جسے بغیرِ حق مارنا اللہ نے حرام فرمایا ہے اور نہ (ہی) بدکاری کرتے ہیں' اور ارشاد فرمایا: ﴿قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِـهٖ شَيْئًا﴾ 'فرما دیجیے: آؤ میں وہ چیزیں پڑھ کر سنا دوں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کی ہیں (وہ) یہ کہ تم اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ' یہاں تک کہ فرمایا: ﴿وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ط ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِـهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾ 'اور اس جان کو قتل نہ کرو جسے (قتل کرنا) اللہ نے حرام کیا ہے بجز حقِ (شرعی) کے (یعنی قانون کے مطابق ذاتی دفاع کی خاطر اور

---

(١) ابن كثير في تفسير القرآن العظيم، ١/٥٣٥.

فتنہ و فساد اور دہشت گردی کے خلاف لڑتے ہوئے)‘ یہی وہ (اُمور) ہیں جن کا اس نے تمہیں تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم عقل سے کام لو○ ‘

باب دوم

حِفظُ نُفُوسِ غَيرِ الْمُسلِمِين وَأَعرَاضِهِمْ وَأَموَالِهِمْ مِن أَعظَمِ الْفَرَائِضِ

﴿غیر مسلموں کے جان و مال اور عزت و آبرو کا تحفظ اہم ترین ذمہ داریوں میں سے ہے﴾

اَلْقُرْآن

(١) یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی.

(البقرة، ٢/١٧٨)

اے ایمان والو! تم پر (ان کے) خون کا بدلہ (قصاص) فرض کیا گیا ہے جو (ناحق) قتل کیے جائیں۔

(٢) وَلَکُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوةٌ یّٰٓاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَo

(البقرة، ٢/١٧٩)

اور تمہارے لیے قصاص (یعنی خون کا بدلہ لینے) میں ہی زندگی (کی ضمانت) ہے اے عقلمند لوگو! تاکہ تم (خونریزی اور بربادی سے) بچوo

(٣) وَلَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَی الْحُکَّامِ لِتَاْکُلُوْا فَرِیْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَo (البقرة، ٢/١٨٨)

اور تم ایک دوسرے کے مال آپس میں ناحق نہ کھایا کرو اور نہ مال کو (بطورِ رشوت) حاکموں تک پہنچایا کرو کہ یوں لوگوں کے مال کا کچھ حصہ تم (بھی) ناجائز طریقے سے کھا سکو حالانکہ تمہارے علم میں ہو (کہ یہ گناہ ہے)o

(٤) وَکَتَبْنَا عَلَیْهِمْ فِیْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَیْنَ بِالْعَیْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ. (المائدة، ٥/٤٥)

اور ہم نے اس (تورات) میں ان پر فرض کر دیا تھا کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے عوض آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے عوض کان اور دانت کے بدلے دانت اور

زخموں میں (بھی) بدلہ ہے۔

(٥) فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖٓ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۭ بَئِيْسٍۭ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ○ (الأعراف، ١٦٥/٧)

پھر جب وہ ان (سب) باتوں کو فراموش کر بیٹھے جن کی انہیں نصیحت کی گئی تھی (تو) ہم نے ان لوگوں کو نجات دے دی جو برائی سے منع کرتے تھے (یعنی نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرتے تھے) اور ہم نے (بقیہ سب) لوگوں کو جو (عملاً یا سکوتاً) ظلم کرتے تھے نہایت برے عذاب میں پکڑ لیا۔ اس وجہ سے کہ وہ نافرمانی کر رہے تھے○

(٦) وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ط وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ط اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا○

(الإسراء، ٣٣/١٧)

اور تم کسی جان کو قتل مت کرنا جسے (قتل کرنا) اللہ نے حرام قرار دیا ہے سوائے اِس کے کہ (اس کا قتل کرنا شریعت کی رُو سے عدالت کے حکم کے مطابق) حق ہو، اور جو شخص ظلماً قتل کر دیا گیا تو بے شک ہم نے اس کے وارث کے لیے (قانونی ضابطے کے مطابق قصاص کا) حق مقرر کر دیا ہے سو وہ بھی (قصاص کے طور پر بدلہ کے) قتل میں حد سے تجاوز نہ کرے، بے شک وہ (اللہ کی طرف سے) مدد یافتہ ہے (سو اس کی قانونی مدد و حمایت کی ذِمّے داری حکومت پر ہوگی)○

اَلْحَدِيْث

١/٥. عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رضي الله عنهما، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ

٥: أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الجزية، باب إثم من قتل معاهدا بغير جرم، ١١٥٥/٣، الرقم/٢٩٩٥، وأيضاً في كتاب الديات، باب إثم من ←

رَائِحَةَ الۡجَنَّةِ، وَإِنَّ رِيۡحَهَا تُوۡجَدُ مِنۡ مَسِيۡرَةِ أَرۡبَعِيۡنَ عَامًا.

رَوَاهُ الۡبُخَارِيُّ وَابۡنُ مَاجَه وَالۡبَزَّارُ.

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی معاہد (غیر مسلم شہری) کو قتل کیا تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھے گا حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس برس کی مسافت تک محسوس ہوتی ہے۔

اِسے امام بخاری، ابن ماجہ اور بزار نے روایت کیا ہے۔

٢/٦. وَفِي رِوَايَةٍ عَنۡهُ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللهِ ﷺ: مَنۡ قَتَلَ قَتِيۡلًا مِنۡ أَهۡلِ الذِّمَّةِ لَمۡ يَجِدۡ رِيۡحَ الۡجَنَّةِ، وَإِنَّ رِيۡحَهَا لَيُوۡجَدُ مِنۡ مَسِيۡرَةِ أَرۡبَعِيۡنَ عَامًا.

رَوَاهُ أَحۡمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالۡبَزَّارُ وَابۡنُ الۡجَارُوۡدِ وَالۡحَاكِمُ وَالۡبَيۡهَقِيُّ وَذَكَرَهُ الۡمُنۡذِرِيُّ فِي التَّرۡغِيۡبِ وَالتَّرۡهِيۡبِ وَقَالَ الۡحَاكِمُ: هٰذَا حَدِيۡثٌ صَحِيۡحٌ.

ایک اور راویت میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی ذمی کو قتل کرے گا وہ جنت کی خوشبو تک نہیں پائے گا حالانکہ جنت کی خوشبو

.... قتل نفسا بغير جرم، ٢٥٣٣/٦، الرقم/٦٥١٦، وابن ماجه في السنن، كتاب الديات، باب من قتل معاهدا، ٨٩٦/٢، الرقم/٢٦٨٦، والبزارفي المسند، ٣٦٨/٦، الرقم/٢٣٨٣۔

٦: أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ١٨٦/٢، الرقم/٦٧٤٥، والنسائي في السنن، كتاب القسامة، باب تعظيم قتل المعاهد، ٢٥/٨، الرقم/٤٧٥٠، وأيضًا في السنن الكبرى، ٢٢١/٤، الرقم/ ٦٩٥٢، والبزار في المسند، ٣٦١/٦، الرقم/٢٣٧٣، والحاكم في المستدرك على الصحيحين، ١٣٧/٢، الرقم/٢٥٨٠، وابن الجارود في المنتقٰى، ٢١٢/١، الرقم/٨٣٤، والبيهقي في السنن الكبرى، ١٣٣/٨، الرقم/ ١٦٢٦٠۔

چالیس برس کی مسافت سے محسوس کی جا سکتی ہے۔

اِسے امام احمد، نسائی، بزار، ابن الجارود، حاکم اور بیہقی نے روایت کیا ہے اور امام منذری نے بیان کیا ہے۔ امام حاکم نے فرمایا ہے: یہ حدیث صحیح ہے۔

٣/٧. وَفِي رِوَايَةِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: مَنْ قَتَلَ رَجُـلًا مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ لَمْ يَجِدْ رِيْحَ الْجَنَّةِ وَإِنَّ رِيْحَهَا لَيُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ سَبْعِيْنَ عَامًا.

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ.

ایک روایت میں قاسم بن مُخَیْمِرَہ بیان کرتے ہیں کہ اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی سے سنا: حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی ذمی (غیر مسلم شہری) کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو تک بھی نہ سونگھے گا حالانکہ جنت کی خوشبو ستر برس کی مسافت پر بھی سونگھی جا سکتی ہے۔

اِسے امام احمد نے اور نسائی نے مذکورہ الفاظ سے روایت کیا ہے۔

٤/٨. وَفِي رِوَايَةِ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، عَنِ النَّبِي ﷺ قَالَ: أَلَا مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُعَاهِدًا لَهُ

٧: أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ٤/٢٣٧، ٥/٣٦٩، الرقم/١٨٠٩٧، ٢٣١٧٧، والنسائي في السنن، كتاب القسامة، باب تعظيم قتل المعاهد، ٨/٢٥، الرقم/٤٧٤٩، وأيضًا في السنن الكبرى، ٤/٢٢١، الرقم/ ٦٩٥١، وذكره المنذري في الترغيب والترهيب، ٣/٢٠٤، الرقم/ ٣٦٩٥۔

٨: أخرجه الترمذي في السنن، كتاب الديات، باب ما جاء فيمن يقتل نفسا معاهدة، ٤/٢٠، الرقم/١٤٠٣، وابن ماجه في السنن، كتاب الديات، باب من قتل معاهدًا، ٢/٨٩٦، الرقم/٢٦٨٧، وأبو يعلى في المسند، ←

ذِمَّةُ اللهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِهِ، فَقَدْ أَخْفَرَ بِذِمَّةِ اللهِ، فَلَا يُرَحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ، وَإِنَّ رِيْحَهَا لَيُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا.

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجه وَأَبُوْ يَعْلٰى وَالْحَاكِمُ وَالْبَيْهَقِيُّ. وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: حَدِيْثُ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

ایک روایت میں حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: آگاہ رہو! جو کسی معاہد (ذمی) کو قتل کرے، جس کے لیے اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کا ذمہ ہو، تو اُس نے اللہ تعالیٰ کا ذمہ توڑ دیا، وہ جنت کی خوشبو نہیں پائے گا حالانکہ جنت کی خوشبو ستر سال کی مسافت تک بھی پہنچ جاتی ہے۔

اِسے امام ترمذی، ابن ماجہ، ابو یعلی، حاکم اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے فرمایا ہے: حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے مروی یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٩/٥. وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُعَاهَدَةً بِغَيْرِ حِلِّهَا فَحَرَامٌ عَلَيْهِ الْجَنَّةُ أَنْ يَشُمَّ رِيْحَهَا وَإِنَّ رِيْحَهَا لَيُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ مِئَةِ عَامٍ.

.... ٣٣٥/١١، الرقم/٦٤٥٢، والحاكم في المستدرك، ١٣٨/٢، الرقم/٢٥٨١، والبيهقي في السنن الكبرى، ٢٠٥/٩، الرقم/١٨٥١١۔

٩: أخرجه النسائي في السنن، كتاب القسامة، باب تعظيم قتل المعاهد، ٢٥/٨، الرقم/٤٧٤٨، وأيضاً في السنن الكبرىٰ، ٢٢١/٤، الرقم/٦٩٥٠، وعبد الرزاق في المصنف، ١٠٢/١٠، الرقم/١٨٥٢١، وابن حبان في الصحيح، ٣٩١/١٦، الرقم/٨٣٨٢، والبزار في المسند، ١٣٨/٩، الرقم/٣٦٩٦، والطبراني في المعجم الأوسط، ٢٠٧/١، الرقم/٦٦٣۔

رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْبَزَّارُ وَالطَّبَرَانِيُّ.

ایک روایت میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی معاہد (غیر مسلم شہری) کو ناجائز طور پر قتل کیا، اس پر جنت کی خوشبو تک سونگھنا حرام ہوگا حالانکہ اس کی خوشبو سو سال کی مسافت پر بھی موجود ہوگی۔

اسے امام نسائی، عبد الرزاق، ابن حبان، بزار اور طبرانی نے روایت کیا ہے۔

١٠/٦. وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُعَاهَدَةً بِغَيْرِ حَقِّهَا لَمْ يَجِدْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَإِنَّ رَائِحَتَهَا تُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ خَمْسِمِائَةِ عَامٍ.

رَوَاهُ الْحَاكِمُ، وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ.

ایک اور روایت میں حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی معاہد کو ناحق قتل کیا وہ جنت کی خوشبو تک نہیں پا سکے گا حالانکہ اس کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت پر بھی پائی جائے گی۔

اسے امام حاکم نے روایت کیا ہے اور کہا ہے: یہ حدیث مسلم کی شرائط پر صحیح ہے۔

١١/٧. وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُعَاهَدَةً بِغَيْرِ حَقِّهَا حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ أَنْ يَشُمَّ رِيْحَهَا وَرِيْحُهَا يُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ خَمْسِمِائَةِ عَامٍ.

رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ.

١٠: أخرجه الحاكم في المستدرك على الصحيحين، ١/١٠٥، الرقم/١٣٣۔

١١: أخرجه الحاكم في المستدرك على الصحيحين، ١/١٠٥، الرقم/١٣٤، وابن أبي شيبة في المصنف، ٥/٤٥٧، الرقم/٢٧٩٤٤۔

اسی طرح ایک اور روایت میں حضرت ابو بکرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس نے کسی معاہد کو ناحق قتل کیا اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت کی خوشبو تک سونگھنا حرام فرما دیا ہے حالانکہ اس کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت پر بھی موجود ہو گی۔

اِسے امام حاکم اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے۔

١٢/٨. عَنْ أَبِي بَكْرَةَ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا فِي غَيْرِ كُنْهِهٖ حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ.

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَالْبَزَّارُ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَالْحَاكِمُ وَالطَّبَرَانِيُّ وَابْنُ الْجَارُوْدِ والطَّيَالِسِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ. وَقَالَ الْحَاكِمُ: هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيْحُ الْإِسْنَادِ.

حضرت ابو بکرہ ﷺ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو مسلمان کسی

١٢: أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ٣٦/٥، ٣٨، الرقم/٢٠٣٩٣، ٢٠٤١٩، وأبو داود في السنن، كتاب الجهاد، باب في الوفاء للمعاهد وحرمة ذمته، ٨٣/٣، الرقم/٢٧٦٠، والنسائي في السنن، كتاب القسامة، باب تعظيم قتل المعاهد، ٢٤/٨، الرقم/٤٧٤٧، وأيضًا في السنن الكبرى، ٢٢١/٤، الرقم/٦٩٤٩، والدارمي في السنن، ٣٠٨/٢، الرقم/٢٥٠٤، والبزار في المسند، ١٢٩/٩، الرقم/٣٦٧٩،وابن أبي شيبة في المصنف، ٤٥٧/٥، الرقم/٢٧٩٤٦، والحاكم في المستدرك على الصحيحين، ١٥٤/٢، الرقم/٢٦٣١، والطبراني في المعجم الأوسط، ٧٦/٨، الرقم/٨٠١١، وابن الجارود في المنتقى، ٢١٣/١، الرقم/٨٣٥، والطيالسي في المسند، ١١٨/١، الرقم/٨٧٩، والبيهقي في السنن الكبرى، ٢٣١/٩، الرقم/١٨٦٢٩۔

معاہد شخص (ذمی) کو ناحق قتل کرے گا اللہ تعالیٰ اُس پر جنت حرام فرما دے گا۔

اسے امام احمد، ابو داود، نسائی، دارمی، بزار، ابن اَبی شیبہ، حاکم، طبرانی، ابن الجارود، طیالسی اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔ امام حاکم نے فرمایا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے

۹/۱۳. وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ قَتَلَ نَفْساً مُعَاهَدَةً بِغَيْرِ حِلِّهَا (وَفِي رِوَايَةٍ: بِغَيْرِ حَقِّهَا) حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ أَنْ يَّجِدَ رِيْحَهَا.

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ.

ایک روایت میں حضرت ابو بکرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی غیر مسلم شہری کو ناجائز طور پر (ایک روایت میں ہے کہ ناحق) قتل کیا اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت کی خوشبو بھی حرام فرما دی ہے۔

اِسے امام احمد بن حنبل اور حاکم نے روایت کیا ہے۔

قَالَ الْكَاشْمِيْرِيُّ فِي شَرْحِ هٰذَا الْحَدِيْثِ: قَوْلُهُ ﷺ: 'مَنْ قَتَل مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ' وَمُخُّ الْحَدِيْثِ: إِنَّکَ أَيُّهَا الْمُخَاطَبُ قَدْ عَلِمْتَ مَا فِيْ قَتْلِ الْمُسْلِمِ مِنَ الْإِثْمِ، فَإِنَّ شَنَاعَتَهُ بَلَغَتْ مَبْلَغَ الْكُفْرِ، حَيْثُ أَوْجَبَ التَّخْلِيْدَ. أَمَّا قَتْلُ مُعَاهَدٍ، فَأَيْضًا لَيْسَ بِهَيِّنٍ، فَإِنَّ قَاتِلَهُ أَيْضًا لَا يَجِدُ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ. (۱)

علامہ انور شاہ کاشمیری اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: آپ

۱۳: أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ۳۶/۵، الرقم/۲۰۳۹۹، و الحاكم في المستدرك على الصحيحين، ۱/۱۰۵، الرقم/۱۳۵۔

(۱) انور شاه الكشميری في فيض الباری علی صحيح البخاری، ۴/۲۸۸۔

ﷺ کا فرمان ہے: 'جس نے کسی غیر مسلم شہری کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھے گا'۔ اے مخاطب! حدیث کا لبِ لباب تجھے قتلِ مسلم کے گناہ کی سنگینی بتا رہا ہے کہ اس کی قباحت کفر تک پہنچا دیتی ہے جو جہنم میں جانے کا باعث بنتا ہے، جبکہ غیر مسلم شہری کو قتل کرنا بھی کوئی معمولی گناہ نہیں ہے۔ اسی طرح اس کا قاتل بھی جنت کی خوشبو تک نہیں پائے گا (جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جہنم میں ڈالا جائے گا)۔

١٤/١٠. عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ ﷺ، قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ غَزْوَةَ خَيْبَرَ، فَأَسْرَعَ النَّاسُ فِي حَظَائِرِ يَهُودَ، فَأَمَرَنِي أَنْ أُنَادِيَ الصَّلَاةَ. ...... ثُمَّ قَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّكُمْ قَدْ أَسْرَعْتُمْ فِي حَظَائِرِ يَهُودَ. أَلَا! لَا تَحِلُّ أَمْوَالُ الْمُعَاهَدِينَ إِلَّا بِحَقِّهَا.

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَالشَّيْبَانِيُّ وَابْنُ زَنْجَوَيْهِ.

حضرت خالد بن ولید ﷺ بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ خیبر میں موجود تھے۔ لوگ (مجاہدین) جلدی میں یہود کے (جانوروں کے) باڑوں میں گھس گئے۔ آپ ﷺ نے مجھے نماز کے لیے اذان دینے کا حکم فرمایا۔ ...... نماز کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! تم جلدی میں یہود کے (جانوروں کے) باڑوں میں گھس گئے ہو۔ خبردار! سوائے حق کے غیر مسلم شہریوں کے اَموال سے کچھ لینا حلال نہیں۔

اسے امام احمد، ابو داود، شیبانی اور ابن زنجویہ نے روایت کیا ہے۔

١٤: أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ٤/٨٩، الرقم/١٦٨٦٢، وأبو داود في السنن، كتاب الأطعمة، باب النهى عن أكل السباع، ٣/٣٥٦، الرقم/٣٨٠٦، والشيباني في الآحاد والمثاني، ٢/٢٩، الرقم/٧٠٣، وابن زنجويه في كتاب الأموال/٣٧٩، الرقم/٦١٨۔

١١/١٥. وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَلَا! وَإِنِّي أُحَرِّمُ عَلَيْكُمْ أَمْوَالَ الْمُعَاهِدِيْنَ بِغَيْرِ حَقِّهَا.

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ.

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضور نبی اکرم ﷺ سے یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ بھی روایت کی ہے: 'خبردار! میں تم پر غیر مسلم اقلیتوں کے اَموال پر ناحق قبضہ کرنا حرام قرار دیتا ہوں۔'

١٢/١٦. وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ: حَرَّمَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ أَمْوَالَ الْمُعَاهَدِيْنَ.

رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ.

ایک روایت میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خیبر کے موقع پر غیر مسلم شہریوں کے اموال پر قبضہ کرنا حرام قرار دے دیا۔

اِسے امام دارقطنی نے روایت کیا ہے۔

١٣/١٧. عَنْ عَاصِمٍ يَعْنِي ابْنَ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَأَصَابَ النَّاسَ حَاجَةٌ شَدِيدَةٌ وَجَهْدٌ، وَأَصَابُوا غَنَمًا، فَانْتَهَبُوهَا، فَإِنَّ قُدُورَنَا لَتَغْلِي إِذْ جَاءَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَمْشِي

١٥: أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، ٤/١١١، الرقم/٣٨٢٨، وابن زنجويه في كتاب الأموال/٣٨٠، الرقم/٦١٩۔

١٦: أخرجه الدارقطني في السنن، ٤/٢٨٧، الرقم/٦٣۔

١٧: أخرجه أبو داود في السنن، كتاب الجهاد، باب في النهي عن النهبى إذا كان في الطعامِ قلّة في أرض العدو، ٣/٦٦، الرقم/٢٧٠٥، والبيهقي في السنن الكبرىٰ، ٩/٦١، الرقم/١٧٧٨٩۔

عَلٰی قَوْسِهٖ، فَأَكْفَأَ قُدُورَنَا بِقَوْسِهٖ، ثُمَّ جَعَلَ يُرَمِّلُ اللَّحْمَ بِالتُّرَابِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ النُّهْبَةَ لَيْسَتْ بِأَحَلَّ مِنَ الْمَيْتَةِ أَوْ إِنَّ الْمَيْتَةَ لَيْسَتْ بِأَحَلَّ مِنَ النُّهْبَةِ.

رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَالْبَيْهَقِيُّ.

عاصم بن کُلیب نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ ایک انصاری نے فرمایا: ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تو لوگوں کو کھانے پینے کی اشیاء کے حوالے سے بڑی ضرورت اور دقت کا سامنا کرنا پڑا۔ انہیں (کچھ) بکریاں ملیں تو انہوں نے بلا اجازت حاصل کر لیں (اور ذبح کر کے پکانے لگے)۔ ہماری ہانڈیوں میں ابال آ ہی رہا تھا کہ کمان سے ٹیک لگاتے ہوئے رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور اپنی کمان سے ہماری ہانڈیوں کو الٹنا شروع کر دیا اور گوشت کو مٹی میں ملانا شروع کر دیا۔ پھر فرمایا کہ لوٹ کا مال مُردار سے زیادہ حلال نہیں؛ یا (فرمایا:) مردار، لوٹ کے مال سے زیادہ حلال نہیں ہے (یعنی لوٹ مار کا مال مُردار سے زیادہ حرام ہے)۔

اِسے امام ابو داود اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

١٤/١٨. وَفِي رِوَايَةِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ السُّلَمِيِّ ﷺ، قَالَ: نَزَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ خَيْبَرَ وَمَعَهُ مَنْ مَعَهُ مِنْ أَصْحَابِهٖ وَكَانَ صَاحِبُ خَيْبَرَ رَجُلًا مَارِدًا مُنْكَرًا فَأَقْبَلَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، أَلَكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا حُمُرَنَا وَتَأْكُلُوا ثَمَرَنَا وَتَضْرِبُوا نِسَاءَ نَا فَغَضِبَ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ وَقَالَ: يَا ابْنَ عَوْفٍ ارْكَبْ فَرَسَكَ

١٨: أخرجه أبو داود في السنن، كتاب الخراج والإمارة والفيء، باب في تعشير أهل الذمة إذا اختلفوا بالتجارات، ٣/١٧٠، الرقم/٣٠٥٠، والبيهقي في السنن الكبرىٰ، ٩/٢٠٤، الرقم/١٨٥٠٨، وابن عبد البر في التمهيد، ١/١٤٩۔

ثُمَّ نَادِ أَلا إِنَّ الْجَنَّةَ لا تَحِلُّ إِلَّا لِمُؤْمِنٍ وَأَنْ اجْتَمِعُوا لِلصَّلَاةِ قَالَ: فَاجْتَمَعُوا ثُمَّ صَلّٰى بِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ: أَيَحْسَبُ أَحَدُكُمْ مُتَّكِئًا عَلٰى أَرِيكَتِهِ قَدْ يَظُنُّ أَنَّ اللهَ لَمْ يُحَرِّمْ شَيْئًا إِلَّا مَا فِي هٰذَا الْقُرْآنِ؟ أَلا وَإِنِّي وَاللهِ قَدْ وَعَظْتُ وَأَمَرْتُ وَنَهَيْتُ عَنْ أَشْيَاءَ إِنَّهَا لَمِثْلُ الْقُرْآنِ أَوْ أَكْثَرُ. وَإِنَّ اللهَ ﷻ لَمْ يُحِلَّ لَكُمْ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتَ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا بِإِذْنٍ، وَلَا ضَرْبَ نِسَائِهِمْ، وَلَا أَكْلَ ثِمَارِهِمْ.

رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَالْبَيْهَقِيُّ.

ایک روایت میں حضرت عرباض بن ساریہ السلمی ﷺ نے بیان کیا ہے کہ ہم حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ خیبر کے مقام پر اترے اور کتنے ہی صحابہ کرام آپ کے ساتھ تھے۔ خیبر کا سردار ایک مغرور، سرکش اور چالاک آدمی تھا۔ اس نے حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر کہا۔ کیا آپ کے لیے مناسب ہے کہ آپ ہمارے گدھوں کو ذبح کریں ہمارے پھلوں کو کھائیں اور ہماری عورتوں کو پیٹیں؟ حضور نبی اکرم ﷺ ناراض ہوئے اور فرمایا اے ابن عوف! اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر یہ منادی کر دو کہ جنت صرف اہل ایمان کے لیے حلال ہے اور سب کو کہہ دو کہ نماز کے لیے جمع ہو جاؤ۔ راوی کا بیان ہے کہ لوگ (حضور ﷺ کے حکم پر) جمع ہو گئے تو آپ نے انہیں نماز پڑھائی۔ پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا: کیا تم میں سے کوئی اپنی مسند پر ٹیک لگا کر یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز حرام قرار نہیں دی مگر وہی (اشیاء) جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے؟ خبردار ہو جاؤ، خدا کی قسم! میں نے نصیحت کرتے ہوئے، حکم دیتے ہوئے اور بعض چیزوں سے منع کرتے ہوئے جو کہا وہ بھی قرآن کریم کی طرح ہے یا اس سے بھی زیادہ اہم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے یہ جائز نہیں رکھا کہ اہل کتاب کے گھروں میں ان کی اجازت کے بغیر داخل ہو جاؤ۔ نیز ان کی عورتوں کو پیٹنا اور پھلوں کو کھانا بھی حلال نہیں۔

اِسے امام ابو داود اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

١٥/١٩. عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، قَالَ: حُدِّثْتُ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ بَعَثَ جُيُوْشًا إِلَى الشَّامِ فَخَرَجَ يَتْبَعُ يَزِيْدَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ، فَقَالَ: إِنِّي أُوْصِيكَ بِعَشْرٍ: لَا تَقْتُلَنَّ صَبِيًّا، وَلَا امْرَأَةً، وَلَا كَبِيْرًا هَرِمًا، وَلَا تَقْطَعَنَّ شَجَرًا مُثْمِرًا، وَلَا تُخَرِّبَنَّ عَامِرًا، لَا تَعْقِرَنَّ شَاةً وَلَا بَعِيْرًا إِلَّا لِمَأْكَلَةٍ، وَلَا تُغْرِقَنَّ نَخْلاً، وَلَا تَحْرِقَنَّهُ، وَلَا تَغْلُلْ، وَلَا تَجْبُنْ.

رَوَاهُ مَالِكٌ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لَهُ.

ایک روایت میں یحییٰ بن سعید بیان کرتے ہیں: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے شام کی طرف لشکر روانہ کیے تو آپ یزید بن ابی سفیان کے پیچھے تشریف لے گئے اور فرمایا: میں تجھے دس چیزوں کی وصیت کرتا ہوں: کسی بچے کو ہرگز قتل نہ کرنا، کسی عورت کو ہرگز قتل نہ کرنا، کسی ضعیف العمر شخص کو ہرگز قتل نہ کرنا، کسی پھل دار درخت کو ہرگز نہ کاٹنا، کسی آباد علاقے کو بے آباد ہرگز نہ کرنا، کسی بکری اور اونٹ کو (جائز طریقے سے) کھانے کے مقصد کے علاوہ ہرگز نہ کاٹنا، کسی کھجور کے درخت کو ہرگز ہرگز ڈبونا نہ اسے جلانا، خیانت ہرگز نہ کرنا اور بزدلی ہرگز نہ دکھانا۔

اسے امام مالک نے اور امام ابن ابی شیبہ نے مذکورہ الفاظ میں روایت کیا ہے۔

١٦/٢٠. وَفِي رِوَايَةِ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رضی اللہ عنہ لَمَّا بَعَثَ الْجُنُوْدَ نَحْوَ الشَّامِ يَزِيْدَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ وَعَمْرَو بْنَ الْعَاصِ وَشُرَحْبِيْلَ بْنَ حَسَنَةَ

١٩: أخرجه مالك في الموطأ، ٢/٤٤٧، الرقم/٩٦٥، وابن أبي شيبة في المصنف، ٦/٤٨٣، الرقم/٣٣١٢١۔

٢٠: أخرجه البيهقي في السنن الكبرىٰ، ٩/٨٥، ومالك في الموطأ، ٢/٤٤٨، الرقم/٩٦٦، وعبد الرزاق في المصنف، ٥/١٩٩، وذكره الهندي في كنز العمال، ١/٢٩٦، وابن قدامة في المغنى، ٨/٤٥١، ٤٥٢، ٤٧٧۔

قَالَ......ثُمَّ جَعَلَ يُوْصِيْهِمْ فَقَالَ...... وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْأَرْضِ وَلَا تَعْصَوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ...... وَلَا تُغْرِقُنَّ نَخْـلًا وَلَا تُحْرِقُنَّهَا، وَلَا تَعْقِرُوْا بَهِيْمَةً وَلَا شَجَرَةً تُثْمِرُ، وَلَا تَهْدِمُوْا بِيْعَةً، وَلَا تَقْتُلُوا الْوِلْدَانَ وَلَا الشُّيُوْخَ وَلَا النِّسَاءَ. وَسَتَجِدُوْنَ أَقْوَامًا حَبَسُوْا أَنْفُسَهُمْ فِي الصَّوَامِعِ، فَدَعُوْهُمْ، وَمَا حَبَسُوْا أَنْفُسَهُمْ لَهُ.

رَوَاهُ مَالِكٌ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالْبَيْهَقِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ.

وَفِي رِوَايَةٍ، زَادَ الْهِنْدِيُّ: وَلَا مَرِيْضًا وَلَا رَاهِبًا. (1)

ایک روایت میں سعید بن میبّب نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق ﷺ نے یزید بن ابی سفیان، عمرو بن العاص اور شرحبیل بن حسنہ ﷺ کی زیرِ نگرانی شام کی طرف افواج بھیجیں تو انہیں ہدایت فرمائی: ’خبردار! زمین میں فساد نہ مچانا اور جو احکامات تمہیں دیئے گئے ہیں ان کی خلاف ورزی نہ کرنا۔ ...... کھجور کے درخت ہرگز کاٹنا نہ انہیں جلانا، چوپایوں کو ہلاک نہ کرنا اور نہ پھلدار درختوں کو کاٹنا، کسی عبادت گاہ کو مت گرانا اور نہ ہی بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو قتل کرنا۔ تمہیں بہت سے ایسے لوگ ملیں گے جنہوں نے گرجا گھروں میں اپنے آپ کو محبوس کر رکھا ہے اور دنیا سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے، انہیں ان کے حال پر چھوڑ دینا‘۔

اسے امام مالک اور عبد الرزاق نے اور بیہقی نے مذکورہ الفاظ سے روایت کیا ہے۔

ایک روایت میں حسام الدین ہندی نے ان الفاظ کا اضافہ بیان کیا ہے: کسی مریض کو اور نہ کسی راہب کو (قتل کرنا)۔

۱۷/۲۱. وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ، قَالَ أَبُوْبَكْرٍ الصِّدِّيْقُ لِيَزِيْدَ بْنِ أَبِي

---

(۱) ذكره الهندي في كنز العمال، ٤/٤٧٤، الرقم/١١٤٠٩ـ

۲۱: ذكره الهندی في كنز العمال، ٤/٤٧٥، الرقم/١١٤١١ـ

سُفْيَانَ: وَلَا تَهْدِمُوْا بِيْعَةً ...... وَلَا تَقْتُلُوْا شَيْخًا كَبِيْرًا، وَلَا صَبِيًّا وَلَا صَغِيْرًا وَلَا امْرَأَةً.

ذَكَرَهُ الْهِنْدِيُّ.

ایک روایت میں حضرت (عبد اللہ) بن عمر رضی اللہ عنہما **سے مروی ہے** کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یزید بن اَبی سفیان سے کہا: عیسائیوں کی عبادت گاہوں کو منہدم نہ کرنا ...... بوڑھوں کو، نہ بچوں کو، نہ چھوٹے بچوں کو اور نہ ہی عورتوں کو قتل کرنا۔

اسے حسام الدین ہندی نے بیان کیا ہے۔

۱۸/۲۲. قَالَ الْأَوْزَاعِيُّ: وَنَهٰى أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ أَنْ يَقْطَعَ شَجَرًا مُثْمِرًا أَوْ يُخَرِّبَ عَامِرًا، وَعَمِلَ بِذٰلِكَ الْمُسْلِمُوْنَ بَعْدَهُ.

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

امام اوزاعی بیان کرتے ہیں: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (دورانِ جنگ) پھل دار درخت کاٹنے یا عمارت کو تباہ کرنے سے منع فرمایا اور آپ کے بعد بھی مسلمان اسی پر عمل پیرا رہے۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

۱۹/۲۳. وَفِي رِوَايَةٍ: كَتَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ إِلٰى أَبِي عُبَيْدَةَ ابْنِ الْجَرَّاحِ وَقَالَ: وَامْنَعِ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ ظُلْمِهِمْ وَالْإِضْرَارِ بِهِمْ وَأَكْلِ أَمْوَالِهِمْ

۲۲: أخرجه الترمذي في السنن، كتاب السير، باب في التحريق والتخريب، ۱۲۲/٤، الرقم/۱۵۵۲۔

۲۳: ذكره أبو يوسف في كتاب الخراج/۱٤۱۔

إِلَّا بِحِلِّهَا.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (شام کے گورنر) حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کو جو فرمان لکھا اس میں منجملہ دیگر احکام کے ایک یہ بھی درج تھا:

(تم بحیثیت گورنر) مسلمانوں کو غیر مسلم شہریوں پر ظلم کرنے اور انہیں ضرر پہنچانے اور ناجائز طریقہ سے ان کے مال کھانے سے سختی کے ساتھ منع کرو۔

٢٠/٢٤. وَفِي رِوَايَةٍ، قَالَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ: إِنَّمَا بَذَلُوا الْجِزْيَةَ لِتَكُوْنَ دِمَاؤُهُمْ كَدِمَائِنَا وَأَمْوَالُهُمْ كَأَمْوَالِنَا.

ذَكَرَهُ ابْنُ قُدَامَةَ.

ایک روایت میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ **فرماتے ہیں:** بے شک یہ غیر مسلم شہری اس لیے (اسلامی حکومت کو) ٹیکس دیتے ہیں کہ ان کے مال ہمارے مال کی طرح اور ان کے خون ہمارے خون کی طرح محفوظ ہو جائیں۔

اسے امام ابن قدامہ نے بیان کیا ہے۔

مَا رُوِيَ عَنِ الْأَئِمَّةِ مِنَ السَّلَفِ الصَّالِحِيْنَ

قَالَ الإِمَامُ النَّوَوِيُّ الشَّافِعِيُّ فِي شَرْحِهِ: فَإِنَّ مَالَ الذِّمِّيِّ وَالْمُعَاهَدِ وَالْمُرْتَدِّ فِي هٰذَا كَمَالِ الْمُسْلِمِ. (١)

امام نووی الشافعی 'شرح صحیح مسلم' میں فرماتے ہیں: یقیناً غیر مسلم شہری، معاہد اور مرتد کا مال بھی اس اعتبار سے مسلمان کے مال ہی کی

٢٤: ذكره ابن قدامة في المغني، ٩/١٨١، والزيلعي في نصب الراية، ٣/٣٨١۔

(١) النووي في شرح الصحيح لمسلم، ١٢/٧۔

طرح (قابلِ حفاظت) ہے۔

قَالَ الْإِمَامُ ابْنُ قُدَامَةَ الْحَنْبَلِيُّ: فَإِنَّ الْمُسْلِمَ يُقْطَعُ بِسَرِقَةِ مَالِهِ.(۱)

امام ابن قدامہ الحنبلی فرماتے ہیں: بے شک مسلمان پر بھی غیر مسلم کا مال چوری کرنے پر حد عائد ہوگی۔

قَالَ الْإِمَامُ أَبُوْ مُحَمَّدٍ ابْنُ حَزْمٍ الظَّاهِرِيُّ: لَا خِلَافَ فِي أَنَّ الْمُسْلِمَ يُقْطَعُ إِنْ سَرَقَ مِنْ مَّالِ الذِّمِّيِّ وَالْمُسْتَأْمِنِ.(۲)

امام ابو محمد ابن حزم الظاہری فرماتے ہیں: علماء کے درمیان اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ غیر مسلم شہری کا مال چوری کرنے پر بھی مسلمان پر حد جاری کی جائے گی۔

قَالَ الإِمَامُ ابْنُ رُشْدٍ الْمَالِكِيُّ: وَأَمَّا مِنْ طَرِيْقِ الْقِيَاسِ فَإِنَّهُمُ اعْتَمَدُوْا عَلٰى إِجْمَاعِ الْمُسْلِمِيْنَ أَنَّ يَدَ الْمُسْلِمِ، تُقْطَعُ إِذَا سَرَقَ مِنْ مَالِ الذِّمِّيِّ.(۳)

امام ابن رشد المالکی فرماتے ہیں: اس پر اجماع ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی غیر مسلم شہری کا مال چرائے تو اس پر حد جاری کی جائے گی۔

وَقَالَ الإِمَامُ الْحَصْكَفِيُّ الْحَنَفِيُّ: وَيَضْمَنُ الْمُسْلِمُ قِيْمَةَ

(۱) ابن قدامة في المغنى، ۹/۱۱۲۔

(۲) ابن حزم في المحلى، ۱۰/۳۵۱۔

(۳) ابن رشد المالكي في بداية المجتهد، ۲/۲۹۹۔

خَمْرِهِ وَخِنْزِيْرِهِ إِذَا أَتْلَفَهُ.(١)

امام الحصکفی الحنفی فرماتے ہیں: غیر مسلم شہری کی شراب اور اس کے خنزیر کو تلف کرنے کی صورت میں مسلمان اس کی قیمت بطور تاوان ادا کرے گا۔

وَذَكَرَ الْقُرَافِيُّ الْمَالِكِيُّ قَوْلَ ابْنِ حَزْمٍ فِي كِتَابِهِ 'الْفُرُوْقِ' مِنْ كِتَابِهِ 'مَرَاتِبِ الْإِجْمَاعِ': وَجَبَ عَلَيْنَا أَنْ نَخْرُجَ لِقِتَالِهِمْ بِالْكُرَاعِ وَالسَّلَاحِ، وَنَمُوْتُ دُوْنَ ذٰلِكَ.(٢)

امام قرافی المالکی اپنی کتاب 'الفروق' میں علامہ ابن حزم کا قول نقل کرتے ہیں جو انہوں نے اپنی کتاب 'مراتب الاجماع' میں بیان کیا ہے:

ہماری اسلامی ریاست پر لازم ہے کہ ہم اسلحہ اور لشکر کے ساتھ غیر مسلم شہریوں کی حفاظت کے لیے جنگ کریں خواہ حملہ آوروں کے ساتھ لڑتے لڑتے ہمارے کئی سپاہی جان ہی کیوں نہ دے بیٹھیں۔

قَدْ ثَبَتَ بِالْآثَارِ وَالْأَقْوَالِ الْمَذْكُوْرَةِ سَابِقًا بِأَنَّ حِفْظَ نُفُوْسِ غَيْرِ الْمُسْلِمِيْنَ وَأَعْرَاضِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ وَاجِبٌ عَلٰى جَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ.

درج بالا آثار و اقوال سے ثابت ہوتا ہے کہ غیر مسلم شہریوں کی عزت و آبرو کی حفاظت کرنا تمام مسلمانوں پر واجب ہے۔

---

(١) الحصكفي في الدر المختار، ٢/٢٢٣، ابن عابدين الشامي في رد المحتار، ٣/٢٧٣۔

(٢) القرافي في الفروق، ٣/١٤-١٥۔

باب سوم

مَنۡعُ قَتۡلِ النِّسَاءِ وَالۡوِلۡدَانِ وَالشُّيُوۡخِ وَالرُّهۡبَانِ

﴿عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور راہبوں کے قتل کی ممانعت﴾

٢٥/١ . عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: وُجِدَتِ امْرَأَةٌ مَقْتُوْلَةً فِي بَعْضِ مَغَازِي رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَنَهٰى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ.

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت (عبد اللہ) بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی غزوہ میں ایک عورت کو دیکھا جسے قتل کر دیا گیا تھا۔ اِس پر آپ ﷺ نے (سختی سے) عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے کی ممانعت فرما دی۔

یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

٢٦/٢ . وَفِي رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ هُرْمُزَ فَمِنْهَا، فَكَتَبَ إِلَيْهِ (أَيِ النَّجْدَةَ)

٢٥: أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الجهاد والسير، باب قتل النساء في الحرب، ١٠٩٨/٣، الرقم/٢٨٥٢، ومسلم في الصحيح، كتاب الجهاد والسير، باب تحريم قتل النساء والصبيان في الحرب، ١٣٦٤/٣، الرقم/١٧٤٤، وأحمد بن حنبل في المسند، ٢٢/٢، الرقم/٤٧٣٩، والترمذي في السنن، كتاب السير، باب ما جاء في النهي عن قتل النساء والصبيان، ١٣٦/٤، الرقم/١٥٦٩، وابن ماجه في السنن، كتاب الجهاد، باب الغارة والبيات وقتل النساء والصبيان، ٩٤٧/٢، الرقم/٢٨٤١، والنسائي في السنن الكبرى، ١٨٥/٥، الرقم/٨٦١٨، والدارمي في السنن، ٢٩٣/٢، الرقم/٢٤٦٢، وابن حبان في الصحيح، ٣٤٤/١، الرقم/١٣٥۔

٢٦: أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الجهاد والسير، باب النساء الغازيات ←

ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ: وَإِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَقْتُلُ الصِّبْيَانَ فَلَا تَقْتُلِ الصِّبْيَانَ.

رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

یزید بن ہرمز ایک طویل روایت میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نجدہ کے خط کے جواب میں لکھا: بے شک رسول اللہ ﷺ دشمنوں کے بچوں کو قتل نہیں کرتے تھے، سو تم بھی بچوں کو قتل نہ کرنا۔

اسے امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

٢٧/٣. وَفِي رِوَايَةِ رَبَاحِ بْنِ رَبِيْعٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةٍ، فَرَأَى النَّاسَ مُجْتَمِعِيْنَ عَلٰى شَيءٍ، فَبَعَثَ رَجُلًا فَقَالَ: انْظُرْ عَلَامَ اجْتَمَعَ

.... يرضخ لهن ولا يسهم والنهى عن قتل صبيان أهل الحرب، ١٤٤٤/٣، الرقم/١٨١٢۔

٢٧: أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ٤٨٨/٣، الرقم/١٦٠٣٥، وأبو داود في السنن، كتاب الجهاد، باب في قتل النساء، ٥٣/٣، الرقم/٢٦٦٩، وابن ماجه في السنن، كتاب الجهاد، باب الغارة والبيات وقتل النساء والصبيان، ٩٤٨/٢، الرقم/٢٨٤٢، والنسائي في السنن الكبرى، ١٨٦/٥-١٨٧، الرقم/٨٦٢٥، ٨٦٢٧، وابن حبان في الصحيح، ١١٠/١١، الرقم/٤٧٨٩، وابن أبي شيبة في المصنف، ٤٨٢/٦، الرقم/٣٣١١٧، وأبو يعلى في المسند، ١١٥/٣-١١٦، الرقم/١٥٤٦، والحاكم في المستدرك، ١٣٣/٢، الرقم/٢٥٦٥، والطبراني في المعجم الكبير، ١٠/٤، الرقم/٣٤٨٩، والبيهقي في السنن الكبرى، ٨٢/٩، الرقم/١٧٨٨٣۔

هٰـؤُلَاءِ؟ فَجَاءَ فَقَالَ: عَلَى امْرَأَةٍ قَتِيْلٍ، فَقَالَ: مَا كَانَتْ هٰذِهِ لِتُقَاتِلَ، قَالَ: وَعَلَى الْمُقَدِّمَةِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ، فَبَعَثَ رَجُلًا فَقَالَ: قُلْ لِخَالِدٍ: لَا يَقْتُلَنَّ امْرَأَةً وَلَا عَسِيْفًا.

وَفِي رِوَايَةٍ: لَا تَقْتُلَنَّ ذُرِّيَّةً وَلَا عَسِيْفًا.

رَوَاهُ أَحْمَدُ وأَبُوْ دَاوُدَ وَاللَّفْظُ لَهُ وَابْنُ مَاجَه وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُوْ يَعْلٰى وَالْحَاكِمُ وَالطَّبَرَانِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ.

ایک روایت میں حضرت رَباح بن ربیع ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ایک غزوہ میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ آپ ﷺ نے دیکھا بہت سے لوگ کسی چیز کے پاس جمع ہیں۔ آپ ﷺ نے ایک آدمی کو یہ دیکھنے کے لیے بھیجا کہ لوگ کس چیز کے پاس جمع ہوئے ہیں۔ اُس نے آ کر بتایا: ایک مقتول عورت کے پاس۔ فرمایا: یہ تو جنگ نہیں کرتی تھی۔ حضرت رباح ﷺ بیان کرتے ہیں کہ اگلے دستے کے کمانڈر حضرت خالد بن ولید ﷺ تھے لہٰذا آپ ﷺ نے ایک آدمی کو بھیجا اور فرمایا: خالد سے کہنا: (مشرکین کی) عورتوں اور خدمت کرنے والوں کو ہرگز قتل نہ کرو۔

ایک روایت میں ہے: بچوں اور خدمت گاروں کو ہرگز قتل نہ کرو۔

اِسے امام احمد، ابو داود، ابن ماجہ، نسائی، ابن حبان، ابن اَبی شیبہ، ابو یعلی، حاکم، طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔ مذکورہ الفاظ امام ابو داود کے ہیں۔

٤/٢٨. عَنْ أَنَسٍ ﷺ، كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا غَزَا قَوْمًا لَمْ يُغِرْ حَتّٰى يُصْبِحَ.

٢٨: أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الجهاد والسير، باب دعاء النبي ﷺ إلى الإسلام والنبوة، ٣/١٠٧٧، الرقم/٢٧٨٤، وأحمد بن حنبل في المسند، ٣/١٥٩، الرقم/١٢٦٣٩، وأبو يعلى في المسند، ٦/٤٣١، الرقم/٣٨٠٤، وابن حبان في الصحيح، ١١/٤٩، الرقم/٤٧٤٥۔

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَأَحْمَدُ وَابْنُ حِبَّانَ وَأَبُوْ يَعْلٰی.

حضرت انس ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی قوم سے لڑتے تو اس وقت تک لڑائی شروع نہ کرتے جب تک صبح نہ ہو جاتی۔

اسے امام بخاری، احمد، ابن حبان اور ابو یعلی نے روایت کیا ہے۔

۵/۲۹. وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ إِلٰی خَيْبَرَ فَجَاءَهَا لَيْلًا وَكَانَ إِذَا جَاءَ قَوْمًا بِلَيْلٍ لَا يُغِيْرُ عَلَيْهِمْ حَتّٰی يُصْبِحَ.

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ حِبَّانَ.

ایک اور روایت میں حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ جب خیبر کی جانب نکلے تو وہاں رات کے وقت پہنچے اور آپ ﷺ جب رات کے وقت کسی قوم کے پاس پہنچتے تو صبح ہونے سے پہلے ان کے خلاف جہاد نہیں فرماتے تھے۔

اِسے امام بخاری، ترمذی، نسائی اور ابن حبان نے روایت کیا ہے۔

۶/۳۰. عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ سَرِيْعٍ ﷺ قَالَ: كُنَّا فِي غَزَاةٍ فَأَصَبْنَا ظَفَرًا وَقَتَلْنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰی بَلَغَ بِهِمُ الْقَتْلُ إِلٰی أَنْ قَتَلُوا الذُّرِّيَّةَ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ

۲۹: أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الجهاد والسير، باب دعاء النبي ﷺ إلى الإسلام والنبوة، ۱۰۷۷/۳، الرقم/۲۷۸۵، والترمذي في السنن، كتاب السير، باب في البيات والغارات، ۱۲۱/۴، الرقم/۱۵۵۰، والنسائي في السنن الكبرى، ۱۷۸/۵، الرقم/۸۵۹۸، وابن حبان في الصحيح، ۵۱/۱۱، الرقم/۴۷۴۶۔

۳۰: أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ۴۳۵/۳، الرقم/۱۵۶۲۶-۱۵۶۲۷، وأيضًا، ۲۴/۴، الرقم/۱۶۳۴۲، والنسائي في السنن الكبرى، كتاب السير، باب النهي عن قتل ذراري المشركين، ۱۸۴/۵، الرقم/۸۶۱۶، ←

فَقَالَ: مَا بَالُ أَقْوَامٍ بَلَغَ بِهِمُ الْقَتْلُ إِلٰى أَنْ قَتَلُوْا الذُّرِّيَّةَ؟ أَ لَا، لَا تَقْتُلُنَّ ذُرِّيَّةً، أَلَا، لَا تَقْتُلُنَّ ذُرِّيَّةً، قِيْلَ: لِمَ، يَا رَسُوْلَ اللهِ، أَلَيْسَ هُمْ أَوْلَادَ الْمُشْرِكِيْنَ؟ قَالَ: أَوَ لَيْسَ خِيَارُكُمْ أَوْلَادَ الْمُشْرِكِيْنَ!

وَفِي رِوَايَةٍ زَادَ: فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، إِنَّمَا هُمْ أَبْنَاءُ الْمُشْرِكِيْنَ، فَقَالَ: خِيَارُكُمْ أَبْنَاءُ الْمُشْرِكِيْنَ، أَ لَا، لَا تُقْتَلُ الذُّرِّيَّةُ، كُلُّ نَسَمَةٍ تُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، حَتّٰى يُعْرِبَ عَنْهَا لِسَانُهَا، فَأَبَوَاهَا يُهَوِّدَانِهَا وَيُنَصِّرَانِهَا.

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ. وَقَالَ الْحَاكِمُ: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رَوَاهُ أَحْمَدُ بِأَسَانِيْدَ وَبَعْضُ أَسَانِيْدِ أَحْمَدَ رِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيْحِ.

حضرت اسود بن سریع ﷺ بیان کرتے ہیں: ہم ایک غزوہ میں شریک تھے، (ہم لڑتے رہے یہاں تک) کہ ہمیں غلبہ حاصل ہوگیا اور ہم نے مشرکوں کو قتل کیا حتیٰ کہ لوگوں نے (بعض) بچوں کو بھی قتل کر ڈالا۔ یہ بات حضور نبی اکرم ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان لوگوں کو کیا ہوگیا ہے جن کے قتل کی نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ انہوں نے بچوں تک کو قتل کر

.... والدارمي في السنن، ٢/٢٩٤، الرقم/٢٤٦٣، وابن أبي شيبة في المصنف، ٦/٤٨٤، الرقم/٣٣١٣١، وابن حبان في الصحيح، ١/٣٤١، الرقم/١٣٢، والحاكم في المستدرك، ٢/١٣٣-١٣٤، الرقم/٢٥٦٦-٢٥٦٧، والطبراني في المعجم الكبير، ١/٢٨٤، الرقم/٨٢٩، والشيباني في الآحاد والمثاني، ٢/٣٧٥، الرقم/١١٦٠، وأبو نعيم في حلية الأولياء، ٨/٢٦٣، والبيهقي في السنن الكبرى، ٩/٧٧، الرقم/١٧٨٦٨، وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد، ٥/٣١٦۔

ڈالا۔ خبردار! بچوں کو ہرگز قتل نہ کرو، خبردار! بچوں کو ہرگز قتل نہ کرو، عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! کیوں؟ کیا وہ مشرکوں کے بچے نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں سے جو (آج) بہتر لوگ ہیں (کل) یہ بھی مشرکوں کے بچے نہیں تھے؟

ایک اور روایت میں یہ اضافہ ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ مشرکین کے بچے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے بہترین لوگ بھی تو مشرکین کے بچے ہیں (یعنی اُن کے والدین مشرک تھے)۔ خبردار! بچوں کو جنگ کے دوران قتل نہ کیا جائے ہر جان فطرتِ (سلیمہ) پر پیدا ہوتی ہے یہاں تک کہ اُس کی زبان اُس کی فطرت کا اظہار نہ کر دے، پھر اُس کے والدین اُسے یہودی یا نصرانی بناتے ہیں۔

اِسے امام احمد، نسائی، دارمی اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے۔ امام حاکم نے فرمایا: یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرائط پر صحیح ہے۔ جبکہ امام ہیثمی نے فرمایا: اِسے امام احمد نے متعدد اسانید کے ساتھ روایت کیا ہے اور ان کی بعض اسانید کے رجال صحیح حدیث کے رجال ہیں۔

٧/٣١. وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ: فَقَالَ: أَلَا، أَنَّ خِيَارَكُمْ أَبْنَاءُ الْمُشْرِكِيْنَ، ثُمَّ قَالَ: أَلَا، لَا تَقْتُلُوْا ذُرِّيَّةً، أَلَا، لَا تَقْتُلُوا ذُرِّيَّةً.

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ.

ایک اور روایت میں حضرت اَسود بن سریع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: خبردار! تمہارے بہترین لوگ مشرکین کے ہی بیٹے تھے۔ پھر فرمایا: خبردار بچوں کو قتل نہ کرو؛ خبردار! بچوں کو قتل نہ کرو۔

اِسے امام احمد اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

٣١: أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ٣/٤٣٥، الرقم/١٥٦٢٦-١٥٦٢٧، والبيهقي في السنن الكبرى، ٩/٧٧، الرقم/١٧٨٦٨۔

٨/٣٢. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا بَعَثَ جُيُوشَهُ قَالَ: اخْرُجُوْا بِسْمِ اللهِ تُقَاتِلُوْنَ فِي سَبِيْلِ اللهِ مَنْ كَفَرَ بِاللهِ، لَا تَغْدِرُوا، وَلَا تَغُلُّوْا، وَلَا تُمَثِّلُوْا، وَلَا تَقْتُلُوا الْوِلْدَانَ، وَلَا أَصْحَابَ الصَّوَامِعِ.

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُوْ يَعْلٰى.

حضرت (عبد اللہ) بن عباس ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے لشکروں کو روانہ کرتے تو حکم فرماتے: اللہ کا نام لے کر روانہ ہو جاؤ، تم اللہ کی راہ میں اس کے ساتھ کفر کرنے والوں کے خلاف جنگ کرنے جا رہے ہو: اس دوران بدعہدی نہ کرنا، چوری اور خیانت نہ کرنا، نعشوں کی بے حرمتی نہ کرنا اور بچوں کو قتل نہ کرنا اور راہبوں کو قتل نہ کرنا۔

اِسے امام احمد بن حنبل، ابن ابی شیبہ اور ابو یعلی نے روایت کیا ہے۔

٩/٣٣. وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ، قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا بَعَثَ جُيُوْشَهُ قَالَ: لَا تَقْتُلُوا أَصْحَابَ الصَّوَامِعِ.

رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُوْ يَعْلٰى وَالطَّحَاوِيُّ.

حضرت عبد اللہ بن عباس ﷺ کی بیان کردہ ایک اور روایت کے الفاظ ہیں جب نبی اکرم ﷺ اپنے لشکروں کو روانہ کرتے تو (ان کو یہ ہدایت) فرماتے: کلیساؤں کے متولیوں (یعنی

٣٢: أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ١/٣٠٠، الرقم/٢٧٢٨، وابن أبي شيبة في المصنف، ٦/٤٨٤، الرقم/٣٣١٣٢، وأبو يعلى في المسند، ٤/٤٢٢، الرقم/٢٥٤٩، وذكره ابن رشد في بداية المجتهد، ١/٢٨١۔

٣٣: أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف، ٦/٤٨٤، الرقم/٣٣١٣٢، وأبو يعلى في المسند، ٥/٥٩، الرقم/٢٦٥٠، والطحاوي في شرح معاني الآثار، ٣/٢٢٥، والديلمي في مسند الفردوس، ٥/٤٥، الرقم/٧٤١٠۔

پادریوں) کو قتل نہ کرنا۔

اِسے امام ابن ابی شیبہ، ابو یعلی اور طحاوی نے روایت کیا ہے۔

١٠/٣٤. وَفِي رِوَايَةِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِب ﷺ، قَالَ: كَانَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ إِذَا بَعَثَ جَيْشًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ إِلَى الْمُشْرِكِيْنَ، قَالَ: انْطَلِقُوْا بِاسْمِ اللهِ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ وَفِيْهِ وَلَا تَقْتُلُوا وَلِيدًا طِفْلًا، وَلَا امْرَأَةً، وَلَا شَيْخًا كَبِيْرًا، وَلَا تَغُوْرُنَّ عَيْنًا، وَلَا تَعْقِرُنَّ شَجَرَةً إِلَّا شَجَرًا يَمْنَعُكُمْ قِتَالًا أَوْ يَحْجُزُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الْمُشْرِكِيْنَ، وَلَا تُمَثِّلُوْا بِآدَمِيٍّ وَلَا بَهِيْمَةٍ، وَلَا تَغْدِرُوْا وَلَا تَغُلُّوْا.

رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَذَكَرَهُ الْهِنْدِيُّ.

حضرت علی بن اَبی طالب ﷺ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ جب اسلامی لشکر کو مشرکین کی طرف روانہ کرتے تو یوں ہدایات فرماتے: اللہ کے نام سے چلو، پھر حدیث بیان فرمائی جس میں تھا کہ 'کسی بچے کو قتل نہ کرنا، کسی عورت کو قتل نہ کرنا، کسی بوڑھے کو قتل نہ کرنا، چشموں کو خشک و ویران ہرگز نہ کرنا، جنگ میں حائل درختوں کے سوا کسی دوسرے درخت کو ہرگز نہ کاٹنا، کسی انسان کا مثلہ نہ کرنا، کسی جانور کا مُثلہ نہ کرنا، بدعہدی نہ کرنا اور چوری و خیانت نہ کرنا'۔

اسے امام بیہقی نے روایت کیا ہے اور ہندی نے بیان کیا ہے۔

١١/٣٥. عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: وَلَا تَقْتُلُوا شَيْخًا

٣٤: أخرجه البيهقي في السنن الكبرى، ٩/٩٠، الرقم/١٧٩٣٤، وذكره الهندي في كنز العمال، ٤/٢٠٥، الرقم/١١٤٢٥۔

٣٥: أخرجه أبو داود في السنن، كتاب الجهاد، باب دعاء المشركين، ٣/٣٧، الرقم/٢٦١٤، وابن أبي شيبة في المصنف، ٦/٤٨٣، الرقم/٣٣١١٨، والبيهقي في السنن الكبرٰى، ٩/٩٠، الرقم/١٧٩٣٢۔

فَانِيًا وَلَا طِفْلاً وَلَا صَغِيرًا وَلَا امْرَأَةً.

رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ، وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ.

حضرت انس بن مالک ﷺ سے یہ الفاظ مروی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہ کسی انتہائی کمزور بوڑھے کو قتل کرو، نہ شیر خوار بچے کو، نہ نابالغ کو اور نہ عورت کو۔

اسے امام ابو داود، ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

١٢/٣٦. وَفِي رِوَايَةِ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالذُّرِّيَّةِ وَالشَّيْخِ الْكَبِيْرِ الَّذِي لَا حِرَاکَ بِهِ.

رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ.

حضرت راشد بن سعد سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں، بچوں اور عمر رسیدہ افراد جن میں (مزاحمت کی) کوئی سکت نہ ہو کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔

اسے امام ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے۔

١٣/٣٧. وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حِيْنَ بَعَثَ إِلَى ابْنِ أَبِي حَقِيْقٍ، نَهٰى حِيْنَئِذٍ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ.

رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالشَّافِعِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ.

حضرت ابن کعب بن مالک ﷺ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے جب ابن

٣٦: أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف، ٦/٤٨٤، الرقم/٣٣١٣٥۔

٣٧: أخرجه عبد الرزاق في المصنف، ٥/٢٠٢، الرقم/٩٣٨٥، والشافعي في المسند/٢٣٨، والطحاوي في شرح معاني الآثار، ٣/٢٢١، والبيهقي في السنن الكبرى، ٩/٧٧، الرقم/١٧٨٦٥۔

ابی حقیق کی طرف لشکر روانہ کیا تو لشکرِ اسلام کو عورتیں اور بچے قتل کرنے سے منع فرمایا۔

اِسے امام عبد الرزاق، شافعی، طحاوی اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

١٤/٣٨. وَفِي رِوَايَةِ عَطِيَّةَ الْقُرَظِيِّ، قَالَ: كُنْتُ فِيْمَنْ حَكَمَ فِيْهِمْ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ، فَشَكُّوْا فِيَّ أَمِنَ الذُّرِّيَّةِ أَنَا أَمْ مِنَ الْمُقَاتِلَةِ؟ فَنَظَرُوْا إِلٰى عَانَتِي فَلَمْ يَجِدُوْهَا نَبَتَتْ، فَأُلْقِيتُ فِي الذُّرِّيَّةِ، وَلَمْ أُقْتَلْ.

رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالطَّبَرَانِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ.

حضرت عطیہ قرظی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں بذاتِ خود ان لوگوں میں شامل تھا جن کے بارے میں دورانِ جنگ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا تھا کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟ تو اُنہوں نے میرے بارے میں شک کیا کہ آیا میں بچوں میں شامل ہوں یا لڑائی کرنے والوں میں؟ لہٰذا اُنہوں نے میرے جسم پر بلوغت کے بال تلاش کیے جو ابھی اُگے بھی نہ تھے۔ تو مجھے بچوں میں شمار کر لیا گیا اور میں قتل ہونے سے بچ گیا۔

اسے امام ابن حبان، عبد الرزاق، طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

١٥/٣٩. وَفِي رِوَايَةٍ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ.

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ.

٣٨: أخرجه ابن حبان في الصحيح، كتاب السير، باب الخروج وكيفية الجهاد، ١١/١٠٩، الرقم/٤٧٨٨، وعبد الرزاق في المصنف، ١٠/١٧٩، الرقم/١٨٧٤٢، والطبراني في المعجم الكبير، ١٧/١٦٤، الرقم/٤٣٤، والبيهقي في السنن الكبرىٰ، ٦/١٦٦، الرقم/١١٠٩٨۔

٣٩: أخرجه الطبراني في المعجم الأوسط، ٧/١١٣، الرقم/٧٠١١۔

حضرت ابو ثعلبہ خشنی ﷺ **روایت کرتے ہیں** کہ رسول اللہ ﷺ نے **عورتوں اور بچوں** کے قتل سے منع فرمایا۔

اِسے امام طبرانی نے روایت کیا ہے۔

قَالَ الإِمَامُ السَّرَخْسِيُّ فِي كِتَابِهِ الْمَشْهُوْرِ 'الْمَبْسُوْطِ':

قَالَ ﷺ: وَلَا تَقْتُلُوْا وَلِيدًا وَالْوَلِيْدُ الْمَوْلُوْدُ فِي اللُّغَةِ وَكُلُّ آدَمِيٍّ مَوْلُوْدٌ، وَلٰكِنَّ هٰذَا اللَّفْظُ إِنَّمَا يُسْتَعْمَلُ فِي الصِّغَارِ عَادَةً. فَفِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى أَنَّهُ لَا يَحِلُّ قَتْلُ الصِّغَارِ مِنْهُمْ، إِذَا كَانُوْا لَا يُقَاتِلُوْنَ. وَقَدْ جَاءَ فِي الْحَدِيْثِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ قَتْلِ النِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ. وَقَالَ: اقْتُلُوْا شُيُوْخَ الْمُشْرِكِيْنَ، وَاسْتَحْيُوْا شُرُوْخَهُمْ. وَالْمُرَادُ بِالشُّيُوْخِ الْبَالِغِيْنَ وَبِالشُّرُوْخِ الْأَتْبَاعُ مِنَ الصِّغَارِ وَالنِّسَآءِ وَالْاِسْتِحْيَاءُ الْاِسْتِرْقَاقُ. قَالَ اللهُ: ﴿وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ﴾ [مؤمن، ٤٠/٢٥]. **وَفِي وَصِيَّةِ أَبِي بَكرٍ ﷺ لِيَزِيْدَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ: لَا تَقْتُلْ شَيْخًا ضَرِعًا وَلَا صَبِيًّا ضَعِيْفًا، يَعْنِي شَيْخًا فَانِيًا وَصَغِيْرًا لَا يُقَاتِلُ.**(١)

امام سرخسی اپنی شہرہ آفاق کتاب 'المبسوط' میں اپنا نقطہ نظر یوں بیان کرتے ہیں: حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بچوں کو قتل نہ کرو۔ 'ولید' عربی لغت میں 'مولوذ' کے معنٰی میں ہے۔ یوں تو ہر انسان مولود ہے مگر اس لفظ کا استعمال عموماً چھوٹے بچوں کے لیے ہوتا ہے۔ یہ فرمانِ نبوی ﷺ اس بات کی دلیل ہے کہ بچوں کا قتل جائز نہیں (خاص طور پر) جبکہ وہ قتال

(١) السرخسي في كتاب المبسوط، ١٠/٥-٦۔

میں شریک ہی نہ ہوں۔ حدیث مبارک میں آیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع کیا اور فرمایا: (حربی) مشرکین میں سے جو بالغ ہیں (صرف حالتِ جنگ میں) اُنہیں قتل کرو لیکن عورتوں اور بچوں کو (پھر بھی) زندہ رہنے دو۔ شیوخ سے مراد (جنگ میں شریک) بالغ افراد ہیں۔ شروخ سے مراد بچے اور عورتیں (dependents) ہیں۔ استحیاء کا مطلب ہے: ان سے نرمی کا برتاؤ کیا جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَاسۡتَحۡيُوۡا نِسَآءَهُمۡ﴾۔ اس آیت میں بھی استحیاء نرمی کے برتاؤ کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یزید بن ابی سفیان کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ (حالتِ جنگ میں بھی) کسی شیخ فانی (عمر رسیدہ یا قریبِ مرگ بوڑھے) اور ناتواں بچے کو ہرگز قتل نہ کرے۔

باب چہارُم

مَنْعُ قَتْلِ السُّفَرَاءِ وَالزُّرَّاعِ وَالتُّجَّارِ وَغَيْرِ الْمُتَحَارِبِيْنَ

﴿سفارت کاروں، کسانوں، تاجروں اور جنگ نہ کرنے والوں کے قتل کی ممانعت﴾

٤٠/١ . عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ (فِي يَوْمِ فَتْحِ مَكَّةَ): مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ أَلْقَى السِّلَاحَ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ أَغْلَقَ بَابَهُ فَهُوَ آمِنٌ.

رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَالْبَزَّارُ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَأَبُوْ عَوَانَةَ وَابْنُ رَاهَوَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ (فتح مکہ کے روز) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے گا اُسے امان حاصل ہے، جو شخص ہتھیار پھینک دے اُسے امان حاصل ہے، جو شخص اپنے گھر کے دروازے بند کر لے اُسے بھی امان حاصل ہے۔

اِسے امام مسلم، ابو داود، بزار، دار قطنی، ابوعوانہ اور ابن راہویہ نے روایت کیا ہے۔

٤١/٢ . عنْ نَعِيْمِ بْنِ مَسْعُوْدٍ الْأَشْجَعِيِّ ﷺ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ

٤٠: أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الجهاد والسير، باب فتح مكة، ١٤٠٧/٣، الرقم/١٧٨٠، وأبو داود في السنن، كتاب الخراج والإمارة والفيء، باب ما جاء في خبر مكة، ١٦٢/٣، الرقم/٣٠٢١، والبزار في المسند، ١٢٢/٤، الرقم/١٢٩٢، والدارقطني في السنن، ٦٠/٣، الرقم/ ٢٣٣، وأبو عوانة في المسند، ٢٩٠/٤، الرقم/٦٧٨٠، وابن راهويه في المسند، ٣٠٠/١، الرقم/٢٧٨۔

٤١: أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ٤٨٧/٣، الرقم/١٦٠٣٢، وأبو داود في السنن، كتاب الجهاد، باب في الرسل، ٨٣/٣، الرقم/٢٧٦١، والحاكم في المستدرك على الصحيحين، ١٥٥/٢، الرقم/٢٦٣٢، وأيضاً، ٥٤/٣، الرقم/٤٣٧٧۔

يَقُوْلُ حِيْنَ قَرَأَ كِتَابَ مُسَيْلَمَةَ الْكَذَّابِ، قَالَ لِلرَّسُوْلَيْنِ: فَمَا تَقُوْلَانِ أَنْتُمَا؟ قَالَا: نَقُوْلُ كَمَا قَالَ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: وَاللهِ، لَوْ لَا أَنَّ الرُّسُلَ لَا تُقْتَلُ لَضَرَبْتُ أَعْنَاقَكُمَا.

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَالْحَاكِمُ. وَقَالَ الْحَاكِمُ : هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ.

حضرت نعیم بن مسعود اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مسیلمہ کذاب کا خط پڑھ لیا تو اس وقت میں نے آپ ﷺ کو دونوں سفیروں سے یہ فرماتے ہوئے سنا: تم دونوں کیا کہتے ہو؟ تم دونوں کیا کہتے ہو؟ دونوں نے کہا : ہم بھی وہی کہتے ہیں جو وہ کہتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم! اگر قاصدوں کو قتل کرنا ناجائز نہ ہوتا تو میں (اس جسارت پر) تم دونوں کی گردن اڑا دیتا۔

اسے امام احمد، ابو داود اور حاکم نے روایت کیا ہے۔ امام حاکم فرماتے ہیں: یہ حدیث امام مسلم کی شرائط پر صحیح ہے۔

٣/٤٢. وَفِي رِوَايَةِ عَبْدِ اللهِ رضی اللہ عنہ، فَقَالَ لَهُمَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَتَشْهَدَانِ أَنِّي رَسُوْلُ اللهِ؟ قَالَا: نَشْهَدُ أَنَّ مُسَيْلِمَةَ رَسُوْلُ اللهِ. فَقَالَ: لَوْ كُنْتُ قَاتِلًا رَسُوْلًا لَضَرَبْتُ أَعْنَاقَكُمَا قَالَ: فَجَرَتْ سُنَّةٌ أَنْ لَّا يُقْتَلُ الرَّسُوْلُ.

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَأَبُوْ يَعْلٰى.

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (مسیلمہ کذاب کے)

٤٢: أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ١/٣٩٠، ٤٠٤، الرقم/٣٧٠٨، ٣٨٣٧، والنسائي في السنن الكبرى، ٥/٢٠٥، الرقم/٨٦٧٥، والدارمي في السنن، ٢/٣٠٧، الرقم/٢٥٠٣، وأبو يعلى في المسند، ٩/٣١، الرقم/٥٠٩٧۔

دونوں سفیروں (ابن نواحہ اور ابن اثال) سے پوچھا: کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ انہوں نے جواب دیا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ مسیلمہ اللہ کا رسول ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں کسی سفیر کو قتل کرنے والا ہوتا تو ضرور تم دونوں کی گردنیں اڑا دیتا۔ راوی کہتے ہیں: (اس دن سے) یہ اُصول جاری ہو گیا کہ کسی سفارت کار کو قتل نہ کیا جائے۔

اِسے امام احمد، نسائی، دارمی اور ابو یعلی نے روایت کیا ہے۔

٤٣/٤. وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ آمَنْتُ بِاللهِ وَرُسُلِهِ لَوْ كُنْتُ قَاتِلًا رَسُوْلًا لَقَتَلْتُكُمَا، قَالَ عَبْدُ اللهِ، قَالَ: فَمَضَتِ السُّنَّةُ أَنَّ الرُّسُلَ لَا تُقْتَلُ.

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالطَّيَالِسِيُّ وَذَكَرَهُ ابْنُ الْقَيِّمِ.

حضرت عبد اللہ ؓ ایک اور روایت میں بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں۔ اگر میرے نزدیک کسی سفارت کار کو قتل کرنا جائز ہوتا تو میں تم دونوں کو (اس اہانت کی پاداش میں) ضرور قتل کر دیتا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود ؓ کا بیان ہے کہ (اُسی دن سے) یہ اُصول جاری ہو گیا کہ سفارت کاروں کو قتل نہ کیا جائے۔

اِسے امام احمد اور طیالسی نے روایت کیا ہے اور ابن قیم نے بیان کیا ہے۔

٤٤/٥. عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ﷺ، قَالَ: كَانُوْا لَا يَقْتُلُوْنَ تُجَّارَ الْمُشْرِكِيْنَ.

٤٣: أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ٣٩٦/١، الرقم/٣٧٦١، والطيالسي في المسند، ٣٤/١، الرقم/٢٥١، وذكره ابن القيم في زاد المعاد، ٦١١/٣۔

٤٤: أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف، ٤٨٤/٦، الرقم/٣٣١٢٩، والبيهقي في السنن الكبرى، ٩١/٩، الرقم/١٧٩٣٩، وذكره ابن آدم القرشي في الخراج، ٥٢/١، الرقم/١٣٣۔

رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ.

حضرت جابر بن عبد اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ مسلمان مشرکین کے تاجروں کو بھی قتل نہیں کرتے تھے۔

اسے امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

٤٥/٦. عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، قَالَ: أَتَانَا كِتَابُ عُمَرَ: لَا تَغُلُّوْا وَلَا تَغْدِرُوْا، وَلَا تَقْتُلُوْا وَلِيْدًا، وَاتَّقُوا اللهَ فِي الْفَلَّاحِيْنَ.

رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ آدَمَ الْقُرَشِيُّ.

حضرت زید بن وہب بیان کرتے ہیں کہ اُن کے پاس حضرت عمر ﷺ کا خط آیا جس میں آپ ﷺ نے فرمایا تھا: مالِ غنیمت کی تقسیم میں دھوکہ نہ کرو، نہ غداری کرو، نہ بچوں کو قتل کرو اور کسانوں کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔

اسے امام ابن ابی شیبہ اور ابن آدم القرشی نے روایت کیا ہے۔

٤٦/٧. وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ، أَنَّهُ قَالَ: اتَّقُوْا اللهَ فِي الْفَلَّاحِيْنَ، فَلَا تَقْتُلُوْهُمْ إِلَّا أَنْ يَنْصِبُوْا لَكُمُ الْحَرْبَ.

رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ.

حضرت زید بن وہب سے ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر ﷺ نے فرمایا: کسانوں کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، انہیں قتل نہ کرو سوائے اس کے کہ وہ تمہارے ساتھ جنگ کریں۔

٤٥: أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف، ٦/٤٨٣، الرقم/٣٣١٢٠، وابن آدم القرشي في كتاب الخراج، ١/٥٢، الرقم/١٣٢۔

٤٦: أخرجه البيهقي في السنن الكبرى، ٩/٩١، رقم/١٧٩٣٨۔

اسے امام بیہقی نے روایت کیا ہے۔

٨/٤٧. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا بَعَثَ جُيُوشَهُ قَالَ: لَا تَقْتُلُوا أَصْحَابَ الصَّوَامِعِ.

رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُوْ يَعْلٰى وَالطَّحَاوِيُّ.

حضرت (عبد اللہ) بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ جب اپنی اَفواج کو (کسی معرکہ کے لیے) روانہ فرماتے تو اُنہیں ہدایت فرماتے: 'کلیساؤں کے متولیوں (یعنی پادریوں) کو قتل نہ کرنا'۔

اِسے امام ابن ابی شیبہ، ابو یعلی اور طحاوی نے روایت کیا ہے۔

٩/٤٨. وَفِي رِوَايَةِ ثَابِتِ بْنِ الْحَجَّاجِ الْكِلَابِيِّ قَالَ: قَامَ أَبُوْ بَكْرٍ فِي النَّاسِ، فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: أَلَا، لَا يُقْتَلُ الرَّاهِبُ فِي الصَّوْمَعَةِ.

رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ.

ثابت بن حجاج الکلابی بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور پھر فرمایا: 'خبردار! عبادت گاہ میں موجود (غیر متحارب) پادری کو قتل نہ کیا جائے'۔

اِسے امام ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے۔

٤٧: أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف، ٦/٤٨٤، الرقم/٣٣١٣٢، وأبو يعلى في المسند، ٥/٥٩، الرقم/٢٦٥٠، والطحاوي في شرح معاني الآثار، ٣/٢٢٥، والديلمي في مسند الفردوس، ٥/٤٥، الرقم/٧٤١٠۔

٤٨: أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف، ٦/٤٨٣، الرقم/٣٣١٢٧۔

۴۹ / ۱۰. وَفِي رِوَايَةِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ ﷺ لَمَّا بَعَثَ الْجُنُوْدَ نَحْوَ الشَّامِ قَالَ: لَمَّا رَكِبُوْا، مَشٰى أَبُوْ بَكْرٍ مَعَ أُمَرَاءِ جُنُوْدِهٖ يُوَدِّعُهُمْ حَتّٰى بَلَغَ ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ فَقَالُوْا: يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللهِ، أَتَمْشِي وَنَحْنُ رُكْبَانٌ فَقَالَ: إِنِّي أَحْتَسِبُ خُطَايَ هٰذِهٖ فِي سَبِيْلِ اللهِ ثُمَّ جَعَلَ يُوْصِيْهِمْ فَقَالَ: أُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللهِ اغْزُوْا فِي سَبِيْلِ اللهِ فَقَاتِلُوا مَنْ كَفَرَ بِاللهِ فَإِنَّ اللهَ نَاصِرُ دِيْنِهٖ، وَلَا تَقْتُلُوْا الْوِلْدَانِ وَلَا الشُّيُوْخَ وَلَا النِّسَاءَ، وَسَتَجِدُوْنَ أَقْوَامًا حَبَسُوا أَنْفُسَهُمْ فِي الصَّوَامِعِ، فَدَعُوْهُمْ وَمَا حَبَسُوْا أَنْفُسَهُمْ لَهٗ.

رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَابْنُ عَسَاكِرَ وَذَكَرَهُ الْهِنْدِيُّ.

حضرت سعید بن مسیّب بیان کرتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر ﷺ نے جب شام کی طرف افواج روانہ کیں تو اہل لشکر کے سوار ہونے کے بعد حضرت ابو بکر صدیق ﷺ اپنی افواج کے سالاروں کے ہمراہ اُنہیں الوداع کہنے کے لیے پیدل چلتے ہوئے وداع کی پہاڑیوں تک پہنچ گئے۔ اس دوران سپہ سالاروں نے عرض کیا: اے نائبِ رسول، (کیا یہ ہمارے لیے خلافِ آداب نہیں کہ) آپ پیدل چل رہے ہیں جبکہ ہم سوار ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اپنے ان قدموں کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں شمار کرتا ہوں۔ پھر اُنہیں ہدایات ارشاد فرمانے لگے کہ میں تمہیں (ہر معاملے میں) اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی ہدایت کرتا ہوں، تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں (ظالموں کے خلاف) جنگ کرنا اور اللہ تعالیٰ (کے نظام توحید) کا انکار کرنے والوں سے دو بدو لڑائی کرنا، بے شک اللہ تعالیٰ اپنے دین (اسلام) کی مدد و نصرت فرمانے والا ہے، بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو ہرگز قتل نہ کرنا۔ کچھ لوگوں کو تم اس حال میں پاؤ گے کہ انہوں نے خود کو

۴۹: أخرجه البيهقي في السنن الكبرى، ۹/۸۵، الرقم/۱۷۹۰۴، والطحاوي في شرح مشكل الآثار، ۳/۱۴۴، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، ۲/۷۵، وذكره الهندي في كنز العمال، ۴/۲۰۳، الرقم/۱۱۴۰۸۔

اپنی عبادت گاہوں تک محدود کر لیا ہوگا، اُنہیں اُن کے حال پر چھوڑ دینا اور ان (عبادت گاہوں اور مال و اسباب) کو بھی چھوڑ دینا جن کے لیے انہوں نے خود کو بند کر رکھا تھا۔

اِسے امام بیہقی، طحاوی اور ابن عساکر نے روایت کیا ہے اور حسام الدین ہندی نے بھی اسے بیان کیا ہے۔

۱۱/۵۰. وَفِي رِوَايَةِ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ: لَمَّا بَعَثَ أَبُوْ بَكْرٍ ﷺ يَزِيْدَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ إِلَى الشَّامِ فَقَالَ (لَهُ): وَلَا تَقْتُلُوا كَبِيْرًا هَرِمًا، وَلَا امْرَأَةً، وَلَا وَلِيدًا، وَلَا تُخَرِّبُوا عُمْرَانًا، وَلَا تَقْطَعُوا شَجَرَةً إِلَّا لِنَفْعٍ، وَلَا تَعْقِرَنَّ بَهِيْمَةً إِلَّا لِنَفْعٍ، وَلَا تُحْرِقَنَّ نَحْلًا وَلَا تُغْرِقَنَّهُ وَلَا تَغْدِرُ وَلَا تُمَثِّلُ وَلَا تَجْبُنُ وَلَا تَغْلُلُ.

رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ.

حضرت صالح بن کیسان سے مروی ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیق ﷺ نے یزید بن ابی سفیان کو شام کی طرف روانہ کیا تو (ان سے) فرمایا: کسی ضعیف، عمر رسیدہ یا قریب المرگ شخص، عورت اور بچے کو قتل نہ کرنا اور آبادی کو ویران نہ کرنا۔ بلا ضرورت درخت نہ کاٹنا اور چوپایوں کو (غذائی ضرورت کے) نفع کے سوا ہرگز ذبح نہ کرنا اور کھجوروں کے باغات ہرگز نہ جلانا اور نہ انہیں تباہ و برباد کرنا اور نہ غداری کرنا، نہ مُثلہ کرنا، نہ بزدلی کرنا اور نہ مالِ غنیمت کی تقسیم میں دھوکہ بازی کرنا۔

اسے امام بیہقی نے روایت کیا ہے۔

۱۲/۵۱. وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ عَلِيُّ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ ﷺ: لَا يُذَفَّفُ عَلٰى جَرِيْحٍ، وَلَا

۵۰: أخرجه البيهقي في السنن الكبرى، ۹/ ۹۰، الرقم/ ۱۷۹۲۹۔

۵۱: أخرجه عبد الرزاق في المصنف، ۱۰/ ۱۲۳، الرقم/ ۱۸۵۹۰۔

يُقْتَلُ أَسِيْرٌ، وَلَا يُتْبَعُ مُدْبِرٌ.

رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ.

ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب ﷺ نے فرمایا: زخمی کو فوراً قتل نہ کیا جائے، نہ قیدی کو قتل کیا جائے اور نہ بھاگنے والے کا تعاقب کیا جائے۔

اِسے امام عبد الرزاق نے روایت کیا ہے۔

١٣/٥٢. وَفِي رِوَايَةِ جُوَيْبِرٍ، قَالَ: أَخْبَرَتْنِي امْرَأَةٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ قَالَتْ: سَمِعْتُ عَمَّارًا بَعْدَ مَا فَرَغَ عَلِيٌّ مِّنْ أَصْحَابِ الْجَمَلِ يُنَادِي، لَا تَقْتُلُوْا مُقْبِلًا، وَلَا مُدْبِرًا، وَلَا تُذَفِّفُوْا عَلٰى جَرِيْحٍ، وَلَا تَدْخُلُوْا دَارًا، مَنْ أَلْقَى السِّلَاحَ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ أَغْلَقَ بَابَهُ فَهُوَ آمِنٌ.

رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ.

ایک روایت میں حضرت جویبر بیان کرتے ہیں کہ انہیں بنو اسد کی ایک عورت نے بتایا کہ اس نے حضرت عمار کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے جنگ جمل سے فارغ ہونے کے بعد یہ اعلان کرتے ہوئے سنا: کسی آنے والے اور نہ ہی جانے والے کو قتل کرنا، زخمی کو فوراً قتل نہ کرنا، اور گھر میں داخل نہ ہونا، جس نے اسلحہ ڈال دیا ہو اسے امان حاصل ہے اور جس نے اپنا دروازہ بند کر لیا اسے بھی امان حاصل ہے۔

اسے امام عبد الرزاق نے روایت کیا ہے۔

٥٢: أخرجه عبدالرزاق في المصنف، ١٠/ ١٢٤، الرقم/ ١٨٥٩١۔

مَا رُوِيَ عَنِ الْأَئِمَّةِ مِنَ السَّلَفِ الصَّالِحِيْن

قَالَ الإِمَامُ الأَوْزَاعِيُّ: لَا يُقْتَلُ الْحُرَّاثُ إِذَا عُلِمَ أَنَّهُ لَيْسَ مِنَ الْمُقَاتِلَةِ.(١)

امام اَوزاعی فرماتے ہیں: اگر یہ معلوم ہو جائے کہ وہ جنگ میں عملاً شریک نہیں تو دورانِ جنگ کسی کاشت کار کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

قَالَ الإِمَامُ ابْنُ الْقُدَّامَةِ الْمَقْدِسِيُّ: فَأَمَّا الْفَلَّاحُ الَّذِي لَا يُقَاتِلُ فَيَنْبَغِي أَلَّا يُقْتَلَ، لِمَا رُوِيَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: اتَّقُوا اللهَ فِي الْفَلَّاحِيْنَ، الَّذِيْنَ لَا يَنْصِبُوْنَ لَكُمْ فِي الْحَرْبِ.(٢)

امام ابن قدامہ المقدسی بیان کرتے ہیں: ان کسانوں اور مزارعوں کو قتل کرنا جائز نہیں جو جنگ میں عملاً شریک نہ ہوں، کیونکہ حضرت عمر بن خطاب ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ان کسانوں اور مزارعوں کی نسبت اللہ تعالیٰ سے ڈرو جو دورانِ جنگ تمہارے خلاف نہیں لڑتے۔

قَالَ الْعَلَّامَةُ ابْنُ الْقَيِّمِ: فَإِنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ لَمْ يَقْتُلُوْهُمْ حِيْنَ فَتَحُوْا الْبِلَادَ، وَلِأَنَّهُمْ لَا يُقَاتِلُوْنَ، فَأَشْبَهُوْا الشُّيُوْخَ وَالرُّهْبَانَ.(٣)

---

(١) ابن القيم في أحكام أهل الذمة، ١/١٦٥۔

(٢) ابن القدامة في المغني، ٩/٢٥١۔

(٣) ابن القيم في أحكام أهل الذمة، ١/١٦٥۔

علامہ ابن القیم بیان کرتے ہیں: صحابہ کرام ﷡ کا یہ معمول تھا کہ وہ کسی علاقے کو فتح کر لینے کے بعد (زراعت پیشہ) لوگوں کو قتل نہ کرتے کیونکہ وہ براہِ راست جنگ میں شریک نہ ہوتے تھے، ان پر بھی بوڑھوں اور مذہبی پیشواؤں (کو قتل نہ کرنے) کے حکم کا اطلاق ہوتا تھا۔

قَالَ الْعَلَّامَةُ ابْنُ الْقَيِّمِ: وَإِنَّ الْعَبْدَ مَحْقُوْنُ الدَّمِ فَأَشْبَهَ النِّسَاءَ وَالصِّبْيَانَ.[1]

علامہ ابن القیم نے بیان کیا ہے: گھروں کا کام کاج کرنے والے خدمت گار بھی عورتوں اور بچوں کی طرح محفوظ الدم ہیں۔

(۱) ابن القيم في أحكام أهل الذّمة، ۱/۱۷۲۔

باب پنجم

حُرِّيَّةُ مَذْهَبِهِمْ وَعَقَائِدِهِمْ

﴿غیر مسلموں کے لیے مذہب اور عقائد کی آزادی﴾

اَلْقُرآن

(۱) لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ. (البقره، ۲/ ۲۵٦)

دین میں کوئی زبردستی نہیں، بے شک ہدایت گمراہی سے واضح طور پر ممتاز ہو چکی ہے۔

(۲) قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا
اللهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللهِ ط فَاِنْ تَوَلَّوْا
فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ○ (آل عمران، ۳/ ٦٤)

آپ فرما دیں: اے اہلِ کتاب! تم اس بات کی طرف آ جاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے، (وہ یہ) کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کریں گے اور ہم اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور ہم میں سے کوئی ایک دوسرے کو اللہ کے سوا رب نہیں بنائے گا، پھر اگر وہ روگردانی کریں تو کہہ دو کہ گواہ ہو جاؤ کہ ہم تو اللہ کے تابع فرمان (مسلمان) ہیں○

(۳) وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ فَيَسُبُّوا اللهَ عَدْوًام بِغَيْرِ عِلْمٍ.
(الأنعام، ٦/ ١٠٨)

اور (اے مسلمانو!) تم ان (جھوٹے معبودوں) کو گالی مت دو جنہیں یہ (مشرک لوگ) اللہ کے سوا پوجتے ہیں پھر وہ لوگ (بھی جواباً) جہالت کے باعث ظلم کرتے ہوئے اللہ کی شان میں دشنام طرازی کرنے لگیں گے۔

(٤) وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ج وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى.
(الأنعام، ٦/ ١٦٤)

اور ہر شخص جو بھی (گناہ) کرتا ہے (اس کا وبال) اسی پر ہوتا ہے اور کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

(۵) وَلَوْ شَآءَ رَبُّکَ لَاٰمَنَ مَنْ فِی الْاَرْضِ کُلُّهُمْ جَمِیْعًا ؕ اَفَاَنْتَ تُکْرِهُ النَّاسَ حَتّٰی یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ ○ (یونس، ۱۰/۹۹)

اور اگر آپ کا رب چاہتا تو ضرور سب کے سب لوگ جو زمین میں آباد ہیں ایمان لے آتے، (جب رب نے انہیں جبراً مومن نہیں بنایا) تو کیا آپ لوگوں پر جبر کریں گے یہاں تک کہ وہ مومن ہوجائیں؟○

(٦) وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکُمْ قف فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ لا اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ نَارًا. (الکهف، ۱۸/۲۹)

اور فرما دیجیے کہ (یہ) حق تمہارے رب کی طرف سے ہے، پس جو چاہے ایمان لے آئے اور جو چاہے انکار کردے بے شک ہم نے ظالموں کے لیے (دوزخ کی) آگ تیار کر رکھی ہے۔

(۷) وَلَوْلَا دَفْعُ اللهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ یُذْکَرُ فِیْهَا اسْمُ اللهِ کَثِیْرًا. (الحج، ۲۲/۴۰)

اور اگر اللہ انسانی طبقات میں سے بعض کو بعض کے ذریعے ہٹاتا نہ رہتا تو خانقاہیں اور گرجے اور کلیسے اور مسجدیں (یعنی تمام ادیان کے مذہبی مراکز اور عبادت گاہیں) مسمار اور ویران کر دی جاتیں جن میں کثرت سے اللہ کے نام کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۸) فَذَکِّرْ قف اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَکِّرٌ ○ لَسْتَ عَلَیْهِمْ بِمُصَیْطِرٍ ○

(الغاشیة، ۸۸/۲۲-۲۳)

پس آپ نصیحت فرماتے رہیے، آپ تو نصیحت ہی فرمانے والے ہیں٥ آپ ان پر جابر و قاہر (کے طور پر) مسلط نہیں ہیں٥

(۹) لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَ لِيَ دِيْنِ٥ (الکافرون، ۱۰۹/ ۶)

(سو) تمہارا دین تمہارے لیے اور میرا دین میرے لیے ہے٥

اَلْحَدِيْث

۱/ ۵۳. عَنْ عِدَّةٍ (وعند البيهقي: **عَنْ ثَـلَاثِيْنَ**) **مِنْ أَبْنَاءِ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، عَنْ آبَائِهِمْ دِنْيَةً، عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَ: أَلَا، مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا، أَوِ انْتَقَصَهُ، أَوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ، أَوْ أَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيْبِ نَفْسٍ فَأَنَا حَجِيْجُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.**

رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَالْبَيْهَقِيُّ وَذَكَرَهُ الْمُنْذِرِيُّ وَالْعَجْلُوْنِيُّ. وَقَالَ الْعَجْلُوْنِيُّ: إِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

رسول اللہ ﷺ کے کئی اَصحاب کے صاحبزادوں (امام بیہقی کی روایت میں ہے کہ تیس صاحبزادوں) نے اپنے انتہائی قریبی آباء (رشتہ داروں) سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خبردار! جس نے کسی معاہد (ذمی) پرظلم کیا یا اُس کے (مذہبی و سماجی، معاشی و معاشرتی اور سیاسی و اقتصادی حقوق میں سے کسی) حق میں کمی کی یا اُسے کوئی ایسا کام دیا جو اُس کی

۵۳: أخرجه أبو داود في السنن، كتاب الخراج والإمارة والفيء، باب في تعشير أهل الذمة إذا اختلفوا بالتجارات، ۳/ ۱۷۰، الرقم/ ۳۰۵۲، والبيهقي في السنن الكبرى، ۹/ ۲۰۵، الرقم/ ۱۸۵۱۱، وذكره المنذري في الترغيب والترهيب، ۴/ ۷، الرقم/ ۴۵۵۸، والعجلوني في كشف الخفاء، ۲/ ۳۴۲۔

طاقت سے باہر ہو یا اُس کی دلی رضامندی کے بغیر کوئی چیز اُس سے لے لی تو قیامت کے دن میں اُس (معاہد غیر مسلم) کی طرف سے (اس کے حق لیے) جھگڑا کروں گا۔

اِسے امام ابو داود اور بیہقی نے روایت اور منذری اور عجلونی نے بیان کیا ہے۔عجلونی نے کہا ہے: اِس کی سند حسن ہے۔

٢/٥٤. عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: وَفَدَ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَفْدُ نَصَارٰى نَجْرَانَ بِالْمَدِيْنَةِ. حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ النَّدَى بْنِ النَّدٰى، قَالَ: لَمَّا قَدِمَ وَفْدُ نَجْرَانَ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ دَخَلُوا عَلَيْهِ مَسْجِدَهٗ بَعْدَ الْعَصْرِ، فَحَانَتْ صَلَاتُهُمْ، فَقَامُوْا يُصَلُّوْنَ فِي مَسْجِدِهٖ، فَأَرَادَ النَّاسُ مَنْعَهُمْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: دَعُوْهُمْ، فَاسْتَقْبَلُوا الْمَشْرِقَ فَصَلَّوْا صَلَاتَهُمْ.

رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَابْنُ سَعْدٍ، وَذَكَرَهُ ابْنُ هِشَامٍ وَالذَّهَبِيُّ.

امام ابن اسحاق سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ میں نجران کے عیسائیوں کا وفد ملاقات کے لیے آیا۔محمد بن جعفر بن الندی بن الندی بیان کرتے ہیں کہ یہ وفد نماز عصر کے بعد مسجد نبوی میں آپ ﷺ کے پاس پہنچا۔ ان کی عبادت کا وقت ہو گیا تو وہ اپنی مذہبی رسومات کی ادائیگی کے لیے مسجد نبوی میں ہی کھڑے ہو گئے۔لوگوں نے اُنہیں روکنا چاہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انہیں چھوڑ دو (نہ روکو)، چنانچہ انہوں نے مشرق کی سمت رخ کیا اور (پوری آزادی کے ساتھ) اپنی مذہبی رسومات بجا لائے (یعنی اپنی نماز پڑھی)۔

اِسے امام بیہقی اور ابن سعد نے روایت کیا ہے اور ابن ہشام اور الذہبی نے بھی اسے

٥٤:أخرجه البيهقي في دلائل النبوة، ٣٨٢/٥، وابن سعد في الطبقات الكبرى، ٣٥٧/١، وذكره ابن هشام في السيرة النبوية، ٢٣٩/٢-٢٤٠، والذهبي في تاريخ الإسلام، ٦٩٥/٢، وابن كثير في السيرة، ١٠٨/٤، وابن القيم في زاد المعاد، ٦٢٩/٣۔

ذکر کیا ہے۔

٣/٥٥. عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي حُمَيْدٍ، عَنْ أَبِي الْمَلِيْحِ الْهُذَلِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَالَحَ أَهْلَ نَجْرَانَ وَكَتَبَ لَهُمْ كِتَابًا (فَمِنْهُ): وَلِنَجْرَانَ وَحَاشِيَتِهَا ذِمَّةُ اللهِ وَذِمَّةُ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ رَسُوْلِ اللهِ، عَلٰى دِمَائِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَأَرْضِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ وَمِلَّتِهِمْ وَرَهْبَانِيَّتِهِمْ وَأَسَاقِفَتِهِمْ وَغَائِبِهِمْ وَشَاهِدِهِمْ وَبَعْثِهِمْ وَأَمْثِلَتِهِمْ، لَا يُغَيَّرُ مَا كَانُوْا عَلَيْهِ، وَلَا يُغَيَّرُ حَقٌّ مِنْ حُقُوقِهِمْ وَأَمْثِلَتِهِمْ، لَا يُفْتَنُ أُسْقُفٌ مِنْ أُسْقُفِيَّتِهٖ، وَلَا رَاهِبٌ مِنْ رَهْبَانِيَّتِهٖ، وَلَا وَاقِفٌ مِنْ وَقَافِيَّتِهٖ، عَلٰى مَا تَحْتَ أَيْدِيْهِمْ مِنْ قَلِيْلٍ أَوْ كَثِيْرٍ، وَلَيْسَ عَلَيْهِمْ رَهَقٌ.

رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَابْنُ سَعْدٍ وَذَكَرَهٗ كَثِيْرٌ مِّنَ الْأَئِمَّةِ.

عبید اللہ بن ابی حمید، ابو ملیح الہذلی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اہلِ نجران کے ساتھ جب مصالحت فرمائی تو ان کے لیے ایک عہد نامہ تحریر فرمایا (جس میں یہ بھی درج تھا) اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول محمد ﷺ، اہلِ نجران اور ان کے حلیفوں کے لیے اُن کے خون، ان کی جانوں، ان کی زمینوں، ان کے اموال، ان کے مذہب، ان کے راہبوں اور پادریوں، ان کے موجود اور غیر موجود افراد اور قافلوں اور اُن کے استھان (مذہبی ٹھکانے) وغیرہ کے ضامن اور ذمہ دار ہیں۔ جس دین پر وہ ہیں اس سے ان کو نہ پھیرا جائے گا۔ ان کے حقوق اور اُن کی عبادت گاہوں کے حقوق میں کوئی تبدیلی نہ کی جائے گی۔ نہ کسی پادری کو، نہ کسی راہب کو، نہ کسی سردار کو اور نہ کسی عبادت گاہ کے خادم کو - جو اُن کے ہاتھوں میں ہے (ان کی

٥٥: أخرجه البيهقي في دلائل النبوة، ٥/٣٥٩-٣٨٩، وابن سعد في الطبقات الكبرى، ١/٢٨٨، ٣٥٨، وذكره أبو يوسف في كتاب الخراج/٧٨، وأبو عبيد القاسم في كتاب الأموال/٢٤٤-٢٤٥، الرقم/٥٠٣، وابن زنجويه في كتاب الأموال/٤٤٩-٤٥٠، الرقم/٧٣٢.

ملکیت میں ہے) چاہے وہ کم ہو یا زیادہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ اس کے ذمہ دار ہیں۔ (اس سے نہیں ہٹایا جائے گا) اور ان کو کوئی خوف وخطرہ نہ ہو گا۔

اِسے امام بیہقی نے اور ابن سعد نے روایت کیا ہے اور کثیر ائمہ نے ذکر کیا ہے۔

٤/٥٦. عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رضی الله عنه لَمَّا بَعَثَ الْجُنُوْدَ نَحْوَ الشَّامِ يَزِيْدَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ وَعَمْرَو بْنَ الْعَاصِ وَشُرَحْبِيْلَ بْنَ حَسَنَةَ، جَعَلَ يُوْصِيْهِمْ فَقَالَ: وَلَا تُغْرِقُنَّ نَخْلًا وَلَا تُحْرِقُنَّهَا، وَلَا تَعْقِرُوْا بَهِيْمَةً وَلَا شَجَرَةً تُثْمِرُ، وَلَا تَهْدِمُوْا بِيْعَةً، وَلَا تَقْتُلُوْا الْوِلْدَانِ وَلَا الشُّيُوْخَ وَلَا النِّسَاءَ، وَسَتَجِدُوْنَ أَقْوَامًا حَبَسُوا أَنْفُسَهُمْ فِي الصَّوَامِعِ، فَدَعُوْهُمْ وَمَا حَبَسُوْا أَنْفُسَهُمْ لَهُ.

رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ وَابْنُ عَسَاكِرَ وَذَكَرَهُ الْهِنْدِيُّ.

حضرت سعید بن مسیّب بیان کرتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یزید بن ابی سفیان، عمرو بن العاص و شرحبیل بن حسنہ کو شام بھیجتے ہوئے حکم فرمایا: ہرگز نہ کسی درخت کو غرق کرنا اور نہ اسے جلانا، نہ کسی چوپائے کو کاٹنا اور نہ کسی پھل دار درخت کو کاٹنا، نہ کسی کلیسا کو منہدم کرنا، بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو مت قتل کرنا۔ کچھ لوگوں کو تم اس حال میں پاؤ گے کہ انہوں نے خود کو اپنی عبادت گاہوں تک محدود کر لیا ہوگا، اُنہیں ان کے حال پر چھوڑ دینا اور ان (عبادت گاہوں اور مال و اسباب) کو بھی چھوڑ دینا جن کے لیے انہوں نے خود کو بند کر رکھا تھا۔

اِسے امام بیہقی، طحاوی اور ابن عساکر نے روایت کیا ہے اور حسام الدین ہندی نے بیان کیا ہے۔

٥٦: أخرجه البيهقي في السنن الكبرى، ٩/٨٥، الرقم/١٧٩٠٤، والطحاوي في شرح مشكل الآثار، ٣/١٤٤، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، ٢/٧٥، وذكره الهندي في كنز العمال، ٤/٢٠٣، الرقم/١١٤٠٨۔

٥٧/٥. وَرُوِيَ مِثْلُهُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ، كَمَا ذَكَرَهُ الطَّبَرِيُّ فِي تَارِيْخِهِ:

هٰذَا مَا أَعْطٰى عَبْدُ اللهِ عُمَرُ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ أَهْلَ إِيْلِيَاءَ مِنَ الْأَمَانِ، أَعْطَاهُمْ أَمَانًا لِأَنْفُسِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ وَلِكَنَائِسِهِمْ وَصُلْبَانِهِمْ، وَسَقِيْمِهَا وَبَرِيْئِهَا وَسَائِرِ مِلَّتِهَا، أَنَّهُ لَا تُسَكَّنُ كَنَائِسُهُمْ، وَلَا تُهْدَمُ وَلَا يُنْتَقَصُ مِنْهَا وَلَا مِنْ حَيِّزِهَا، وَلَا مِنْ صَلِيْبِهِمْ، وَلَا مِنْ شَيْءٍ مِنْ أَمْوَالِهِمْ، وَلَا يُكْرَهُوْنَ عَلٰى دِيْنِهِمْ، وَلَا يُضَارُّ أَحَدٌ مِّنْهُمْ، وَلَا يُسْكُنُ بِإِيْلِيَاءَ مَعَهُمْ أَحَدٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ.

مذکورہ بالا روایت کی مثل حضرت عمر بن الخطاب ﷺ کے حوالے سے بھی مروی ہے، جیسا کہ امام طبری نے 'تاریخ الامم والملوک' میں بیان کیا ہے:

یہ وہ امان ہے جو اللہ کے بندے عمر بن الخطاب امیر المومنین نے اہل ایلیا کو دی۔ ان کی جانوں، ان کے اموال، ان کے کلیساؤں، ان کی صلیبوں، ان کے بیماروں، ان کے صحت یابوں اور ان کی ساری ملت کو امان دی گئی ہے۔ ان کے گرجوں میں رہائش نہیں رکھی جائے گی، نہ گرایا جائے گا اور نہ ہی ان میں کمی کی جائے گی، نہ ان کے احاطوں کو سکیڑا جائے گا، نہ ان کی صلیبوں میں کمی کی جائے گی اور نہ ہی ان کے اموال میں کمی کی جائے گی اور کسی کو اپنا دین چھوڑنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا اور نہ کسی کو تکلیف پہنچائی جائے گی اور نہ ان کے ساتھ (جبراً) یہودیوں میں سے کسی کو ٹھہرایا جائے گا (کیونکہ اس زمانہ میں عیسائیوں اور یہودیوں میں بڑی عداوت تھی)۔

٦/٥٨. عَنْ عِكْرِمَةَ، قَالَ: قِيْلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ: أَلِلْعَجَمِ أَنْ يُحْدِثُوْا فِي أَمْصَارِ

٥٧: أخرجه الطبري في تاريخ الأمم والملوك، ٢/٤٤٩۔

٥٨: أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف، ٦/٤٦٧، الرقم/٣٢٩٨٢، والبيهقي في السنن الكبرىٰ، ٩/٢٠٢، الرقم/١٨٤٩٦، وابن زنجويه في كتاب ←

الْمُسْلِمِيْنَ بِنَاءً أَوْ بِيْعَةً؟ فَقَالَ: أَيَّمَا مِصْرٍ مَصَرَتْهُ الْعَرَبُ فَلَيْسَ لِلْعَجَمِ أَنْ يَبْنُوْا فِيْهِ بِنَاءً، أَوْ قَالَ: بِيْعَةً، وَلَا يَضْرِبُوْا فِيْهِ نَاقُوْسًا، وَلَا يَشْرَبُوْا فِيْهِ خَمْرًا، وَلَا يَتَّخِذُوْا فِيْهِ خِنْزِيْرًا أَوْ يُدْخِلُوْا فِيْهِ، أَيُّمَا مِصْرٍ مَصَرَتْهُ الْعَجَمُ يَفْتَحُهُ اللهُ عَلَى الْعَرَبِ وَنَزَلُوْا يَعْنِي عَلٰى حُكْمِهِمْ فَلِلْعَجَمِ مَا فِي عَهْدِهِمْ، وَلِلْعَجَمِ عَلَى الْعَرَبِ أَنْ يُوْفُوْا بِعَهْدِهِمْ وَلَا يُكَلِّفُوْهُمْ فَوْقَ طَاقَتِهِمْ.

رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ وَابْنُ زَنْجَوَيْهِ وَذَكَرَهُ ابْنُ قُدَامَةَ وَالْمَقْدِسِيُّ وَالزَّرْعِيُّ وَابْنُ ضَوْيَانَ.

حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ حضرت (عبد اللہ) بن عباس ﷺ سے سوال کیا گیا: کیا مسلمانوں کے شہروں میں عجمیوں (یعنی اہلِ ذمہ) کو نیا مکان اور عبادت گاہ تعمیر کرنے کی اجازت ہے؟ حضرت عبد اللہ بن عباس ﷺ نے فرمایا: جن شہروں کو مسلمانوں نے آباد کیا ہے ان میں ذمیوں کو یہ حق نہیں ہے کہ اس میں نیا مکان یا عبادت گاہ تعمیر کریں، یا اس میں ناقوس بجائیں، شرابیں پئیں اور خنزیر پالیں یا اس میں خنزیر لے کر آئیں۔ باقی رہے وہ شہر جو (پہلے سے) عجمیوں کے آباد کیے ہوئے ہیں اور جنہیں اللہ تعالیٰ نے عربوں (یعنی مسلمانوں) کے ہاتھ پر مفتوح کیا اور انہوں نے مسلمانوں کے حکم پر اطاعت قبول کر لی ہے تو عجم کے لیے وہی حقوق ہیں جو ان کے معاہدے میں طے ہو چکے ہیں، اہلِ عرب پر ان کا ادا کرنا لازم ہے، اور یہ بھی کہ وہ ان کو ان کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دیں۔

اسے امام ابن ابی شیبہ، بیہقی اور ابن زنجویہ نے روایت کیا ہے اور ابن قدامہ، المقدسی، شمس الدین الزرعی اور ابن ضویان نے بیان کیا ہے۔

.... الأموال، ١/٢٧٤، الرقم/٤١٤، وابن قدامه في المغنی، ٩/٢٨٣، والمقدسي في الفروع، ٦/٢٥٠، وابن القيم في أحكام أهل الذمة، ٣/١١٨١، ١١٩٥، ١٢٣٥، وابن ضويان في منار السبيل، ١/٢٨٣۔

٧/٥٩. وَرُوِيَ مِثْلُهُ لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ ﷺ، كَمَا ذَكَرَهُ الْبَلَاذِرِيُّ: فَلَمَّا اسْتَخْلَفَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ ﷺ، شَكَى النَّصَارٰى إِلَيْهِ مَا فَعَلَ الْوَلِيْدُ بِهِمْ فِي كَنِيْسَتِهِمْ، فَكَتَبَ إِلٰى عَامِلِهٖ يَأْمُرُهُ بِرَدِّ مَا زَادَهُ فِي الْمَسْجِدِ.

ذَكَرَهُ الْبَلَاذُرِيُّ.

حضرت عمر بن عبد العزیز ﷺ کی نسبت بھی اسی طرح روایت کیا گیا ہے۔ بلاذری نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز ﷺ تختِ خلافت پر متمکن ہوئے اور عیسائیوں نے ان سے ولید (بن عبد الملک اُموی) کے کنیسہ (یوحنا) پر کیے گئے قبضہ کی شکایت کی تو انہوں نے اپنے عامل کو حکم دیا کہ مسجد کا جتنا حصہ گرجا کی زمین پر ہے اسے واپس عیسائیوں کے حوالے کر دو۔ (چنانچہ ایسا کر دیا گیا)۔

اسے امام بلاذری نے بیان کیا ہے۔

مَا رُوِيَ عَنِ الْأَئِمَّةِ مِنَ السَّلَفِ الصَّالِحِيْن

قَالَ الْحَافِظُ ابْنُ كَثِيْرٍ فِي تَفْسِيْرِ آيَةِ ﴿لَآ اِكْرَاهَ فِی الدِّيْنِ﴾ [البقرة، ٢/٢٥٦]: **لَا تُكْرِهُوْا أَحَدًا عَلَى الدُّخُوْلِ فِي دِيْنِ الإِسْلَامِ، فَإِنَّهُ بَيِّنٌ وَاضِحٌ جَلِيٌّ دَلَائِلُهُ وَبَرَاهِيْنُهُ، لَا يَحْتَاجُ إِلٰى أَنْ يُكْرَهَ أَحَدٌ عَلَى الدُّخُوْلِ فِيْهِ.** (١)

حافظ ابنِ کثیر سورہ البقرہ کی آیت: ﴿لَآ اِكْرَاهَ فِی الدِّيْنِ﴾ کی تفسیر یوں بیان کرتے ہیں: تم کسی کو دین اسلام میں داخل ہونے پر مجبور نہ کرو کیونکہ یہ دین واضح اور نمایاں دلائل اور براہین والا ہے اور یہ اس

٥٩: البلاذري في فتوح البلدان/١٣٢۔

(١) ابن كثير في تفسير القرآن العظيم، ١/٣١٠۔

چیز کا محتاج نہیں کہ کسی کو مجبوراً اس میں داخل کیا جائے۔

ذَكَرَ الإِمَامُ أَبُوْ بَكْرٍ الْجَصَّاصُ فِي 'أَحْكَامِ الْقُرْآنِ' قَوْلَ الإِمَامِ حَسَنِ الْبَصَرِيِّ تَحْتَ آيَةٍ - ﴿وَلَوْلَا دَفْعُ اللهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللهِ كَثِيْرًا﴾ [الحج، ٢٢/٤٠] **- يَدْفَعُ عَنْ هَدْمِ مُصَلَّيَاتِ أَهْلِ الذِّمَّةِ بِالْمُؤْمِنِيْنَ.**(١)

امام ابو بکر الجصاص 'احکام القرآن' میں آیت کریمہ- ﴿**وَلَوْلَا دَفْعُ اللهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللهِ كَثِيْرًا**﴾ 'اور اگر اللہ انسانی طبقات میں سے بعض کو بعض کے ذریعے (قیامِ اَمن کی جدّ و جہد کی صورت میں) ہٹاتا نہ رہتا تو خانقاہیں اور گرجے اور کلیسے اور مسجدیں (یعنی تمام ادیان کے مذہبی مراکز اور عبادت گاہیں) مسمار اور ویران کر دی جاتیں جن میں کثرت سے اللہ کے نام کا ذکر کیا جاتا ہے'- کی تفسیر میں امام حسن بصری کا قول نقل کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ مومنین کے ذریعہ غیر مسلم شہریوں کے کلیساؤں کا انہدام روکتا ہے (یعنی مسلمانوں کے ذریعے ان کی حفاظت فرماتا ہے)۔

وَيَزْدَادُ الإِمَامُ أَبُوْ بَكْرٍ الْجَصَّاصُ فِي تَفْسِيْرِ الْآيَةِ السَّابِقَةِ: فِي الْآيَةِ دَلِيْلٌ عَلٰى أَنَّ هٰذِهِ الْمَوَاضِعَ الْمَذْكُوْرَةَ لَا يَجُوْزُ أَنْ تُهْدَمَ عَلٰى مَنْ كَانَ لَهُ ذِمَّةٌ أَوْ عَهْدٌ مِنَ الْكُفَّارِ.(٢)

(١) الجصاص في أحكام القرآن، ٥/٨٣، وابن القيم في أحكام أهل الذمة، ٣/١١٦٩۔

(٢) الجصاص في أحكام القرآن، ٥/٨٣۔

اسی آیت کی تشریح میں امام ابو بکر جصاص مزید فرماتے ہیں: اور آیت میں اس بات پر بھی دلیل موجود ہے کہ مذکورہ جگہوں (یعنی عبادت گاہوں) کا گرانا جائز نہیں اگرچہ وہ غیر مسلم شہریوں ہی کی ہوں۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ: فِيْ أَرْضِ الصُّلْحِ إِذَا صَارَتْ مِصْرًا لِلْمُسْلِمِيْنَ، لَمْ يُهْدَمْ مَا كَانَ فِيْهَا مِنْ بِيْعَةٍ أَوْ كَنِيْسَةٍ أَوْ بَيْتِ نَارٍ. (۱)

محمد بن الحسن الشیبانی کا قول ہے: صلح کی سرزمین پر جب مسلمانوں کا کوئی شہر بن جائے تو اس میں بھی پائے جانے والے گرجے، کلیسے یا آتش کدے ہرگز گرائے نہیں جائیں گے۔

قَالَ الْعَلَّامَةُ ابْنُ الْقَيِّمِ فِي كِتَابِهِ 'أَحْكَامِ أَهْلِ الذِّمَّةِ':

يَدْفَعُ عَنْ مَوَاضِعِ مُتَعَبَّدَاتِهِمْ بِالْمُسْلِمِيْنَ. ...... كَمَا يُحِبُّ الدَّفْعَ عَنْ أَرْبَابِهَا وَإِنْ كَانَ يُبْغِضُهُمْ، وَهٰذَا الْقَوْلُ هُوَ الرَّاجِحُ، وَهُوَ مَذْهَبُ ابْنِ عَبَّاسٍ. (۲)

علامہ ابن القیم 'احکام اہل الذمۃ' میں لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے ذریعہ ان کی عبادت گاہوں کا دفاع فرماتا ہے۔ ...... جیسا کہ وہ ان کے معبودوں (یا مالکوں) کا دفاع پسند کرتا ہے گو وہ ان کو ناپسند کرتا ہے۔ یہی قول راجح ہے اور یہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا موقف بھی ہے۔

---

(۱) الجصاص في أحكام القرآن، ٥/٨٣۔

(۲) ابن القيم في أحكام أهل الذمة، ٣/١١٦٩۔

باب ششم

اَلْعَدْلُ مَعَهُمْ فِي الْحُكْمِ وَالْقَضَاءِ

﴿غیر مسلموں کے ساتھ ہر حکم اور فیصلے میں انصاف﴾

اَلْقُرْآن

(۱) فَمَنِ اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَیْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْآ اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَo (البقرة، ۲/ ۱۹۴)

پس اگر تم پر کوئی زیادتی کرے تم بھی اس پر زیادتی کرو مگر اسی قدر جتنی اس نے تم پر کی اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ ڈرنے والوں کے ساتھ ہےo

(۲) یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ز وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا ط اِعْدِلُوْا قف هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی ز وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌ م بِمَا تَعْمَلُوْنَo (المائدة، ۵/ ۸)

اے ایمان والو! اللہ کے لیے مضبوطی سے قائم رہتے ہوئے انصاف پر مبنی گواہی دینے والے ہو جاؤ اور کسی قوم کی سخت دشمنی (بھی) تمہیں اس بات پر برانگیختہ نہ کرے کہ تم (اس سے) عدل نہ کرو۔ عدل کیا کرو (کہ) وہ پرہیزگاری سے نزدیک تر ہے، اور اللہ سے ڈرا کرو! بے شک اللہ تمہارے کاموں سے خوب آگاہ ہےo

(۳) وَلَا تَکْسِبُ کُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَیْهَا ج وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی.
(الأنعام، ۶/ ۱۶۴)

اور ہر شخص جو بھی (گناہ) کرتا ہے (اس کا وبال) اسی پر ہوتا ہے اور کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

(٤) لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْکِتٰبَ وَالْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ. (الحدید، ۵۷/ ۲۵)

بے شک ہم نے اپنے رسولوں کو واضح نشانیوں کے ساتھ بھیجا اور ہم نے اُن کے ساتھ کتاب اور میزانِ عدل نازل فرمائی تا کہ لوگ انصاف پر قائم ہو سکیں۔

(٥) لَا يَنْهٰكُمُ اللهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِی الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ○

(الممتحنة، ٦٠/٨)

اللہ تمہیں اس بات سے منع نہیں فرماتا کہ جن لوگوں نے تم سے دین (کے بارے) میں جنگ نہیں کی اور نہ تمہیں تمہارے گھروں سے (یعنی وطن سے) نکالا ہے کہ تم ان سے بھلائی کا سلوک کرو اور اُن سے عدل و انصاف کا برتاؤ کرو، بے شک اللہ عدل و انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے○

اَلْحَدِيْث

٦٠/١. عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْبَيْلَمَانِيِّ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَتَلَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَرُفِعَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَنَا أَحَقُّ مَنْ وَفّٰى بِذِمَّتِهٖ، ثُمَّ أَمَرَ بِهٖ فَقُتِلَ.

رَوَاهُ أَبُوْ حَنِيْفَةَ وَالشَّافِعِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ.

حضرت عبد الرحمٰن بن بیلمانی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مسلمان نے اہل کتاب میں سے ایک آدمی کو قتل کر دیا، مقدمہ حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں پیش ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے

٦٠: أخرجه أبو نعيم في مسند أبي حنيفة/١٠٤، والشافعي في المسند/٣٤٣، وأيضًا في الأم، ٧/٣٢٠، والبيهقي في السنن الكبرى، ٨/٣٠، الرقم/١٥٦٩٦، والشيباني في المبسوط، ٤/٤٨٨، وأيضًا في الحجة، ٤/٣٤٢-٣٤٤، والقرشي في الخراج/٨٢، الرقم/٢٣٨۔

فرمایا: میں غیر مسلم شہریوں کے حقوق ادا کرنے کا سب سے زیادہ ذمے دار ہوں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے (بطورِ قصاص مسلمان قاتل کو قتل کر دینے کا) حکم دیا اور اُسے قتل کر دیا گیا۔

اِسے امام ابو حنیفہ، شافعی اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

٢/٦١. وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ، قَالَ: إِنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ أَتٰى رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّا عَاهَدْنَاكَ وَبَايَعْنَاكَ عَلٰى كَذَا وَكَذَا وَقَدْ خَتَرَ بِرَجُلٍ مِنَّا فَقُتِلَ فَقَالَ: أَنَا أَحَقُّ مَنْ أَوْفٰى بِذِمَّتِهٖ فَأَمْكَنَهُ مِنْهُ فَضُرِبَتْ عُنُقُهُ.

رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَالشَّافِعِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ.

ایک اور روایت میں حضرت عبد الرحمان بن بیلمانی بیان کرتے ہیں کہ ایک ذِمی شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا، ہم نے آپ کے ساتھ ان ان باتوں پر معاہدہ کر رکھا ہے۔ لیکن ہمارے ایک شخص کے ساتھ بدعہدی کی گئی اور اسے قتل کر دیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں سب سے زیادہ عہد کی پاسداری کرنے والا ہوں، چنانچہ اس (قاتل) کو گرفتار کیا گیا اور سزائے موت دی گئی۔

اِسے امام دارقطنی، شافعی اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

٣/٦٢. عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ ﷺ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: مَنْ أُصِيبَ بِقَتْلٍ أَوْ خَبْلٍ، فَإِنَّهُ يَخْتَارُ إِحْدٰى ثَـلَاثٍ: إِمَّا أَنْ يَقْتَصَّ، وَإِمَّا أَنْ يَعْفُوَ، وَإِمَّا أَنْ يَأْخُذَ

٦١: أخرجه الدارقطني في السنن، ٣/١٣٥، الرقم/١٦٧، والشافعي في المسند، ١/٤٤٣، والبيهقي في السنن الكبرى، ٨/٣٠، الرقم/١٥٦٩٧، وأيضًا في معرفة السنن والآثار، ٦/١٤٩، الرقم/٤٨١٤.

٦٢: أخرجه أبو داود في السنن، كتاب الدية، باب الإمام يأمر بالعفو في الدم، ٤/١٦٩، الرقم/٤٤٩٦، وعبد الرزاق في المصنف، ١٠/٨٦، الرقم/١٨٤٥٤.

الدِّيَةَ. فَإِنْ أَرَادَ الرَّابِعَةَ فَخُذُوا عَلٰى يَدَيْهِ ﴿فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِکَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ [البقرة، ٢/١٧٨].

رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ.

حضرت ابو شریح الخزاعی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کا کوئی عزیز قتل کر دیا جائے یا اس کا کوئی عضو کاٹ دیا جائے تو اسے تین میں سے ایک چیز کا اختیار ہے: قصاص لے، معاف کر دے یا دیت وصول کر لے۔ اگر وہ کسی چوتھی چیز کا ارادہ کرے تو اس کے ہاتھ پکڑ لو ﴿فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِکَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ ’پس جو کوئی اس کے بعد زیادتی کرے تو اس کے لیے دردناک عذاب ہے‘۔

اسے امام ابو داود اور عبد الرزاق نے روایت کیا ہے۔

٤/٦٣. عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ، إِذَا قَتَلَ الْمُسْلِمُ النَّصْرَانِيَّ قُتِلَ بِهٖ.

رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے: اگر کسی مسلمان نے عیسائی کو قتل کیا تو وہ مسلمان قصاصاً قتل کیا جائے گا۔

اسے امام شافعی نے روایت کیا ہے۔

٥/٦٤. عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ يَقُوْلُ: دِيَةُ أَهْلِ الْكِتَابِ مِثْلُ دِيَةِ الْمُسْلِمِ.

رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ.

٦٣: أخرجه الشافعي في الأم، ٧/٣٢٠، والشيباني في الحجة، ٤/٣٤٧۔

٦٤: أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف، ٥/٤٠٦، الرقم/٢٧٤٤٤۔

حضرت مجاہد روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود ﷺ نے فرمایا: اہل کتاب کی دیت مسلمانوں کے برابر ہے۔

اِسے امام ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے۔

٦٥/٦. عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: مَنْ كَانَ لَهُ عَهْدٌ، أَوْ ذِمَّةٌ فَدِيَتُهُ دِيَةُ الْحُرِّ الْمُسْلِمِ.

رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ.

قاسم بن عبد الرحمن بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ ﷺ نے فرمایا: جس غیر مسلم کے ساتھ (اس کے جان و مال کی حفاظت کا) عہد کیا گیا ہو یا ذمہ اُٹھایا گیا ہو اس کا خون بہا آزاد مسلمان کے خون بہا کے برابر ہے۔

اسے امام ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے۔

عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ: دِيَةُ الْمُعَاهَدِ مِثْلُ دِيَةِ الْمُسْلِمِ.(١)

رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ.

حضرت ابراہیم سے روایت ہے کہ حضرت علقمہ فرماتے ہیں: معاہدہ کرنے والے غیر مسلم کا خون بہا مسلمان کے خون بہا کے برابر ہے۔

اسے بھی امام ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے۔

عَنْ أَبِي حَنِيْفَةَ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ أَنَّ عَلِيًّا قَالَ: دِيَةُ الْيَهُوْدِيِّ وَالنَّصَرَانِيِّ وَكُلِّ ذِمِّيٍّ مِثْلُ دِيَةِ الْمُسْلِمِ، قَالَ

٦٥: أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف، ٥/٤٠٦، الرقم/٢٧٤٤٥۔

(١) أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف، ٥/٤٠٦، الرقم/٢٧٤٤٦۔

أَبُوْ حَنِيْفَةَ وَهُوَ قَوْلِي.[1]

رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ.

حضرت امام ابو حنیفہ، حکم بن عتیبہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی ؓ نے فرمایا: یہودی، نصرانی اور ہر ذمی کی دیت مسلمان کی دیت کے برابر ہے، امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں: یہی میرا قول ہے۔

اسے امام عبد الرزاق نے روایت کیا ہے۔

قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: دِيَةُ الْيَهُوْدِيِّ وَالنَّصْرَانِيِّ مِثْلُ دِيَةِ الْمُسْلِمِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوْفَةِ.[2]

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

بعض اہل علم نے فرمایا ہے کہ یہودی اور نصرانی کا خون بہا مسلمان کے خون بہا کی مثل ہے، یہ سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا قول ہے۔

اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: دِيَةُ الْيَهُوْدِيِّ وَالنَّصْرَانِيِّ وَالْمَجُوْسِيِّ وَكُلِّ ذِمِّيٍّ مِثْلُ دِيَةِ الْمُسْلِمِ.[3]

رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ.

امام زہری بیان کرتے ہیں: یہودی، عیسائی، آتش پرست، اور ہر

(۱) أخرجه عبد الرزاق في المصنف، ۹۷/۱۰، الرقم/۱۸۴۹۴۔

(۲) أخرجه الترمذي في السنن، كتاب الديات، باب ما جاء في دية الكفار، ۲۵/۴، تحت الرقم/۱۴۱۳۔

(۳) أخرجه عبد الرزاق في المصنف، ۹۵/۱۰، الرقم/۱۸۴۹۱۔

غیر مسلم شہری کی دیت مسلمان کی دیت کے برابر ہے۔

اسے عبد الرزاق نے روایت کیا ہے۔

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ: إِنَّ دِيَةَ الْمُعَاهَدِ فِيْ عَهْدِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ ﷺ مِثْلُ دِيَةِ الْحُرِّ الْمُسْلِمِ. (١)

رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَالشَّيْبَانِيُّ.

امام ابن شہاب زہری بیان کرتے ہیں: بے شک سیدنا ابوبکر، عمر اور عثمان ﷺ کے اَدوار میں غیر مسلم شہری کی دیت آزاد مسلمان کی دیت کے برابر تھی۔

اسے امام شافعی اور محمد الشیبانی نے روایت کیا ہے۔

احناف کا موقف یہ ہے کہ مسلمان کو غیر مسلم شہری کے قتل کے بدلہ میں قتل کیا جائے گا اور یہ کتاب و سنت کی اُن نصوص کے عموم کی وجہ سے ہے جو قصاص کو واجب کرتی ہیں اور دونوں (مسلمان اور غیر مسلم شہری) دونوں کے خون کی دائمی عصمت دونوں کے برابر حقوق کی وجہ سے بھی ہے۔ اس موقف پر امام نخعی، ابن ابی لیلیٰ، شعبی اور عثمان البتی نے بھی احناف کی موافقت اختیار کی ہے۔ (٢)

---

(١) أخرجه الشافعي في الأم، ٧/٣٢١، والشيباني في الحجة، ٤/٣٥١۔

(٢) اگر ہم غیر مسلم کی دیت آزاد مسلمان کی دیت کے برابر قرار دیتے ہیں تو درج ذیل حدیث مبارک سے اشکال وارد ہوسکتا ہے:

وَلَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ. [أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب العلم، باب كتابة العلم، ١/٥٣، الرقم/١١١]

←

٦٦/٧. **عَنْ إِبْرَاهِيْمَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ قَتَلَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْحِيْرَةِ، فَكَتَبَ فِيْهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ﷺ أَنْ يَّدْفَعَ إِلٰى أَوْلِيَاءِ الْمَقْتُوْلِ، فَإِنْ شَاؤُوْا قَتَلُوْا وَإِنْ شَاؤُوْا عَفَوْا، فَدَفَعَ الرَّجُلُ إِلٰى وَلِيِّ الْمَقْتُوْلِ إِلٰى رَجُلٍ يُقَالُ لَهُ: حُنَيْنٌ مِنْ أَهْلِ الْحِيْرَةِ، فَقَتَلَهُ.**

رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ.

حضرت ابراہیم سے روایت ہے کہ قبیلہ بنو بکر بن وائل کے ایک شخص نے حیرہ کے ایک ذمی کو قتل کر دیا، اِس پر حضرت عمر ﷺ نے فیصلہ تحریر فرمایا کہ قاتل کو مقتول کے ورثاء کے حوالہ کیا جائے۔ اگر وہ چاہیں تو قتل کر دیں اور چاہیں تو معاف کر دیں۔ چنانچہ قاتل کو مقتول کے وارث، جس کا نام حُنین تھا، کے حوالے کر دیا گیا اور اُس نے اُسے قتل کر دیا۔

اِسے امام شافعی اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

٦٧/٨. **عَنْ أَبِي الْجُنُوْبِ الْأَسَدِيِّ قَالَ: أُتِيَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ ﷺ بِرَجُلٍ مِنَ**

.... **اور غیر مسلم کے بدلے میں مسلمان کو قتل نہیں کیا جائے گا۔**

یہ حدیث مبارک بادی النظر میں مذکورہ بالا روایات سے مطابقت نہیں رکھتی۔ اس تضاد کو کیسے دور کیا جائے گا؟ ائمہ کرام نے اِس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ یہاں غیر مسلم سے مراد پُر امن شہری نہیں بلکہ صرف حربی (جنگجو) غیر مسلم مراد ہے جو میدانِ جنگ میں لڑتے ہوئے مارا جاتا ہے۔ اس حربی کافر کو قتل کرنے پر کوئی قصاص نہیں ہوگا۔ یہ قانون دنیا کے تمام ممالک کے قوانینِ جنگ میں یکساں ہے، اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں۔

٦٦: أخرجه الشافعي في الأم، ٧/٣٢١، والبيهقي في السنن الكبرى، ٨/٣٢، الرقم/١٥٧٠٦، والشيباني في الحجة، ٤/٣٣٥، والزيلعي في نصب الراية، ٤/٣٣٧۔

٦٧: أخرجه الشافعي في المسند/٣٤٤، وأبو يوسف في كتاب الخراج/ ١٨٧، والبيهقي في السنن الكبرى، ٨/٣٤، الرقم/١٥٧١٢، وذكره ــــ

الْمُسْلِمِيْنَ قَتَلَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ، قَالَ: فَقَامَتْ عَلَيْهِ الْبَيِّنَةُ، فَأَمَرَ بِقَتْلِهِ، فَجَاءَ أَخُوْهُ فَقَالَ: إِنِّي قَدْ عَفَوْتُ عَنْهُ، قَالَ: فَلَعَلَّهُمْ هَدَّدُوْكَ أَوْ فَرَّقُوْكَ أَوْ فَزَّعُوْكَ، قَالَ: لَا، وَلٰكِنَّ قَتْلَهُ لَا يَرُدُّ عَلَيَّ أَخِي، وَعَوَّضُوْنِي فَرَضِيْتُ، قَالَ: أَنْتَ أَعْلَمُ مَنْ كَانَ لَهُ ذِمَّتُنَا فَدَمُهُ كَدَمِنَا وَدِيَتُهُ كَدِيَتِنَا.

رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَأَبُوْ يُوْسُفَ وَالْبَيْهَقِيُّ.

حضرت ابو جنوب الاسدی ﷺ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی ﷺ کے پاس ایک مسلمان کو پکڑ کر لایا گیا جس نے ایک ذمی کو قتل کیا تھا۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ اُس پر قتل ثابت ہوگیا۔ حضرت علی ﷺ نے قصاص میں اُس مسلمان کو قتل کیے جانے کا حکم دے دیا۔ مقتول کا بھائی حضرت علی ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ میں نے اُس کو معاف کر دیا۔ آپ ﷺ نے اُسے فرمایا: شاید اُن لوگوں نے تجھے ڈرایا دھمکایا ہے۔ اُس نے کہا: نہیں بات دراصل یہ ہے کہ (اس قاتل کے) قتل کیے جانے سے میرا بھائی تو واپس آنے سے رہا اور اُنہوں نے مجھے اُس کی دیت بھی دے دی ہے، لہٰذا میں اِس پر راضی ہوگیا ہوں۔ اِس پر حضرت علی ﷺ نے فرمایا: اچھا تم زیادہ بہتر سمجھتے ہو۔ لیکن (ہماری حکومت کا اُصول یہی ہے:) جو ہماری غیر مسلم رعایا میں سے ہے اُس کا خون ہمارے خون کی طرح ہے اور اُس کی دیت ہماری دیت ہی کی طرح ہے۔

اِسے امام شافعی، ابو یوسف اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

٩/٦٨. وَفِي رِوَايَةِ أَنَسٍ ﷺ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ مِصْرَ أَتٰى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ

العسقلاني في الدراية في تخريج أحاديث الهداية، ٢/٢٦٣، والزيلعي في نصب الراية، ٤/٣٣٦۔

٦٨: أخرجه ابن عبد الحكم في فتوح مصر وأخبارها، ذكر حفر خليج أمير المؤمنين/١١٤-١١٥، وذكره الهندي في كنز العمال، ١٢/٢٩٤، الرقم/٣٦٠١٠۔

فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، عَائِذٌ بِکَ مِنَ الظُّلْمِ، قَالَ: عُذْتَ مَعَاذًا، قَالَ: سَابَقْتُ ابْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، فَسَبَقْتُهُ، فَجَعَلَ يَضْرِبُنِي بِالسَّوْطِ وَيَقُوْلُ: أَنَا ابْنُ الْأَكْرَمِيْنَ، فَكَتَبَ عُمَرُ إِلٰى عَمْرٍو يَأْمُرُهُ بِالْقُدُوْمِ وَيَقْدَمُ بِابْنِهٖ مَعَهُ، فَقَدِمَ، فَقَالَ عُمَرُ: أَيْنَ الْمِصْرِيُّ خُذِ السَّوْطَ فَاضْرِبْ، فَجَعَلَ يَضْرِبُهُ بِالسَّوْطِ وَيَقُوْلُ عُمَرُ: اضْرِبِ ابْنَ الْأَكْرَمِيْنَ. قَالَ أَنَسٌ: فَضَرَبَ، فَوَاللهِ، لَقَدْ ضَرَبَهُ وَنَحْنُ نُحِبُّ ضَرْبَهُ، فَمَا أَقْلَعَ عَنْهُ حَتّٰى تَمَنَّيْنَا أَنَّهُ يَرْفَعُ عَنْهُ، ثُمَّ قَالَ عُمَرُ لِلْمِصْرِيِّ: ضَعِ السَّوْطَ عَلٰى صُلْعَةِ عَمْرٍو، فَقَالَ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، إِنَّمَا ابْنُهُ الَّذِي ضَرَبَنِي وَقَدِ اسْتَقَدْتُ مِنْهُ، فَقَالَ عُمَرُ لِعَمْرٍو: مُذْ كَمْ تَعَبَّدْتُمُ النَّاسَ وَقَدْ وَلَدَتْهُمْ أُمَّهَاتُهُمْ أَحْرَارًا؟ قَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، لَمْ أَعْلَمْ وَلَمْ يَأْتِنِي.

رَوَاهُ ابْنُ عَبْدِ الْحِكَمِ وَذَكَرَهُ الْهِنْدِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مصری باشندہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: اے امیر المؤمنین! میں ظلم سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تجھے مکمل طور پر پناہ مل چکی، اس نے کہا: میرا عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہ) کے بیٹے سے دوڑ کا مقابلہ ہوا، میں اس پر سبقت لے گیا تو وہ مجھے یہ کہہ کر کوڑے مارنے لگا کہ میں اَشراف زادہ ہوں، (تمہاری ہمت کیسے ہوئی کہ مجھ پر سبقت کا دعویٰ کرتا پھرے)۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور انہیں اپنے بیٹے کو ساتھ لے کر آنے کا حکم دیا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حکم کی تعمیل کی اور (مصر سے مدینہ طیبہ) حاضر خدمت ہوگئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس مصری باشندے کو بلایا اور فرمایا: یہ کوڑا لو اور (عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے کو) مارو۔ وہ اسے کوڑے مارنے لگا جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرما رہے تھے: اشراف زادے کو مارو۔ حضرت انس

ﷺ بیان کرتے ہیں: خدا کی قسم! اس نے اسے خوب مارا، اورہم اس کے مارنے کو (عدلِ فاروقی کے حوالے سے) پسند کرتے ہیں۔ وہ مارنے سے رک ہی نہیں رہا تھا یہاں تک کہ ہم محسوس کرنے لگے کہ اسے رک جانا چاہیے۔ پھر حضرت عمر ﷺ نے اس مصری باشندے کو فرمایا: یہ کوڑا اُٹھا کر عمرو بن العاص ﷺ کے سر پر رکھو۔ اس نے کہا: اے امیرالمومنین! میں نے ان کے بیٹے سے بدلہ لے لیا ہے جس نے مجھے مارا تھا۔ حضرت عمر ﷺ نے حضرت عمرو بن العاص ﷺ کو فرمایا: 'تم نے کب سے لوگوں کو اپنا غلام سمجھ لیا ہے حالانکہ ان کی ماؤں نے انہیں آزاد جنا تھا'؟ حضرت عمرو بن العاص نے جواب دیا: اے امیر المومنین! مجھے اس واقعہ کا علم نہیں اور نہ ہی یہ شخص (اپنی شکایت لے کر) میرے پاس آیا۔

اِسے امام ابن عبد الحکم نے روایت کیا ہے اور ہندی نے بیان کیا ہے۔

باب ہفتم

اَلْبِرُّ وَ حُسْنُ التَّعَامُلِ مَعَهُمْ

﴿غیر مسلموں کے ساتھ نیکی اور حسنِ معاملہ﴾

اَلْقُرْآن

(۱) اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ط اِنَّ رَبَّکَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَo (النحل، ١٦/١٢٥)

(اے رسولِ معظّم!) آپ اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ بلائیے اور ان سے بحث (بھی) ایسے انداز سے کیجیے جو نہایت حسین ہو، بے شک آپ کا رب اس شخص کو (بھی) خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بھٹک گیا اور وہ ہدایت یافتہ لوگوں کو (بھی) خوب جانتا ہےo

(۲) وَ لَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْکِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ق اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَاُنْزِلَ اِلَيْکُمْ وَاِلٰـهُنَا وَاِلٰـهُکُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَo (العنکبوت، ٢٩/٤٦)

اور (اے مومنو!) اہلِ کتاب سے نہ جھگڑا کرو مگر ایسے طریقہ سے جو بہتر ہو سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے ان میں سے ظلم کیا، اور (ان سے) کہہ دو کہ ہم اس (کتاب) پر ایمان لائے (ہیں) جو ہماری طرف اتاری گئی (ہے) اور جو تمہاری طرف اتاری گئی تھی اور ہمارا معبود اور تمہارا معبود ایک ہی ہے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیںo

اَلْحَدِيْث

١/٦٩. عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَکْرٍ رضي الله عنهما قَالَتْ: قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمِّي وَهِيَ مُشْرِکَةٌ

٦٩: أخرجه البخاري في الصحيح، کتاب الهبة وفضلها التحريض عليها، باب ــــ

فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، فَاسْتَفْتَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قُلْتُ: وَهِيَ رَاغِبَةٌ أَفَأَصِلُ أُمِّي؟ قَالَ: نَعَمْ، صِلِي أُمَّکِ.

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں میری والدہ میرے پاس آئیں جب کہ وہ مشرکہ تھیں۔ میں نے آپ ﷺ سے اِس بارے میں فتویٰ پوچھا اور عرض کیا: وہ اسلام کی طرف راغب ہیں (یا مجھ سے کچھ چاہتی ہیں) تو کیا میں اپنی والدہ سے صلہ رحمی کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں اپنی والدہ سے صلہ رحمی کرو۔

یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

٢/٧٠. عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رضی اللہ عنہما قَالَ: مَرَّتْ بِنَا جَنَازَةٌ فَقَامَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ وَقُمْنَا

.... الهدية للمشركين، ٢/٩٢٤، الرقم/٢٤٧٧، وأيضًا في كتاب الجزية، باب إثم من عاهد ثم غدر، ٣/١١٦٢، الرقم/٣٠١٢، ومسلم في الصحيح، كتاب الزكاة، باب فضل النفقة والصدقة على الأقربين والزوج والأولاد والوالدين ولو كانوا مشركين، ٢/٦٩٦، الرقم/١٠٠٣، وأحمد بن حنبل في المسند، ٦/٣٤٧، الرقم/٢٦٩٨٥، وأبو داود في السنن، كتاب الزكاة، باب الصدقة على أهل الذمة، ٢/١٢٧، الرقم/١٦٦٨، والطبراني في المعجم الكبير، ٢٤/٧٨، الرقم/٢٠٣، وعبد الرزاق في المصنف، ٦/٣٨، الرقم/٩٩٣٢۔

٧٠: أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الجنائز، باب من قام لجنازة يهودي، ١/٤٤١، الرقم/١٢٤٩، ومسلم في الصحيح، كتاب الجنائز، باب القيام للجنازة، ٢/٦٦٠، الرقم/٩٦٠، وأحمد بن حنبل في المسند، ٣/٣١٩، الرقم/١٤٤٦٧، والنسائي في السنن، كتاب الجنائز، باب القيام لجنازة أهل الشرك، ٤/٤٥، الرقم/١٩٢٢، وأيضًا في السنن الكبرى، ١/٦٢٦، ←

لَهُ، فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللهِ، إِنَّهَا جِنَازَةُ يَهُوْدِيٍّ؟ قَالَ: إِذَا رَأَيْتُمُ الْجِنَازَةَ فَقُوْمُوْا.

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جابر بن عبد اللہ ﷠ نے فرمایا: ہمارے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو حضور نبی اکرم ﷺ کھڑے ہو گئے اور آپ کے ساتھ ہم بھی کھڑے ہو گئے۔ ہم عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ! یہ تو کسی یہودی کا جنازہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جایا کرو (خواہ مرنے والے کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو)۔

یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

٣/٧١. وَفِي رِوَايَةِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى ﷺ قَالَ: كَانَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ وَقَيْسُ بْنُ سَعْدٍ قَاعِدَيْنِ بِالْقَادِسِيَّةِ، فَمَرُّوْا عَلَيْهِمَا بِجَنَازَةٍ، فَقَامَا، فَقِيْلَ لَهُمَا: إِنَّهَا مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ أَيْ مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ، فَقَالَا: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّتْ بِهِ جِنَازَةٌ، فَقَامَ، فَقِيْلَ لَهُ: إِنَّهَا جِنَازَةُ يَهُوْدِيٍّ، فَقَالَ: أَلَيْسَتْ نَفْسًا.

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

.... الرقم/٢٠٤٩۔

٧١: أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الجنائز، باب من قام لجنازة يهودي، ١/٤٤١، الرقم/١٢٥٠، ومسلم في الصحيح، كتاب الجنائز، باب القيام للجنازة، ٢/٦٦١، الرقم/٩٦١، وأحمد بن حنبل في المسند، ٦/٦، الرقم/٢٣٨٩٣، والنسائي في السنن، كتاب الجنائز، باب القيام لجنازة أهل الشرك، ٤/٤٥، الرقم/١٩٢١، وأيضًا في السنن الكبرى، ١/٦٢٦، الرقم/٢٠٤٨، وابن أبي شيبة في المصنف، ٣/٣٩، الرقم/١١٩١٨، وابن الجعد في المسند/٢٧، الرقم/٧٠، والطبراني في المعجم الكبير، ٦/٩٠، الرقم/٥٦٠٦، والبيهقي في السنن الكبرى، ٤/٢٧، الرقم/٦٦٧٢۔

حضرت عبد الرحمن بن ابو لیلیٰ ﷺ سے روایت ہے کہ حضرت سہل بن حُنَیف اور حضرت قیس بن سعد ﷺ قادسیہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اُن کے پاس سے ایک جنازہ گزرا۔ دونوں کھڑے ہو گئے۔ اُن سے کہا گیا کہ یہ تو یہاں کے کافر ذمی شخص کا جنازہ ہے۔ دونوں نے بیان فرمایا: (ایک مرتبہ) حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس سے جنازہ گزرا تو آپ ﷺ کھڑے ہو گئے۔عرض کیا گیا: یہ تو یہودی کا جنازہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا یہ (انسانی) جان نہیں ہے۔

یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

٤/٧٢. عَنْ هِشَامِ بْنِ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ: مَرَّ بِالشَّامِ عَلٰى أُنَاسٍ وَقَدْ أُقِيمُوا فِي الشَّمْسِ وَصُبَّ عَلٰى رُؤُسِهِمُ الزَّيْتُ فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ قِيلَ: يُعَذَّبُونَ فِي الْخَرَاجِ، فَقَالَ: أَمَا إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ اللهَ يُعَذِّبُ الَّذِينَ يُعَذِّبُونَ فِي الدُّنْيَا.

رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَحْمَدُ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُ.

حضرت ہشام بن حکیم بن حزام ﷺ بیان کرتے ہیں کہ وہ ملک شام میں کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جن کو دھوپ میں کھڑا کیا گیا تھا اور ان کے سروں پر روغن زیتون بہایا جا رہا تھا، انہوں نے پوچھا: ان کو یہ سزا کیوں مل رہی ہے؟ بتایا گیا کہ ان کو خراج (یعنی سکیورٹی ٹیکس نہ دینے) کی وجہ سے یہ سزا دی جا رہی ہے۔ حضرت حکیم بن حزام نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ (آخرت میں) ان لوگوں کو عذاب دے گا جو دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں۔

٧٢: أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب البر والصلة، باب الوعيد الشديد، ٤/٢٠١٨، الرقم/٢٦١٣، وأحمد بن حنبل في المسند، ٣/٤٠٣، ٤٠٤، ٤٦٨، وأبو داود في السنن، كتاب الخراج، باب في التشديد، ٣/١٠٦، الرقم/٣٠٤٥، والنسائي في السنن الكبرى، ٥/٢٣٦، الرقم/٨٧٧١۔

اِسے امام مسلم، احمد، ابو داود اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

٥/٧٣. وَفِي رِوَايَةِ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمٍ وَجَدَ رَجُلًا وَهُوَ عَلٰى حِمْصَ يُشَمِّسُ نَاسًا مِنَ النَّبَطِ فِي أَدَاءِ الْجِزْيَةِ فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: إِنَّ اللهَ يُعَذِّبُ الَّذِيْنَ يُعَذِّبُوْنَ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا.

رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَحْمَدُ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

ایک روایت میں ہے، عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت ہشام بن حکیم نے دیکھا کہ حمص کے حاکم نے کچھ نبطیوں (عراق کی ایک قوم) کو ادائے جزیہ کے لیے دھوپ میں کھڑا کر رکھا ہے، پوچھا یہ کیا ہے؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عذاب دے گا جو دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں۔

اِسے امام مسلم، احمد، ابو داود اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

٦/٧٤. عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: قَدِمَ وَفْدُ النَّجَاشِيِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَامَ يَخْدُمُهُمْ فَقَالَ أَصْحَابُهُ: نَحْنُ نَكْفِيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ، قَالَ: إِنَّهُمْ كَانُوْا لِأَصْحَابٍ مُكْرِمِيْنَ، فَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ أُكَافِئَهُمْ.

٧٣: أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب البر والصلة، باب الوعيد الشديد، ٤/٢٠١٨، الرقم/٢٦١٣، وأحمد بن حنبل في المسند، ٣/٤٠٤، الرقم/٥٦١٢، وأبو داود في السنن، كتاب الخراج والإمارة والفيء، باب التشديد في جباية الجزية، ٣/١٦٩، الرقم/٣٠٤٥، والنسائي في السنن الكبرىٰ، ٥/٢٣٦، الرقم/٨٧٧١۔

٧٤: أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ٦/٥١٨،الرقم/٩١٢٥، وأيضًا في دلائل النبوة، ٢/٣٠٧، والصيداوي في معجم الشيوخ، ١/٩٧، والحلبي في السيرة الحلبية، ٢/٧٥٨، وابن كثير في السيرة، ٢/٣١۔

رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَالصَّيْدَاوِيُّ.

حضرت ابو قتادہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ شاہ حبشہ نجاشی کا ایک وفد حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے خود اُن کی خاطر تواضع فرمائی۔ آپ ﷺ کے صحابہ کرام ﷡ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم آپ کی طرف سے (مہمان نوازی کا فریضہ سرانجام دینے کے لیے) کافی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اِن لوگوں نے (میرے) اصحاب کی عزت افزائی کی تھی۔ اس لیے میں نے پسند کیا کہ میں خود اِن کی اُس تکریم کا بدلہ دوں۔

اِسے امام بیہقی اور صیداوی نے روایت کیا ہے۔

٧/٧٥. عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ ﷛ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ﷛ أُتِيَ بِمَالٍ كَثِيْرٍ، قَالَ أَبُوْ عُبَيْدٍ: أَحْسِبُ قَالَ: مِنَ الْجِزْيَةِ، فَقَالَ: إِنِّي لَأَظُنُّكُمْ قَدْ أَهْلَكْتُمُ النَّاسَ، قَالُوْا: لَا، وَاللهِ، مَا أَخَذْنَا إِلَّا عَفْوًا صَفْوًا، قَالَ: بِلَا سَوْطٍ وَلَا نَوْطٍ؟ قَالُوْا: نَعَمْ، قَالَ: اَلْحَمْدُ ِللهِ الَّذِي لَمْ يَجْعَلْ ذٰلِکَ عَلٰى يَدَيَّ، وَلَا فِي سُلْطَانِي.

رَوَاهُ أَبُوْ عُبَيْدٍ وَذَكَرَهُ ابْنُ قُدَامَةَ فِي الْمُغْنِي.

حضرت جبیر بن نفیر ﷛ بیان کرتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) حضرت عمر بن الخطاب ﷛ کی خدمت میں کثیر مال پیش کیا گیا۔ ابو عبید فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں یہ جزیہ کا مال تھا۔ حضرت عمر ﷛ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ تم نے (بہت سے) لوگوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ اُنہوں نے عرض کیا: نہیں، بخدا ہم نے لوگوں کی ضرورتوں سے زائد اور حق کے ساتھ مال لیا ہے۔ حضرت عمر ﷛ نے فرمایا: بغیر سختی اور زیادتی کے؟ اُنہوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷛ نے فرمایا: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ظلم و زیادتی نہ میرے ہاتھ میں رکھی ہے اور نہ ہی میری حکومت میں۔

٧٥: أخرجه أبو عبيد في الأموال/٥٤، الرقم/١١٤، وابن قدامة في المغني، ٩/٢٩٠۔

اسے امام ابو عبید القاسم بن سلام نے روایت کیا ہے اور امام ابن قدامہ نے المغنی میں بیان کیا ہے۔

مَا رُوِيَ عَنِ الْأَئِمَّةِ مِنَ السَّلَفِ الصَّالِحِيْن

وَفِي الدُّرِّ الْمُخْتَارِ: وَيَجِبُ كَفُّ الْأَذٰى عَنْهُ وَتَحْرُمُ غِيْبَتُهُ كَالْمُسْلِمِ. (۱)

'الدر المختار' میں یہ اصول بیان ہوا ہے: غیر مسلم کو اذیت سے محفوظ رکھنا واجب ہے اور اس کی غیبت کرنا بھی اسی طرح حرام ہے جس طرح مسلمان کی غیبت کرنا۔

قَالَ الإِمَامُ شِهَابُ الدِّيْنِ الْقُرَافِيُّ الْمَالِكِيُّ فِي كِتَابِهِ 'الْفُرُوْقِ' عَنْ حُقُوْقِ غَيْرِ الْمُسْلِمِيْنَ: إِنَّ عَقْدَ الذِّمَّةِ يُوْجِبُ لَهُمْ حُقُوْقًا عَلَيْنَا، لِأَنَّهُمْ فِي جِوَارِنَا وَفِي خِفَارَتِنَا (حِمَايَتِنَا) وَذِمَّتِنَا وَذِمَّةِ اللهِ تَعَالٰى، وَذِمَّةِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، وَدِيْنِ الإِسْلَامِ، فَمَنْ اعْتَدٰى عَلَيْهِمْ وَلَو بِكَلِمَةِ سُوءٍ أَوْ غِيْبَةٍ، فَقَدْ ضَيَّعَ ذِمَّةَ اللهِ، وَذِمَّةَ رَسُوْلِهِ ﷺ وَذِمَّةَ دِيْنِ الإِسْلَامِ. (۲)

غیر مسلم شہریوں کے حقوق کے بارے میں مالکی فقیہ امام شہاب الدین القرافی اپنی کتاب 'الفروق' میں کہتے ہیں: غیر مسلم شہری کا معاہدہ ہم پر ان کے حقوق ثابت کرتا ہے کیونکہ وہ ہمارے پڑوس میں، ہماری

(۱) الحصكفي في الدر المختار، ۲/۲۲۳، وابن عابدين الشامي في رد المحتار، ۳/۲۷۳-۲۷۴۔

(۲) القرافي في الفروق، ۳/۱۴۔

حفاظت میں، ہمارے ذمہ میں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور دینِ اسلام کی امان میں رہتے ہیں۔ پس جس نے ان پر زیادتی کی، چاہے بری بات سے ہو یا غیبت کے ذریعے، تو اس نے اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ اور دین اسلام کی ضمانت کو ضائع کیا (یعنی حق اور فرض ادا نہ کیا اور گناہ کا مرتکب ہوا)۔

قَالَ ابْنُ عَابِدِيْنَ الشَّامِيُّ فِي حُقُوْقِ غَيْرِ الْمُسْلِمِيْنَ: لِأَنَّهُ بِعَقْدِ الذِّمَّةِ وَجَبَ لَهُ مَا لَنَا، فَإِذَا حَرُمَتْ غِيْبَةُ الْمُسْلِمِ حَرُمَتْ غِيْبَتُهُ، بَلْ قَالُوْا: إِنَّ ظُلْمَ الذِّمِّيِّ أَشَدُّ. (۱)

علامہ ابن عابدین شامی غیر مسلم شہریوں کے حقوق کے بارے میں لکھتے ہیں: عقدِ ذمہ کی وجہ سے غیر مسلم کے وہی حقوق لازم ہیں جو ہمارے ہیں۔ جب مسلمان کی غیبت حرام ہے تو غیر مسلم کی غیبت بھی حرام ہے بلکہ علماء نے کہا ہے کہ غیر مسلم اقلیت پر ظلم کرنا مسلمان کے مقابلے میں زیادہ سخت گناہ ہے۔

قَدْ حَقَّقَ الإِمَامُ الْكَاسَانِيُّ فِي كِتَابِهِ 'بَدَائِعُ الصَّنَائِعِ' الْمُسَاوَاةَ فِي الْحُقُوْقِ بَيْنَ الْمَسْلِمِيْنَ وغَيْرِ الْمُسْلِمِيْنَ:

لَهُمْ مَا لَنَا وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَيْنَا. (۲)

امام کاسانی نے اپنی کتاب 'بدائع الصنائع' میں مسلموں اور غیر مسلموں کے حقوق کو مساوی قرار دیا ہے:

(۱) ابن عابدین الشامي في رد المحتار، ۳/۲۷۳-۲۷۴۔

(۲) الكاساني في بدائع الصنائع، ۷/۱۱۱۔

غیر مسلم شہریوں کو وہی حقوق حاصل ہیں جو ہم (مسلمانوں) کو حاصل ہیں اور ان کی وہی ذمہ داریاں ہیں جو ہماری ہیں۔

باب ہشتم

التَّعَامُلُ مَعَهُمْ بِالصَّبْرِ وَعَدَمُ الْاِنْتِقَامِ مِنْهُمْ

﴿غیر مسلموں کے ساتھ صبر و تحمل پر مشتمل غیر انتقامی سلوک﴾

١/٧٦. عَنْ عَبْدِ اللهِ ﷺ، قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَحْكِي نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ، ضَرَبَهُ قَوْمُهُ فَأَدْمَوْهُ وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَيَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ.

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبد اللہ ﷺ بیان کرتے ہیں: گویا میں حضور نبی اکرم ﷺ کو اس حال میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ ﷺ انبیاء کرام میں سے کسی نبی کا ذکر فرما رہے تھے جنہیں اُن کی قوم نے مار مار کر لہولہان کر دیا تھا اور وہ اپنے چہرے سے خون صاف کرتے ہوئے فرماتے جاتے تھے: اے اللہ! میری قوم کو بخش دے کیونکہ یہ لوگ مجھے نہیں پہچانتے۔

یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

٧٦: أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الأنبياء، باب حديث الغار، ١٢٨٢/٣، الرقم/٣٢٩٠، وأيضًا في كتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب إذا عرض الذمي وغيره بسبّ النبي ﷺ، ٢٥٣٩/٦، الرقم/٦٥٣٠، ومسلم في الصحيح، كتاب الجهاد والسير، باب غزوة أحد، ١٤١٧/٣، الرقم/١٧٩٢، وأحمد بن حنبل في المسند، ٤٥٣/١، الرقم/٤٣٣١، وابن ماجه في السنن، كتاب الفتن، باب الصبر على البلاء، ١٣٣٥/٢، الرقم/٤٠٢٥، وابن حبان في الصحيح، ٥٣٧/١٤، الرقم/٦٥٧٦، وأبو يعلى في المسند، ١٣١/٩، الرقم/٥٢٠٥، والبزار في المسند، ١٠٦/٥-١٠٧، الرقم/١٦٨٦، وأبو عوانة في المسند، ٣٢٩/٤، الرقم/٦٨٦٩۔

۲/۷۷. وَفِي رِوَايَةِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، هَلْ أَتٰى عَلَيْکَ يَوْمٌ کَانَ أَشَدَّ مِنْ يَوْمِ أُحُدٍ؟ فَقَالَ: لَقَدْ لَقِيْتُ مِنْ قَوْمِکِ وَکَانَ أَشَدَّ مَا لَقِيْتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ، إِذْ عَرَضْتُ نَفْسِي عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالِيْلَ بْنِ عَبْدِ کُلَالٍ فَلَمْ يُجِبْنِي إِلٰى مَا أَرَدْتُ، فَانْطَلَقْتُ وَأَنَا مَهْمُوْمٌ عَلٰى وَجْهِي. فَلَمْ أَسْتَفِقْ إِلَّا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا أَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ أَظَلَّتْنِي، فَنَظَرْتُ فَإِذَا فِيْهَا جِبْرِيْلُ فَنَادَانِي، فَقَالَ: إِنَّ اللهَ ﷻ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِکَ لَکَ، وَمَا رَدُّوا عَلَيْکَ، وَقَدْ بَعَثَ إِلَيْکَ مَلَکَ الْجِبَالِ لِتَأْمُرَهُ بِمَا شِئْتَ فِيهِمْ. قَالَ: فَنَادَانِي مَلَکُ الْجِبَالِ، وَسَلَّمَ عَلَيَّ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ، إِنَّ اللهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِکَ لَکَ، وَأَنَا مَلَکُ الْجِبَالِ وَقَدْ بَعَثَنِي رَبُّکَ إِلَيْکَ لِتَأْمُرَنِي بِأَمْرِکَ فَمَا شِئْتَ، إِنْ شِئْتَ أَنْ أُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الْأَخْشَبَيْنِ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: بَلْ أَرْجُو أَنْ يُخْرِجَ اللهُ مِنْ أَصْلَابِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللهَ وَحْدَهُ لَا يُشْرِکُ بِهِ شَيْئًا.

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَاللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ.

ایک روایت میں حضور نبی اکرم ﷺ کی زوجہ مطہرہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی

۷۷: أخرجه البخاري في الصحيح، کتاب بدء الخلق، باب إذا قال أحدکم آمين والملائکة في السماء فوافقت إحداهما الأخرى غفر له ما تقدّم من ذنبه، ۳/۱۱۸۰، الرقم/۳۰۵۹، ومسلم في الصحيح، کتاب الجهاد والسير، باب ما لقي النبي ﷺ من أذى المشرکين والمنافقين، ۳/۱٤۲۰، الرقم/۱۷۹۵، والنسائي في السنن الکبرى، ٤/٤۰۵، الرقم/۷۷۰٦، والطبراني في المعجم الأوسط، ۸/۳۷۰، الرقم/۸۹۰۲۔

ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا آپ پر کوئی دن جنگِ اُحد سے زیادہ شدید گزرا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے تمہاری قوم سے بہت تکلیف پہنچی ہے اور سب سے زیادہ تکلیف مجھے (طائف میں) یومِ عقبہ کو پہنچی، جب میں نے بذاتِ خود ابنِ عبد یالیل بن عبد کلال کو دعوتِ اسلام دی مگر اس نے میری خواہش کے برعکس وہ قبول نہیں کی۔ میں افسردہ چہرے سے واپس چلا آیا اور قرنِ ثعالب پر پہنچ کر مجھے افاقہ ہوا، جب میں نے اچانک سر اُٹھا کر دیکھا تو ایک بادل نے مجھ پر سایہ کیا ہوا تھا۔ میں نے دیکھا تو اس میں جبرائیل علیہ السلام تھے، اُس نے مجھے آواز دے کر کہا: آپ کی قوم نے جو کچھ آپ سے کہا اور آپ کو جھٹلایا اُسے اللہ تعالیٰ نے سن لیا ہے لہٰذا اُس نے آپ کی طرف پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے تاکہ آپ اس کو ان کفار کے متعلق جو چاہیں حکم کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر پہاڑوں کے فرشتہ نے مجھے آواز دی اور مجھے سلام کیا، پھر کہا: اے محمد (ﷺ)! اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کا جواب سن لیا ہے اور میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں، آپ کے رب نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے تاکہ آپ مجھے جو چاہیں حکم دیں۔ اگر آپ چاہیں تو میں ان دو پہاڑوں (یعنی اَخْشَبَیْن) کو ان پر برابر کر دوں (اور یہ سب آنِ واحد میں غرق ہو جائیں)۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: (ایسا نہ کرو) بلکہ مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں سے ایسے لوگوں کو پیدا کرے گا جو اللہ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔

یہ حدیث متفق علیہ ہے اور مذکورہ الفاظ امام مسلم کے ہیں۔

٣/٧٨. وَفِي رِوَايَةِ أَنَسٍ ﷺ أَنَّ امْرَأَةً يَهُوْدِيَّةً أَتَتْ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ بِشَاةٍ

٧٨: أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب قبول الهدية من المشركين، ٢/٩٢٣، الرقم/٢٤٧٤، ومسلم في الصحيح، كتاب السلام، باب السم، ٤/١٧٢١، الرقم/٢١٩٠، وأحمد بن حنبل في المسند، ٣/٢١٨، الرقم/١٣٣٠٩، وأبو داود في السنن، كتاب الديات، باب فيمن سقى رجلا سمًا أو أطعمه فمات أيقاد منه، ——

مَسْمُوْمَةٍ، فَأَكَلَ مِنْهَا، فَجِيئَ بِهَا إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، فَسَأَلَهَا عَنْ ذٰلِکَ؟ فَقَالَتْ: أَرَدْتُ لِأَقْتُلَکَ، قَالَ: مَا کَانَ اللهُ لِيُسَلِّطَکِ عَلٰی ذَاکِ، قَالَ: أَوْ قَالَ: عَلَيَّ، قَالَ: قَالُوْا: أَلَا، نَقْتُلُهَا؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَمَا زِلْتُ أَعْرِفُهَا فِي لَهَوَاتِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ.

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَاللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ.

ایک روایت میں حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک زہر آلود پکی ہوئی بکری لے کر آئی، آپ ﷺ نے اُس کے گوشت میں سے تھوڑا سا کھایا (تو وہ گوشت بول پڑا کہ اس میں زہر ملایا گیا ہے)۔ پھر اُس عورت کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا، آپ ﷺ نے اُس عورت سے اِس گوشت کے متعلق پوچھا تو اُس نے کہا: میں نے (معاذ اللہ!) آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھے اِس پر قادر نہیں کرے گا۔ راوی بیان کرتے ہیں: یا آپ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر قادر نہیں کرے گا۔ صحابہ کرام ﷺ نے عرض کیا: (یا رسول اللہ!) کیا ہم اِسے قتل نہ کر دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ (اور اس یہودی عورت کو معاف فرما دیا۔) راوی کہتے ہیں کہ اُس زہر کا اثر رسول اللہ ﷺ کے منہ میں ہمیشہ پایا گیا۔

یہ حدیث متفق علیہ ہے اور مذکورہ الفاظ امام مسلم کے ہیں۔

٤/٧٩. عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ﷺ قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ غَزْوَةً قِبَلَ نَجْدٍ، فَأَدْرَكَنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِي وَادٍ كَثِيْرِ الْعِضَاهِ، فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ

.... ٤/١٧٣، الرقم/٤٥٠٨، والطبراني في المعجم الأوسط، ٣/٤٣، الرقم/٢٤١٧، والبيهقي في السنن الكبرى، ١٠/١١، الرقم/١٩٥٠٠۔

٧٩: أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الجهاد والسير، باب من علق سيفه بالشجر في السفر عند القائلة، ٣/١٠٦٥-١٠٦٦، الرقم/٢٧٥٣-٢٧٥٦، ←

تَحْتَ شَجَرَةٍ، فَعَلَّقَ سَيْفَهُ بِغُصْنٍ مِنْ أَغْصَانِهَا، قَالَ: وَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الْوَادِي يَسْتَظِلُّوْنَ بِالشَّجَرِ، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِنَّ رَجُلًا أَتَانِي وَأَنَا نَائِمٌ، فَأَخَذَ السَّيْفَ، فَاسْتَيْقَظْتُ، وَهُوَ قَائِمٌ عَلٰى رَأْسِي، فَلَمْ أَشْعُرْ، إِلَّا وَالسَّيْفُ صَلْتًا فِي يَدِهٖ، فَقَالَ لِي: مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ قَالَ: قُلْتُ: اَللهُ، ثُمَّ قَالَ فِي الثَّانِيَةِ: مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ قَالَ: قُلْتُ: اَللهُ. قَالَ: فَشَامَ السَّيْفَ، فَهَا هُوَ ذَا جَالِسٌ، ثُمَّ لَمْ يَعْرِضْ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ.

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَاللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ.

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نجد کی جانب سفرِ جہاد کیا (بیان کرتے ہیں کہ) پھر حضور نبی اکرم ﷺ نے ہمیں (اپنے ساتھ) ایک بڑی کانٹے دار درختوں والی وادی میں پایا۔ آپ ﷺ ایک درخت کے نیچے جلوہ افروز ہوئے اور اپنی تلوار اُس درخت کی ایک ٹہنی کے ساتھ لٹکا دی۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ لوگ (آرام کی غرض سے) درختوں کے سائے میں اِدھر اُدھر بکھر گئے۔ (پھر جب ہم سب بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے تو) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب میں سو رہا تھا تو میرے پاس ایک شخص آیا، اور اُس نے تلوار اُٹھا لی، جب میں بیدار ہوا تو (دیکھا کہ) وہ شخص میرے سر پر

.... وأيضًا في كتاب المغازي، باب غزوة ذات الرقاع، ٤/٥١٥، الرقم/٣٩٠٥، ومسلم في الصحيح، كتاب الفضائل، باب توكله على الله تعالى وعصمة الله تعالى له من الناس، ٤/١٧٨٦، الرقم/٨٤٣، وأحمد بن حنبل في المسند، ٣/٣١١، الرقم/١٤٣٧٤، والنسائي في السنن الكبرى، ٥/٢٣٦،٢٦٧، الرقم/٨٧٧٢، ٨٨٥٢، والبيهقي في السنن الكبرى، ٦/٣١٩، الرقم/١٢٦١٣، والطبراني في مسند الشاميين، ٣/٦٦، الرقم/١٨١٥۔

کھڑا تھا، میں نے دیکھا کہ سونتی ہوئی تلوار اس کے ہاتھ میں ہے۔ اُس نے مجھ سے پوچھا: (اے محمد!) اب آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ میں نے جواب دیا: اللہ، پھر اُس نے دوسری مرتبہ کہا: آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ میں نے کہا: اللہ۔ فرمایا: پھر اُس نے (خوفزدہ ہو کر) تلوار گرا دی۔ وہ شخص یہ بیٹھا ہوا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اُس سے انتقام بھی نہ لیا۔

یہ حدیث متفق علیہ ہے، مذکورہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

٥/٨٠. عَنْ عَائِشَةَ ﵂ قَالَتْ: اِسْتَأْذَنَ رَهْطٌ مِنَ الْيَهُوْدِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوْا: اَلسَّامُ عَلَيْكَ، فَقُلْتُ: بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ، فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ، إِنَّ اللهَ رَفِيْقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ، قُلْتُ: أَوَ لَمْ تَسْمَعْ، مَا قَالُوْا؟ قَالَ: قُلْتُ: وَعَلَيْكُمْ.

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عائشہ صدیقہ ﵂ بیان کرتی ہیں کہ کچھ یہودیوں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی، پھر کہا: (السَّامُ عَلَيْكَ) ’(معاذ اللہ) تجھے موت آئے‘۔ میں نے کہا: تمہارے اُوپر موت ہو اور لعنت ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! بے شک اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے اور ہر ایک معاملہ میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔ میں عرض گزار ہوئی: (یا رسول

٨٠: أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب إذا عرض الذمي وغيره بسب النبي ﷺ ولم يصرح نحو قوله: السام عليكم، ٦/٢٥٣٩، الرقم/٦٥٢٨، ومسلم في الصحيح، كتاب البر والصلة والآداب، باب فضل الرفق، ٤/٢٠٠٣، الرقم/٢٥٩٣، وأحمد بن حنبل في المسند، ١/١١٢، الرقم/٩٠٢، وأبو داود في السنن، كتاب الأدب، باب في الرفق، ٤/٢٥٤، الرقم/٤٨٠٧، وابن ماجه في السنن، كتاب الأدب، باب الرفق، ٢/١٢١٦، الرقم/٣٦٨٨۔

اللہ!) جواُنہوں نے کہا وہ آپ نے نہیں سنا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے وَعَلَيْكُمْ کہہ دیا تھا۔

یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

٦/٨١. وَفِي رِوَايَةِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ، قَالَ: مَرَّ يَهُوْدِيٌّ بِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: اَلسَّامُ عَلَيْكَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: وَعَلَيْكَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَتَدْرُوْنَ، مَا يَقُوْلُ؟ قَالَ: اَلسَّامُ عَلَيْكَ، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللهِ، أَلَا نَقْتُلُهُ؟ قَالَ: لَا، إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ فَقُوْلُوْا: وَعَلَيْكُمْ.

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ایک روایت میں حضرت انس بن مالک ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا تو اُس نے کہا: اَلسَّامُ عَلَيْكَ 'تجھ پر **(معاذ اللہ) موت** ہو'۔ رسول اللہ ﷺ نے جواباً فرمایا: وَعَلَيْكَ 'اورتم پر بھی'۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام ﷺ سے دریافت فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیا کہتا ہے؟ اُس نے کہا: تجھ پر موت ہو۔ لوگ عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ! (اس گستاخی پر) ہم اِسے قتل نہ کر دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، بلکہ جب اہل کتاب تمہیں سلام کیا کریں تو تم بھی اُنہیں وَعَلَيْكُمْ کہہ دیا کرو۔

یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

٨١: أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب إذا عرض الذمي وغيره بسب النبي ﷺ ولم يصرح نحو قوله السام عليكم، ٦/٢٥٣٨، الرقم/٦٥٢٧، ومسلم في الصحيح، كتاب السلام، باب النهي عن ابتداء أهل الكتاب بالسلام وكيف يرد، ٤/١٧٠٥، الرقم/٢١٦٣، وأحمد بن حنبل في المسند، ٣/٢١٨، الرقم/١٣٣٠٨، وأبويعلى في المسند، ٥/٤٤٥، الرقم/٣١٥٣۔

٧/٨٢. عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ أَنَّ ثَمَانِيْنَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ هَبَطُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ مِنْ جَبَلِ التَّنْعِيْمِ مُتَسَلِّحِيْنَ، يُرِيْدُوْنَ غِرَّةَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ، فَأَخَذَهُمْ سِلْمًا، فَاسْتَحْيَاهُمْ، فَأَنْزَلَ اللهُ ﷻ: ﴿وَهُوَ الَّذِىْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ﴾ [الفتح، ٢٤/٤٨].

رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَحْمَدُ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

حضرت انس بن مالک ﷺ بیان کرتے ہیں کہ (صلح حدیبیہ کے موقع پر) مکہ کے اسّی (٨٠) آدمی رسول اللہ ﷺ کی جانب جبل تنعیم سے مسلح ہو کر اُترے۔ وہ حضور نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام ﷺ کو دھوکہ دے کر غفلت میں حملہ کرنا چاہتے تھے، آپ ﷺ نے انہیں پکڑ کر قید کر لیا اور بعد میں اُنہیں زندہ چھوڑ دیا، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَهُوَ الَّذِىْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ﴾ ’اور وہی

٨٢: أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الجهاد والسير، باب قول الله تعالى: ﴿وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ﴾، ١٤٤٢/٣، الرقم/١٨٠٨، وأحمد بن حنبل في المسند، ١٢٤/٣، ٢٩٠، الرقم/١٢٢٧٦، ١٤١٢٢، وأبو داود في السنن، كتاب الجهاد، باب في المن على الأسير بغير فداء، ٦١/٣، الرقم/٢٦٨٨، والترمذي في السنن، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة الفتح، ٣٨٦/٥، الرقم/٣٢٦٤، والنسائي في السنن الكبرى، ٢٠٢/٥، ٤٦٤/٦، الرقم/٨٦٦٧، وابن أبي شيبة في المصنف، ٤٠٥/٧، الرقم/٣٦٩١٦، وأبو عوانة في المسند، ٢٩١/٤، الرقم/ ٦٧٨٢- ٦٧٨٣، وعبد بن حميد في المسند، ٣٦٣/١، الرقم/١٢٠٨۔

ہے جس نے سرحدِ مکّہ پر (حدیبیہ کے قریب) ان (کافروں) کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیے اس کے بعد کہ اس نے تمہیں ان (کے گروہ) پر غلبہ بخش دیا‘۔

اِسے امام مسلم، احمد، ابوداود، ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٨/٨٣. وَفِي رِوَايَةِ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، اُدْعُ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ، قَالَ: إِنِّي لَمْ أُبْعَثْ لَعَّانًا، وَإِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً.

رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالْبُخَارِيُّ فِي الْأَدَبِ وَأَبُوْ يَعْلٰى وَذَكَرَهُ الْحُسَيْنِيُّ وَابْنُ كَثِيْرٍ.

ایک روایت میں حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا گیا: (یا رسول اللہ!) مشرکین کے خلاف بد دعا کیجئے، آپ ﷺ نے فرمایا: **مجھے لعنت کرنے والا بنا کر مبعوث نہیں کیا گیا، مجھے تو صرف (سراپا) رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔**

اِسے امام مسلم نے، بخاری نے ’الادب المفرد‘ میں اور ابو یعلی نے روایت کیا ہے جبکہ حسینی اور حافظ ابن کثیر نے بھی بیان کیا ہے۔

٩/٨٤. وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ: قَالَ: إِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً وَلَمْ أُبْعَثْ عَذَابًا.

رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَابْنُ عَسَاكِرَ.

٨٣: أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب البر والصلة والآداب، باب النهي عن لعن الدواب وغيرها، ٤/٢٠٠٦، الرقم/٢٥٩٩، والبخاري في الأدب المفرد/١١٩، الرقم/٣٢١، وأبو يعلى في المسند، ١١/٣٥، الرقم/ ٦١٧٤، والحسيني في البيان والتعريف، ١/٢٨٣، الرقم/٧٥٤، وابن كثير في تفسير القرآن العظيم، ٣/٢٠٢۔

٨٤: أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، ٢/١٤٤، الرقم/١٤٠٣، وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، ٤/٩٢۔

ایک اور روایت میں حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے تو سراپا رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے نہ کہ عذاب بنا کر۔

اِسے امام بیہقی اور ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔

١٠/٨٥. وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ: إِنَّمَا بُعِثْتُ نِعْمَةً، وَلَمْ أُبْعَثْ عَذَابًا.

رَوَاهُ أَبُوْ نُعَيْمٍ.

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے ہی مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: 'مجھے تو سراپا نعمت بنا کر بھیجا گیا ہے نہ کہ عذاب بنا کر'۔

اِسے امام ابونعیم نے روایت کیا ہے۔

١١/٨٦. وَفِي رِوَايَةِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اَللّٰهُمَّ، اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ.

رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ وَابْنُ أَبِي عَاصِمٍ وَالطَّبَرَانِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ، وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيْحِ.

ایک روایت میں حضرت سہل بن سعد ساعدی ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

٨٥: أخرجه أبو نعيم في دلائل النبوة، ١/ ٤٠، الرقم/٢۔

٨٦: أخرجه ابن حبان في الصحيح، كتاب الرقائق، باب ذكر ما يجب على المرء الدعاء على أعدائه بما فيه ترك حظ نفسه، ٣/ ٢٥٤، الرقم/٩٧٣، وابن أبي عاصم في الأحاد والمثاني، ٤/ ١٢٣، الرقم/٢٠٩٦، والطبراني في المعجم الكبير، ٦/ ١٢٠، الرقم/٥٦٩٤، والبيهقي في شعب الإيمان، ٢/ ١٦٤، الرقم/١٤٤٨، والديلمي في مسند الفردوس، ١/ ٥٠٠، الرقم/٢٠٤٢، وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد، ٦/ ١١٧۔

نے فرمایا: اے اللہ! میری قوم کو بخش دے کیونکہ یہ لوگ (مجھے) نہیں جانتے۔

اِسے امام ابن حبان، ابن ابی عاصم، طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔ امام ہیثمی نے فرمایا: اس کے رجال صحیح حدیث کے رجال ہیں۔

۱۲/۸۷. عَنِ الإِمَامِ أَبِي يُوْسُفَ قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ عَفَا عَنْ مَكَّةَ وَأَهْلِهَا وَقَالَ: مَنْ أَغْلَقَ عَلَيْهِ بَابَهُ فَهُوَ آمِنٌ وَمَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ، وَنَهٰى عَنِ الْقَتْلِ إِلَّا نَفَرًا قَدْ سَمَّاهُمْ إِلَّا أَنْ يُقَاتِلَ أَحَدًا فَيُقْتَلَ وَقَالَ لَهُمْ: حِيْنَ اجْتَمَعُوْا فِي الْمَسْجِدِ مَا تَرَوْنَ أَنِّي صَانِعٌ بِكُمْ قَالُوْا: خَيْرًا أَخٌ كَرِيْمٌ، وَابْنُ أَخٍ كَرِيْمٍ، قَالَ: اذْهَبُوْا فَأَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ.

رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَالرَّبِيْعُ.

امام ابو یوسف بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ اور اہل مکہ سے درگزر فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا: جس شخص نے اپنا دروازہ بند کر لیا وہ امن میں ہے، جو مسجد میں داخل ہو گیا وہ امن میں ہے، جو ابوسفیان کے گھر داخل ہو گیا وہ امن میں ہے اور آپ ﷺ نے چند (گستاخ) افراد جن کے نام بیان کر دیئے تھے کے علاوہ قتلِ عام سے منع فرمایا، اور یہ کہ اگر مشرکین میں سے کوئی شخص کسی مسلمان کے ساتھ جنگ کرے تو اسے قتل کر دیا جائے۔ پھر جب وہ لوگ مسجد الحرام میں جمع ہوئے تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں؟ انہوں نے کہا: ہم آپ سے بھلائی کی اُمید رکھتے ہیں کیونکہ آپ ایک معزز بھائی اور معزز بھائی کے بیٹے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ تم سب آزاد ہو۔

اِسے امام شافعی، ابن حبان اور الربیع نے روایت کیا ہے۔

۸۷: أخرجه الشافعي في الأم، ۳٦۱/۷، وابن حبان في الثقات، ۵٦/۲، والربيع في المسند/۱۷۰، الرقم/۴۱۹، والبيهقي في السنن الكبرى، ۱۱۸/۹، الرقم/۱۸۰۵۵۔

باب نہم

وَفَاءُ الْعَهْدِ وَالْعَمَلُ بِالْمَوَاثِيْقِ مَعَهُمْ

﴿غیر مسلموں کے ساتھ ایفائے عہد اور میثاق﴾

١/٨٨. **عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ، قَالَ: وَأُوْصِيهِ بِذِمَّةِ اللهِ وَذِمَّةِ رَسُوْلِهِ ﷺ أَنْ يُوْفٰى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ وَأَنْ يُقَاتَلَ مِنْ وَرَائِهِمْ وَلَا يُكَلَّفُوْا إِلَّا طَاقَتَهُمْ.**

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالْقُرَشِيُّ.

حضرت عمر بن خطاب ﷺ سے روایت ہے اُنہوں نے (بوقتِ شہادت وصیت کرتے ہوئے) فرمایا: میں اُسے (مسلمانوں کے اگلے خلیفہ کو) اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کے ذمہ کی وصیت کرتا ہوں کہ ذمیوں کے ساتھ معاہدہ نبھایا جائے اور اُن کے علاوہ دوسروں سے لڑا جائے اور اُن پر اُن کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالا جائے۔

اِسے امام بخاری، ابن حبان، ابن ابی شیبہ اور قرشی نے روایت کیا ہے۔

٢/٨٩. **عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ، يَقُوْلُ: كَانَ بَيْنَ مُعَاوِيَةَ وَبَيْنَ أَهْلِ الرُّوْمِ عَهْدٌ وَكَانَ يَسِيْرُ فِي بِلَادِهِمْ حَتّٰى إِذَا انْقَضَى الْعَهْدُ أَغَارَ عَلَيْهِمْ، فَإِذَا رَجُلٌ عَلٰى**

٨٨: أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الجهاد والسير، باب يقاتل عن أهل الذمة ولا يسترقون، ٣/١١١١، الرقم/٢٨٨٧، وأيضًا في كتاب الجنائز، باب ما جاء في قبر النبي ﷺ وأبي بكر وعمر، ١/٤٦٩، الرقم/١٣٢٨، وابن حبان في الصحيح، ١٥/٣٥٤، الرقم/٦٩١٧، وابن أبي شيبة في المصنف، ٧/٤٣٦، الرقم/٣٧٠٥٩، والقرشي في الخراج/٨٠، الرقم/٢٣٢۔

٨٩: أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ٤/١١١، الرقم/١٧٠٥٦، والترمذي في السنن، كتاب السير، باب ما جاء في الغدر، ٤/١٤٣، الرقم/١٥٨٠، والطيالسي في المسند، ١/١٥٧، الرقم/١١٥٥۔

دَابَّةٍ أَوْ عَلٰی فَرَسٍ وَهُوَ يَقُوْلُ: اللهُ أَكْبَرُ، وَفَاءٌ لَا غَدْرٌ، وَإِذَا هُوَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ، فَسَأَلَهُ مُعَاوِيَةُ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَلَا يَحُلَّنَّ عَهْدًا وَلَا يَشُدَّنَّهُ حَتّٰی يَمْضِيَ أَمَدُهُ أَوْ يَنْبِذَ إِلَيْهِمْ عَلٰی سَوَاءٍ، قَالَ: فَرَجَعَ مُعَاوِيَةُ بِالنَّاسِ.

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ وَالطَّيَالِسِيُّ. قَالَ التِّرْمِذِيُّ: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

سلیم بن عامر فرماتے ہیں: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور رومیوں کے درمیان ایک معاہدہ تھا، حضرت معاویہ ان کے شہروں کی طرف گئے تا کہ جب معاہدہ ختم ہو تو ان پر غارت گری کریں۔ اچانک ایک آدمی کو چوپائے یا گھوڑے پر دیکھا، وہ کہہ رہا تھا: اللہ اکبر! عہد پورا کرو، عہد شکنی نہ کرو۔ کیا دیکھتے ہیں کہ یہ شخص عمرو بن عبسہ ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جس کا کسی قوم سے معاہدہ ہو تو وہ اس معاہدہ کو نہ توڑے اور نہ باندھے، جب تک کہ اس کی مدت نہ ختم ہو جائے یا وہ برابری کی بنیاد پر اُسے توڑ نہ دیں۔ فرماتے ہیں: یہ سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ لوگوں کو لے کر واپس لوٹ گئے۔

اِسے امام احمد بن حنبل، ترمذی اور طیالسی نے روایت کیا ہے۔ مذکورہ الفاظ ترمذی کے ہیں۔ امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

باب دہم

إعَانَةُ شُيُوخِهِمُ وَضُعَفَائِهِمُ الْمَالِيَّةُ

﴿غیر مسلموں کے بوڑھوں، ضعیفوں اور کمزوروں کی مالی اعانت﴾

٩٠/١. عَنْ عَبدِ اللهِ بْنِ حَدْرَدٍ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ: لَمَّا قَدِمْنَا مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ الْجَابِيَةَ، إِذَا هُوَ بِشَيْخٍ مِّنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ يَسْتَطْعِمُ فَسَأَلَ عَنْهُ، فُقُلْنَا: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، هٰذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ كَبُرَ وَضَعُفَ. فَوَضَعَ عَنْهُ عُمَرُ الْجِزْيَةَ الَّتِي فِي رَقَبَتِهٖ. وَقَالَ: كَلَّفْتُمُوْهُ الْجِزْيَةَ حَتّٰى إِذَا ضَعُفَ تَرَكْتُمُوْهُ يَسْتَطْعِمُ. فَأَجْرٰى عَلَيْهِ مِنْ بَيْتِ الْمَالِ عَشْرَةَ دَرَاهِمَ، وَكَانَ لَهٗ عِيَالٌ.

رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرَ.

حضرت عبد اللہ بن حدرد اسلمی بیان کرتے ہیں: جب ہم حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ جابیہ آئے تو غیر مسلم شہریوں میں سے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا جو کھانا مانگ رہا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کے بارے میں پوچھا تو ہم نے عرض کیا: اے امیر المومنین! یہ شخص غیر مسلم شہری ہے جو بوڑھا اور کمزور ہو گیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے ذمے ٹیکس کو ختم کر دیا اور فرمایا: تم نے (ساری زندگی) اس سے ٹیکس وصول کیا، اب جبکہ وہ کمزور ہو گیا ہے اُسے کھانا مانگنے کے لیے چھوڑ دیا ہے۔ پھر آپ نے بیت المال سے اس کے لیے دس درہم (ماہانہ وظیفہ) مقرر کر دیا کیونکہ اس کے اہل و عیال بھی تھے۔

اِسے امام ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔

٩١/٢. إِنَّ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ مَرَّ بِشَيْخٍ مِّنْ أَهْلِ الذِّمِّةِ، يَسْأَلُ عَلٰى أَبْوَابِ النَّاسِ. فَقَالَ: مَا أَنْصَفْنَاكَ أَنْ كُنَّا أَخَذْنَا مِنْكَ الْجِزْيَةَ فِي

٩٠: أخرجه ابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، ٢٧/٣٣٤۔

٩١: أخرجه أبو عبيد القاسم بن سلام في كتاب الأموال/٥٧، الرقم/١١٩۔

شَبِيْبَتِکَ، ثُمَّ ضَيَّعْنَاکَ فِي كِبْرِکَ. قَالَ: ثُمَّ أَجْرٰى عَلَيْهِ مِنْ بَيْتِ الْمَالِ مَا يَصْلُحُهٗ.

رَوَاهُ أَبُوْ عُبَيْدٍ الْقَاسِمُ بْنُ سَلَامٍ فِي الْأَمْوَالِ.

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ غیر مسلم شہریوں میں سے ایک بوڑھے شخص کے پاس سے گزرے جو لوگوں کے دروازوں پر بھیک مانگتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: 'ہم نے تمہارے ساتھ انصاف نہیں کیا کہ ہم نے تمہاری جوانی میں تم سے ٹیکس وصول کیا، پھر تمہارے بڑھاپے میں تمہیں بے یار و مددگار چھوڑ دیا'۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اُس کی ضروریات کے لیے بیت المال سے مناسب وظیفہ کی ادائیگی کا حکم جاری فرمایا۔

اِسے امام ابو عبید القاسم بن سلام نے 'کتاب الاموال' میں بیان کیا ہے۔

٣/٩٢. مَرَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ بِبَابِ قَوْمٍ وَعَلَيْهِ سَائِلٌ يَسْأَلُ، شَيْخٌ كَبِيرٌ ضَرِيْرُ الْبَصَرِ، فَضَرَبَ عَضُدَهٗ مِنْ خَلْفِهٖ، وَقَالَ: مِنْ أَيِّ أَهْلِ الْكِتَابِ أَنْتَ؟ فَقَالَ: يَهُوْدِيٌّ. قَالَ: فَمَا أَلْجَاکَ إِلٰى مَا أَرٰى؟ قَالَ: أَسْأَلُ الْجِزْيَةَ وَالْحَاجَةَ وَالسِّنَّ. قَالَ: فَأَخَذَ عُمَرُ بِيَدِهٖ وَذَهَبَ إِلٰى مَنْزِلِهٖ فَرَضَخَ لَهٗ بِشَيْءٍ مِنَ الْمَنْزِلِ. ثُمَّ أَرْسَلَ إِلٰى خَازِنِ بَيْتِ الْمَالِ، فَقَالَ: انْظُرْ إِلٰى هٰذَا وَضُرَبَائِهٖ، فَوَاللهِ، مَا أَنْصَفْنَاهُ أَنْ أَكَلْنَا شَبِيْبَتَهٗ، ثُمَّ نَخْذُلُهٗ عِنْدَ الْهَرَمِ ﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ﴾ [التوبة، ٩/٦٠]، وَالْفُقَرَآءُ هُمُ الْمُسْلِمُوْنَ، وَهٰذَا مِنَ الْمَسَاكِيْنِ مِن أَهْلِ الْكِتَابِ. وَوَضَعَ عَنْهُ الْجِزْيَةَ وَعَنْ ضُرَبَائِهٖ.

رَوَاهُ أَبُوْ يُوْسُفَ.

٩٢: أخرجه أبو يوسف في كتاب الخراج/١٣٦۔

حضرت عمر بن الخطاب ﷺ ایک قوم کے دروازے کے پاس سے گزرے تو دیکھا کہ وہاں ایک سائل بھیک مانگ رہا تھا جو نہایت ضعیف اور نابینا تھا۔ حضرت عمر ﷺ نے اس کے بازو پر پیچھے سے ہاتھ رکھا اور کہا کہ تم اہلِ کتاب کے کس گروہ سے ہو؟ اُس نے کہا: یہودی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تجھے اِس اَمر پر کس نے مجبور کیا جو میں دیکھ رہا ہوں؟ اس نے کہا کہ میں ٹیکس کی ادائیگی اور اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے بڑھاپے (میں کما نہ سکنے) کی وجہ سے بھیک مانگتا ہوں۔ حضرت عمر فاروق ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنے گھر لے گئے اور اسے اپنے گھر سے کچھ مال دیا۔ پھر اُسے بیت المال کے خازن کی طرف بھیجا اور کہا کہ اسے اور اس قبیل کے دوسرے لوگوں کو دیکھو۔ خدا کی قسم! ہم نے اس کے ساتھ انصاف نہیں کیا کہ اس کی جوانی سے تو ہم نے فائدہ اُٹھایا اور بڑھاپے میں اسے رسوا کر دیا۔ (پھر آپ نے یہ آیت پڑھی:) ﴿اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْن﴾ ’بے شک صدقات فقراء اور مساکین کے لیے ہیں‘۔ (اور فرمایا:) فقراء سے مراد مسلمان ہیں اور یہ اہلِ کتاب (غیر مسلم شہری) مساکین میں سے ہے۔ اور حضرت عمر ﷺ نے اس سے اور اس جیسے دیگر کمزور لوگوں سے ٹیکس ختم کر دیا۔

اسے امام ابو یوسف نے روایت کیا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: مَضَتِ السُّنَّةُ أَنْ لَا جِزْيَةَ عَلٰى نِسَاءِ أَهْلِ الْكِتَابِ، وَلَا عَلٰى صِبْيَانِهِمْ، وَأَنَّ الْجِزْيَةَ لَا تُؤْخَذُ إِلَّا مِنَ الرِّجَالِ الَّذِيْنَ قَدْ بَلَغُوا الْحُلُمَ. (۱)

امام مالک نے فرمایا ہے: (مسلمانوں کے ہاں) یہ اُصول کارفرما رہا ہے کہ اہل کتاب کی عورتوں اور بچوں پر جزیہ لازم نہیں، جزیہ صرف بالغ آدمیوں ہی سے وصول کیا جاتا ہے۔

---

(۱) مالك في الموطأ، ۲/ ۲۸۰۔

٩٣/٤. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: لَا جِزْيَةَ عَلٰى عَبْدٍ وَفِي رَفْعِهٖ نَظَرٌ وَهُوَ ثَابِتٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما.

ذَكَرَهُ ابْنُ الْقَيِّمِ فِي الْأَحْكَامِ.

حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کسی بھی گھریلو خدمت گار پر جزیہ واجب نہیں۔ اس حدیث کا مرفوع ہونا محل نظر ہے البتہ یہی روایت حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے۔

اِسے علامہ ابن القیم نے **أحکام أھل الذمۃ** میں بیان کیا ہے۔

قَالَ ابْنُ الْمُنْذِرِ: أَجْمَعَ كُلُّ مَنْ نَحْفَظُ عَنْهُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰى أَنَّهُ لَا جِزْيَةَ عَلَى الْعَبْدِ.(1)

ذَكَرَهُ ابْنُ الْقَيِّمِ فِي الْأَحْكَامِ.

ابن المنذر نے کہا ہے کہ تمام اہل علم کا جن سے ہم نے علم حاصل کیا ہے اس پر اجماع ہے کہ غلام (گھریلو خدمت گار) پر جزیہ واجب نہیں۔

اِسے علامہ ابن القیم نے **أحکام أھل الذمۃ** میں بیان کیا ہے۔

عَنْ أَسْلَمَ مَوْلٰى عُمَرَ إِنَّ عُمَرَ كَتَبَ إِلٰى أُمَرَاءِ الْأَجْنَادِ: أَنْ لَّا يَضْرِبُوا الْجِزْيَةَ عَلَى النِّسَاءِ، وَلَا عَلَى الصِّبْيَانِ.(2)

٩٣: ابن القيم في أحكام أهل الذّمة، ١/١٧٢۔

(١) ابن القيم في أحكام أهل الذّمة، ١/١٧٢۔

(٢) أخرجه عبد الرزاق في المصنف، ٦/٨٥، الرقم/١٠٠٩٠، والبيهقي في السنن الكبرى، ٩/١٩٥، الرقم/١٨٤٦٣۔

رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالْبَيْهَقِيُّ.

حضرت عمر ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت اسلم بیان کرتے ہیں:

حضرت عمر فاروق ﷺ نے سپہ سالاروں کو خط لکھا کہ وہ غیر مسلم عورتوں اور بچوں پر ٹیکس نافذ نہ کریں۔

اسے امام عبد الرزاق اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

بابِ یازدہم

علامہ ابن القیم کی کتاب

أَحْكَامُ أَهْلِ الذِّمَّة سے ماخوذ اَحکام

علامہ ابن تیمیہ کے شاگردِ جلیل علامہ ابن القیم الجوزیہ نے اَہلِ کتاب کے بارے میں ایک ضخیم کتاب **أحکام أهل الذمة** تصنیف کی ہے، جس میں انہوں نے تفصیلی اَحکامات قلم بند کیے ہیں۔ ان کی اس کتاب کی اِفادیت کے پیشِ نظر غیر مسلموں سے متعلقہ بعض اَہم اَحکامات ذیل میں من وعن قارئین کی نظر کیے جارہے ہیں۔

۱۔ ذِمّیوں کا مسجد حرام میں دخول

علامہ ابن القیم اَہلِ کتاب کے مسجد میں دخول سے متعلق اپنا نقطۂ نظر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

إِنْ دَخَلُوهَا بِإِذْنِ مُسْلِمٍ فَفِيهِ قَوْلَانِ لِلْفُقَهَاءِ، هُمَا رِوَايَتَانِ عَنْ أَحْمَدَ. [۱]

اگر وہ (یہود و نصاریٰ) ان مساجد میں مسلمان کی اجازت سے داخل ہوئے تو اس بارے میں فقہاء کے دو قول ہیں اور یہ دونوں اَقوال امام احمد بن حنبل کی دو روایات ہیں۔

پہلی روایت

وَوَجْهُ الْجَوَازِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَنْزَلَ الْوُفُودَ مِنَ الْكُفَّارِ فِي مَسْجِدِهِ، فَأَنْزَلَ فِيهِ وَفْدَ نَجْرَانَ وَوَفْدَ ثَقِيفٍ وَغَيْرَهُمْ. [۲]

(مسجد میں اہل کتاب کے دخول کے) جواز کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کفار کے وفود کو اپنی مسجد میں ٹھہرایا، اور اس میں وفدِ نجران، وفدِ ثقیف اور ان کے علاوہ دیگر (غیر مسلم) لوگوں کو اپنی مسجد میں ٹھہرایا۔

---

(۱) ابن القیم، أحکام أهل الذمة، ۱:۴۲۷

(۲) ابن القیم، أحکام أهل الذمة، ۱:۴۲۷

امام احمد بن حنبل اور امام ابو داود کی حضرت عثمان بن ابی العاص ﷺ سے بیان کردہ روایت میں ہے کہ:

إِنَّ وَفْدَ ثَقِيفٍ قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَنْزَلَهُمُ الْمَسْجِدَ.(۱)

وفدِ ثقیف جب رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے انہیں مسجد میں ٹھہرایا۔

امام عبد الرزاق نے ابن جریج سے روایت کیا ہے:

أَنْزَلَ النَّبِيُّ ﷺ وَفْدَ ثَقِيْفٍ فِي الْمَسْجِدِ، وَبَنٰى لَهُمْ فِيْهِ الْخِيَامَ، يَرَوْنَ النَّاسَ حِيْنَ يُصَلُّوْنَ وَيَسْمَعُوْنَ الْقُرْآنَ.(۲)

حضور نبی اکرم ﷺ نے وفدِ ثقیف کو اپنی مسجد میں ٹھہرایا اور وہیں ان کے لئے خیمے نصب کرائے، وہ صحابہ کو نماز پڑھتے دیکھتے اور تلاوتِ قرآن کرتے ہوئے سنتے۔

امام بیہقی، ابن سعد، ابن القیم اور ذہبی کی بیان کردہ روایت میں ہے کہ حضرت محمد بن جعفر نے فرمایا:

لَمَّا قَدِمَ وَفْدُ نَجْرَانَ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ دَخَلُوْا عَلَيْهِ مَسْجِدَهُ بَعْدَ

---

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل في المسند، ۴:۲۱۸، رقم:۱۷۹۴۲
۲۔ أبو داود، السنن، كتاب الخراج والإمارة والفيء، باب ما جاء في خبر الطائف، ۳:۱۶۳، رقم:۳۰۲۶
۳۔ طبرانی، المعجم الكبير، ۹:۵۴، رقم:۸۳۷۲
۴۔ بيهقی، السنن الكبرى، ۲:۴۴۴، رقم: ۴۱۳۱
۵۔ ابن خزيمة، الصحيح، ۲:۲۸۵، رقم:۱۳۲۸
اس روایت کے رجال ثقہ ہیں۔
(۲) عبد الرزاق، المصنف، ۱:۴۱۴، رقم: ۱۶۲۲

الْعَصْرِ. (۱)

جب نجران کے مسیحیوں کا وفد آیا تو وہ نمازِ عصر کے بعد مسجد نبوی میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے۔

علامہ ابن القیم مسجدِ نبوی میں وفد نجران کے قیام کے حوالے سے لکھتے ہیں:

وَقَدْ مَكَّنَ النَّبِيُّ ﷺ وَفْدَ نَصَارٰى نَجْرَانَ مِنْ صَلَاتِهِمْ فِي مَسْجِدِهٖ إِلٰى قِبْلَتِهِمْ. (۲)

حضور نبی اکرم ﷺ نے نجران کے نصاریٰ کے وفد کو اپنی مسجد میں ٹھہرایا اور انہیں اُن کے اپنے قبلہ رُخ ہوکر عبادت کرنے کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔

دوسری روایت

قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ: كَانَ أَبُو سُفْيَانَ يَدْخُلُ مَسْجِدَ الْمَدِينَةِ وَهُوَ عَلٰى شِرْكِهٖ.

حضرت سعید بن مسیّب بیان کرتے ہیں: ابو سفیان اُس وقت مسجدِ نبوی میں داخل ہوا کرتے تھے جب وہ ابھی اپنے شرک پر ہی قائم تھے۔

مشرکینِ مکہ نے فتحِ مکہ سے قبل جب قبیلہ بنوخزاعہ کے خلاف بنوبکر کی مدد کی تو اس سے مسلمانوں اور ان مشرکین کے مابین قائم حدیبیہ کا معاہدۂ اَمن ٹوٹ گیا۔ اس معاہدۂ اَمن کی تجدید کے سلسلے میں ابوسفیان (جو کہ اُس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) مدینہ منورہ میں

---

(۱) ا۔ بیہقی، دلائل النبوۃ، ۵:۳۸۲
۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبری، ۱:۳۵۷
۳۔ ابن القیم، زاد المعاد، ۳:۶۲۹
۴۔ ذہبی، تاریخ الإسلام، ۲:۶۹۵

(۲) ابن القیم، أحکام أهل الذمة، ۲:۸۲۲

حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسجد میں داخل ہوگیا۔ ابن ہشام اس واقعے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فَقَامَ أَبُو سُفْيَانَ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ، إِنِّي قَدْ أُجِرْتُ بَيْنَ النَّاسِ. ثُمَّ رَكِبَ بَعِيْرَهُ فَانْطَلَقَ. (۱)

ابو سفیان مسجدِ نبوی میں کھڑے ہوئے اور کہا: اے لوگو! (یہاں) تم لوگوں کے درمیان (آنے اور بات چیت کرنے کے لیے) مجھے پناہ دی گئی ہے۔ پھر وہ اپنے اونٹ پر سوار ہوئے اور چل دیے۔

تیسری روایت

وَقَدِمَ عُمَيْرُ بْنُ وَهْبٍ – وَهُوَ مُشْرِكٌ – فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ وَالنَّبِيُّ ﷺ فِيهِ، لِيَفْتِكَ بِهِ، فَرَزَقَهُ اللهُ تَعَالَى الإِسْلَامَ. (۲)

عمیر بن وہب حالتِ شرک میں حضور نبی اکرم ﷺ پر حملہ کرنے کے ارادے سے آیا اور مسجد میں داخل بھی ہوگیا کیونکہ آپ ﷺ مسجد میں تھے؛ لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے اسلام کی دولت سے سرفراز فرما دیا۔

عمیر بن وہب کا حالتِ شرک میں مسجد میں داخل ہونے کا یہ واقعہ بھی کتبِ سیر و تاریخ میں تفصیل سے درج ہے۔ عمیر بن وہب کا بیٹا وہب بن عمیر غزوۂ بدر میں قیدی بنا۔ اسے آزاد کرانے کی نیت سے عمیر بن وہب مدینہ آیا تو حضور نبی اکرم ﷺ مسجدِ نبوی میں تشریف فرما تھے۔ حضرت عمر ؓ نے اسے روکا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! اسے چھوڑ دو اور اس سے فرمایا: اے عمیر! قریب آجاؤ۔ پھر عمیر بن وہب نے وہاں اسلام قبول کر لیا۔ اس واقعہ کو امام

(۱) ۱۔ ابن ہشام، السیرة النبویة، ۵:۴۹–۵۱
۲۔ ابن کثیر، البدایة والنہایة، ۴:۲۸۰
۳۔ حلبی، السیرة، ۳:۶–۸

(۲) ابن القیم، أحکام أهل الذمة، ۱:۴۰۶

طبرانی نے ’المعجم الکبیر‘ میں روایت کیا ہے۔ ان کے علاوہ امام ابن الاثیر اور حافظ ابن کثیر سمیت تاریخ کی دیگر کتب میں بھی اس واقعے کی تفصیلات ملتی ہیں۔[1]

بحث کو سمیٹتے ہوئے علامہ ابن القیم مسجدِ نبوی میں مشرکین کے داخلے کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَأَمَّا دُخُولُ الْكُفَّارِ مَسْجِدَ النَّبِيِّ ﷺ فَكَانَ ذٰلِکَ لِمَا كَانَ بِالْمُسْلِمِينَ حَاجَةٌ إِلٰی ذٰلِکَ، وَلِأَنَّهُمْ كَانُوا يُخَاطِبُونَ النَّبِيَّ ﷺ فِي عُهُودِهِمْ، وَيُؤَدُّونَ إِلَيْهِ الرَّسَائِلَ، وَيَحْمِلُونَ مِنْهُ الْأَجْوِبَةَ وَيَسْمَعُونَ مِنْهُ الدَّعْوَةَ، وَلَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ لِيَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ لِكُلِّ مَنْ قَصَدَهُ مِنَ الْكُفَّارِ، فَكَانَتِ الْمَصْلَحَةُ فِي دُخُولِهِمْ.[2]

رہی یہ بات کہ کفار مسجد نبوی میں کیوں داخل ہوئے؟ تو ایسا اکثر ہوتا تھا کیونکہ یہ مسلمانوں کی ضرورت تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ چونکہ اکثر معاہدات میں کفار کو حضور نبی اکرم ﷺ سے گفتگو کرنے کی نوبت آتی رہتی تھی۔ وہ اپنے پیغامات بھی حضور ﷺ کو پہنچانے (مدینہ طیبہ) آتے۔ آپ ﷺ سے ان کے جوابات بھی حاصل کرتے اور حضور ﷺ سے (اس بہانے) انہیں دعوتِ دین سننے کا موقع بھی ملتا تھا۔ ایسا نہیں تھا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کفار میں سے ہر ایک شخص کے لئے مسجد سے باہر تشریف لے آتے بلکہ اُن کفار کے مسجد میں داخل ہونے میں یہ خصوصی مصلحت کارفرما ہوتی۔

(۱) ۱۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۷:۵۸، رقم:۱۱۸
۲۔ ابن کثیر، البدایة والنهایة، ۳:۳۱۳-۳۱۴
۳۔ ابن الأثیر، الکامل فی التاریخ، ۲:۳۰-۳۱
۴۔ هیثمی، مجمع الزوائد، ۸:۲۸۴-۲۸۵

(۲) ابن القیم، أحکام أهل الذمة، ۱:۴۰۷

۲۔ اَہلِ کتاب کی عیادت

اَہلِ کتاب بیمار و علیل ہوں تو انسانی ہمدردی کی بناء پر ان کی عیادت کرنی چاہیے۔ علامہ ابن القیم نے اس حوالے سے مختلف روایات اور واقعات اپنی کتاب میں بیان کیے ہیں۔ ذیل میں ان کی تفصیل درج کی جاتی ہے:

۱۔ **قَالَ الْمَرْوَزِيُّ: بَلَغَنِي أَنَّ أَبَا عَبْدِ اللهِ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ لَهُ قَرَابَةُ نَصْرَانِيٍّ يَعُوْدُهُ؟ قَالَ: نَعَمْ.**

امام مروزی نے کہا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ابو عبد اللہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا کہ اگر کسی شخص کا رشتے دار عیسائی ہو اور وہ بیمار ہو جائے تو کیا اس کی عیادت کرنی چاہیے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔

۲۔ **قَالَ الْأَثْرَمُ: وَسَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ يُسْأَلُ عَنِ الرَّجُلِ لَهُ قَرَابَةُ نَصْرَانِيٍّ يَعُوْدُهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيْلَ لَهُ: نَصْرَانِيٌّ. قَالَ: أَرْجُو أَلَا تَضِيْقَ الْعِيَادَةُ.**

اَثرم نے کہا ہے: میں نے ابو عبد اللہ سے سنا کہ ان سے ایک ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا جا رہا تھا جس کی ایک عیسائی کے ساتھ رشتہ داری تھی کہ کیا وہ اس (عیسائی رشتہ دار) کی عیادت کر سکتا ہے؟ اُنہوں نے فرمایا: ہاں۔ ان سے کہا گیا: وہ عیسائی ہے۔ اُنہوں نے جواب دیا: میں اُمید کرتا ہوں کہ تیمار داری میں (مذہبی) تنگ نظری آڑے نہیں آنی چاہیے۔

۳۔ **قَالَ الْأَثْرَمُ: وَقُلْتُ لَهُ مَرَّةً أُخْرَى يَعُوْدُ الرَّجُلُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارَى؟ قَالَ: أَلَيْسَ عَادَ النَّبِيُّ ﷺ الْيَهُودِيَّ وَدَعَاهُ إِلَى الإِسْلَامِ؟**(۱)

(۱) ۱۔ خلال، أحكام أهل الملل: ۲۱۲، رقم: ۵۹۷

۲۔ ابن القيم، أحكام أهل الذمة، ۱: ۴۲۷

اَثرم نے کہا: میں نے اُنہیں دوبارہ پوچھا: کیا انسان کو یہود و نصاریٰ کی عیادت کرنی چاہیے؟ اُنہوں نے فرمایا: کیا حضور نبی اکرم ﷺ نے یہودی (لڑکے) کی عیادت نہیں فرمائی اور اسے اسلام کی دعوت نہیں دی تھی؟

۴۔ قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ الْأَصْبَهَانِيُّ: سَأَلْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ عَنْ عِيَادَةِ الْقَرَابَةِ وَالْجَارِ النَّصْرَانِيِّ. قَالَ: نَعَمْ.(۱)

ابو مسعود اَصبہانی نے کہا ہے: میں نے امام اَحمد بن حنبل سے عیسائی رشتے داروں اور پڑوسیوں کی عیادت کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے فرمایا: ہاں! یہ جائز ہے۔

۵۔ وَثَبَتَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ عَادَ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيِّ ابْنِ سَلُولٍ رَأْسَ الْمُنَافِقِينَ.(۲)

حضور نبی اکرم ﷺ سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے رئیس المنافقین عبد اللہ بن اُبی بن سلول کی عیادت فرمائی۔

علامہ ابن القیم کی بیان کردہ روایات کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ موضوع سے متعلقہ چند احادیث بھی ذکر کر دی جائیں۔

۱۔ ’صحیح بخاری‘، ’مسند احمد‘ اور ’سنن ابی داود‘ میں حضرت انس بن مالک ﷺ کی روایت ہے، آپ فرماتے ہیں:

كَانَ غُلَامٌ يَهُودِيٌّ يَخْدُمُ النَّبِيَّ ﷺ فَمَرِضَ، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُهُ، فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ، فَقَالَ لَهُ: أَسْلِمْ. فَنَظَرَ إِلٰى أَبِيهِ وَهُوَ عِنْدَهُ، فَقَالَ لَهُ: أَطِعْ أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ. فَأَسْلَمَ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ يَقُولُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ

(۱) ۱۔ خلال، أحكام أهل الملل: ۲: ۲۱۲، رقم: ۵۹۸
۲۔ ابن القيم، أحكام أهل الذمة، ۱: ۴۲۷
(۲) ابن القيم، أحكام أهل الذمة، ۱: ۴۳۰

مِنَ النَّارِ.[1]

ایک یہودی لڑکا حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا، وہ بیمار ہوا تو حضور نبی اکرم ﷺ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور اس کے سر کے پاس بیٹھ کر اُس سے فرمایا: اسلام قبول کرلو۔ اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو اُس کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے باپ نے کہا: ابو القاسم ﷺ کا حکم مان لو۔ چنانچہ وہ مسلمان ہوگیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ یہ فرماتے ہوئے باہر تشریف لائے: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے (میرے تعلق کی لاج رکھتے ہوئے) اسے جہنم سے بچا لیا۔

امام احمد بن حنبل اور امام ابو داود کی بیان کردہ روایت کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ يَقُوْلُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ بِي مِنَ النَّارِ.[2]

حضور نبی اکرم ﷺ یہ فرماتے ہوئے باہر تشریف لائے: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے اسے میرے وسیلے سے جہنم سے بچا لیا ہے۔

۲۔ 'مسند احمد' اور 'سنن ابی داود' میں حضرت اسامہ بن زید ﷺ سے مروی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں:

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحيح، كتاب الجنائز، باب إذا أسلم الصبي فمات هل يصلى عليه وهل يعرض على الصبي الإسلام، ۱:۴۵۵، رقم:۱۲۹۰
۲۔ بخاری، الأدب المفرد:۱۸۵، رقم:۵۲۴
۳۔ أبو يعلى، المسند، ۶:۹۳، رقم:۳۳۵۰
۴۔ بيهقي، السنن الكبرى، ۳:۳۸۳، رقم:۶۳۸۹

(۲) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳:۲۸۰، رقم: ۱۴۰۰۹–۱۴۰۱۰
۲۔ أبو داود، السنن، كتاب الجنائز، باب في عيادة الذمي، ۳:۱۸۵، رقم:۳۰۹۵

خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَعُوْدُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيٍّ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيْهِ.(۱)

رسول اللہ ﷺ اُس مرض میں رئیس المنافقین عبد اللہ بن اُبی کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے جس میں اُس کی موت واقع ہوئی تھی۔

۳۔ اَہلِ کتاب کے جنازے میں شرکت

اَہلِ کتاب اور مشرکین فوت ہو جائیں تو تالیفِ قلب کے لیے ان کے جنازے میں بھی شرکت کی جاسکتی ہے۔ علامہ ابن القیم نے اس ضمن میں بھی مختلف واقعات بطور دلائل پیش کیے ہیں۔ ان کی تفصیل کچھ یوں ہے:

۱۔ قَالَ الْخَلَّالُ: عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: جَاءَ قَيْسُ بْنُ شَمَّاسٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: إِنَّ أُمَّهُ تُوُفِّيَتْ وَهِيَ نَصْرَانِيَّةٌ، وَهُوَ يُحِبُّ أَنْ يَحْضُرَهَا. فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ارْكَبْ دَابَّتَکَ وَسِرْ أَمَامَهَا.(۲)

---

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۵:۲۰۱، رقم:۲۱۸۰۶
۲۔ أبو داود، السنن، کتاب الجنائز، باب العيادة، ۳:۱۸۴، رقم:۳۰۹۴
۳۔ حاکم، المستدرك، ۱:۴۹۱، رقم:۱۲۶۲
۴۔ طبرانی، المعجم الكبير، ۱:۱۶۳، رقم:۳۹۰
۵۔ مقدسی، الأحاديث المختارة، ۴:۱۱۷، رقم:۱۳۲۸
امام حاکم نے اس حدیث کے بارے میں کہا ہے: یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

(۲) ۱۔ خلال، أحکام أهل الملل:۲۱۹، رقم:۶۲۳
۲۔ دارقطنی، السنن، کتاب الجنائز، باب وضع اليمنى على اليسرى ورفع الأيدى عند التکبير، ۲:۷۵، رقم:۶
۳۔ زيلعی، نصب الراية، ۲:۲۹۲
۴۔ ابن القيم، أحکام أهل الذمة، ۱:۴۳۴

خلال نے کہا ہے: حضرت عبد اللہ بن کعب بن مالک اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: قیس بن شماس حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا: میری ماں نصرانی مذہب پر تھی اور وہ فوت ہوگئی ہے۔ قیس بن شماس کی خواہش تھی کہ اپنی والدہ کے جنازے میں شریک ہو۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: اپنی سواری پر سوار ہو جاؤ اور اس کے آگے آگے چلتے رہو۔

۲۔ عَنْ عَامِرِ بْنِ شَقِيْقٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، قَالَ: مَاتَتْ أُمِّي نَصْرَانِيَّةً، فَأَتَيْتُ عُمَرَ فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: ارْكَبْ فِي جِنَازَتِهَا وَسِرْ أَمَامَهَا. (۱)

عامر بن شقیق، ابو وائل سے بیان کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میری ماں عیسائیت کی حالت میں فوت ہوئی۔ میں حضرت عمر ﷺ کے پاس آیا اور ان سے اس بارے میں سوال کیا۔ انہوں نے فرمایا: اس کے جنازے میں اپنی سواری پر سوار ہو کر جاؤ اور اُس کے آگے چلو۔

۳۔ إِنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ رَبِيعَةَ قَالَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ ﷺ: إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ، وَقَدْ عَلِمْتَ الَّذِي كَانَتْ عَلَيْهِ مِنَ النَّصْرَانِيَّةِ. قَالَ: أَحْسِنْ وِلَايَتَهَا، وَكَفِّنْهَا، وَلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهَا. (۲)

حضرت عبد اللہ بن ربیعہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر ﷺ سے کہا: میری والدہ فوت ہوگئی ہے اور آپ جانتے ہیں وہ نصرانیہ تھی۔ آپ نے فرمایا: اس کے ساتھ اچھے طریقے سے پیش آؤ اور اسے کفن پہناؤ مگر اس کی قبر پر کھڑے مت ہونا۔

۴۔ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ ﷺ عَنْ رَجُلٍ مَاتَ أَبُوهُ

(۱) ۱۔ خلال، أحكام أهل الملل: ۲۱۸، رقم: ۶۲۲
۲۔ ابن القيم، أحكام أهل الذمة، ۱: ۴۳۳

(۲) ۱۔ خلال، أحكام أهل الملل: ۲۱۹، رقم: ۶۲۴
۲۔ ابن القيم، أحكام أهل الذمة، ۱: ۴۳۶

نَصْرَانِيًّا. قَالَ: يَشْهَدُهُ وَيَدْفِنُهُ. (۱)

سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت (عبد اللہ) بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک ایسے شخص کے بارے میں پوچھا جس کا والد نصرانی ہی فوت ہوگیا ہو۔ آپ نے کہا: وہ اس کے جنازے میں شریک ہو اور اسے دفنانے میں بھی حصہ لے۔

۵۔ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللهِ: يُشَيِّعُ الْمُسْلِمُ جِنَازَةَ الْمُشْرِكِ؟ قَالَ: نَعَمْ. (۲)

محمد بن موسیٰ نے کہا ہے: میں نے ابوعبد اللہ سے کہا: مسلمان کسی مشرک کے جنازے کے ساتھ چلے تو کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔

۶۔ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ هَارُوْنَ: قِيْلَ لِأَبِي عَبْدِ اللهِ: وَيَشْهَدُ جِنَازَتَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، نَحْوُ مَا صَنَعَ الْحَارِثُ بْنُ أَبِي رَبِيعَةَ؛ كَانَ شَهِدَ جِنَازَةَ أُمِّهِ. (۳)

محمد بن حسن بن ہارون نے کہا ہے: ابوعبد اللہ سے پوچھا گیا: مسلمان کسی مشرک کے جنازے میں شریک ہوسکتا ہے؟ اُنہوں نے فرمایا: ہاں! کیوں نہیں؟ جیسا کہ حارث بن ابی ربیعہ نے کیا تھا۔ وہ اپنی (مشرک) والدہ کے جنازے میں شریک ہوئے تھے۔

---

(۱) ۱۔ خلال، أحكام أهل الملل: ۲۲۰، رقم: ۶۲۸
۲۔ابن القيم، أحكام أهل الذمة، ۱: ۴۳۷

(۲) ۱۔ خلال، أحكام أهل الملل: ۲۱۸، رقم: ۶۱۹
۲۔ ابن القيم، أحكام أهل الذمة، ۱: ۴۳۲

(۳) ۱۔ خلال، أحكام أهل الملل: ۲۱۸، رقم: ۶۲۰
۲۔ ابن القيم، أحكام أهل الذمة، ۱: ۴۳۲

۷۔ قَالَ أَبُو طَالِبٍ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عَنِ الرَّجُلِ يَمُوْتُ وَهُوَ يَهُوْدِيٌّ، وَلَهُ وَلَدٌ مُسْلِمٌ كَيْفَ يَصْنَعُ؟ قَالَ: يَرْكَبُ دَابَّتَهُ وَيَسِيْرُ أَمَامَ الْجِنَازَةِ.(۱)

ابو طالب نے کہا ہے: میں نے ابو عبد اللہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو یہودی مذہب پر فوت ہوتا ہے لیکن اس کا بیٹا مسلمان ہے۔ وہ (مسلمان بیٹا) کیا کرے؟ آپ نے فرمایا: وہ اپنی سواری پر سوار ہو اور جنازے کے آگے چلے۔

۸۔ وَقَالَ حَنْبَلٌ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عَنِ الْمُسْلِمِ تَمُوتُ لَهُ أُمٌّ نَصْرَانِيَّةٌ أَوْ أَبُوهُ أَوْ أَخُوهُ أَوْ ذُو قَرَابَتِهِ، وَتَرٰى أَنْ يَلِيَ شَيْئًا مِنْ أَمْرِهِ حَتّٰى يُوَارِيَهُ؟ قَالَ: إِنْ كَانَ أَبًا أَوْ أُمًّا أَوْ أَخًا أَوْ قَرَابَةً قَرِيبَةً وَحَضَرَهُ فَلا بَأْسَ.(۲)

حنبل نے کہا ہے: میں نے ابو عبد اللہ سے اس مسلمان کے بارے میں سوال کیا جس کی نصرانی ماں یا اس کا والد یا اس کا بھائی یا اس کا کوئی رشتہ دار فوت ہوگیا ہو۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ وہ اس کو لحد میں اتارنے تک اس کے کسی معاملے کا ذمے دار ہوگا؟ آپ نے فرمایا: اگر (مرنے والا اس کا) باپ یا ماں یا بھائی یا قریبی رشتہ دار ہو، اور وہ اس کے جنازہ میں شریک ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۴۔ اَہلِ کتاب سے تعزیت

غیر مسلم فوت ہو جائیں تو ان کے پسماندگان سے تعزیت کرنے کی بھی اسلام اجازت دیتا ہے تا کہ ان کے ساتھ حسنِ سلوک کا مظاہرہ کیا جائے۔ علامہ ابن القیم اس پر کچھ دلائل بطور اِستشہاد پیش کرتے ہیں۔

(۱) ۱۔ خلال، أحكام أهل الملل:۲۱۸، رقم:۶۲۱
۲۔ ابن القيم، أحكام أهل الذمة، ۱:۴۳۳

(۲) ۱۔ خلال، أحكام أهل الملل:۲۱۹، رقم:۶۲۴
۲۔ ابن القيم، أحكام أهل الذمة، ۱:۴۳۵

١۔ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تُعَزِّيَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَقُلْ: أَكْثَرَ اللهُ مَالَكَ وَوَلَدَكَ وَأَطَالَ حَيَاتَكَ أَوْ عُمُرَكَ.(١)

منصور، ابراہیم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اگر تو اَہلِ کتاب میں سے کسی شخص سے تعزیت کرے تو یہ کہو: اللہ تعالیٰ تمہارے مال اور اولاد کو بڑھائے اور تمہاری زندگی یا عمر لمبی کرے۔

٢۔ قَالَ الْحَسَنُ: إِذَا عَزَّيْتَ الذِّمِّيَّ، فَقُلْ: لَا يُصِيبُكَ إِلَّا خَيْرٌ.(٢)

امام حسن بصری نے فرمایا ہے: اگر تو کسی ذِمی شخص سے تعزیت کرے تو اسے کہہ: تجھے بھلائی نصیب ہو۔

۵۔ اَہلِ کتاب کا ذبیحہ

اَہلِ کتاب کے ذبیحہ کی حلّت قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ موضوع کی مناسبت سے ذیل میں ہم صرف علامہ ابن القیم کی تحقیق پیش کر رہے ہیں۔

قَالَ تَعَالٰى: ﴿وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ص وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ﴾ [المائدة، ٥:٥].

وَلَمْ يَخْتَلِفِ السَّلَفُ أَنَّ الْمُرَادَ بِذٰلِكَ الذَّبَائِحُ.(٣)

(١) ١۔ خلال، أحكام أهل الملل: ٢٢٤، رقم: ٦٣٦
٢۔ ابن القيم، أحكام أهل الذمة، ١: ٤٣٨-٤٣٩
(٢) ١۔ خلال، أحكام أهل الملل: ٢٢٤، رقم: ٦٣٨
٢۔ ابن القيم، أحكام أهل الذمة، ١: ٤٣٩
(٣) ابن القيم، أحكام أهل الذمة، ١: ٥٠٢

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ص وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ﴾ 'اور ان لوگوں کا ذبیحہ (بھی) جنہیں (الہامی) کتاب دی گئی تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا ذبیحہ ان کے لیے حلال ہے'۔

سلف صالحین نے اس بابت کوئی اختلاف نہیں کیا کہ اس آیت سے مراد ان (اَہلِ کتاب) کے ہی ذبیحے ہیں۔

آگے علامہ ابن القیم مختلف اقوال پیش کرتے ہیں۔

۱۔ قَالَ الْبُخَارِيُّ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: طَعَامُهُمْ ذَبَائِحُهُمْ.[۱]

امام بخاری نے کہا ہے: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ان (اَہلِ کتاب) کے طعام سے مراد ان کے ذبیحے ہیں۔

۲۔ وَكَذٰلِكَ قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ وَمُجَاهِدٌ وَإِبْرَاهِيمُ وَقَتَادَةُ وَالْحَسَنُ وَغَيْرُهُمْ.[۲]

اسی طرح ابن مسعود، مجاہد، ابراہیم، قتادہ، حسن اور ان کے علاوہ دیگر حضرات کا بھی یہی موقف ہے۔

۳۔ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ التِّرْمِذِيُّ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عَنْ ذَبَائِحِ أَهْلِ الْكِتَابِ؛ فَقَالَ: لَا بَأْسَ بِهَا.[۳]

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الذبائح والصید، باب ذبائح أهل الکتاب وشحومها من أهل الحرب وغیرهم، ۵:۲۰۹۷
۲۔ بیہقی، السنن الکبری، ۹:۲۸۲، رقم:۱۸۹۳۴
۳۔ ابن القیم، أحکام أهل الذمة، ۱:۵۰۲

(۲) ابن القیم، أحکام أهل الذمة، ۱:۵۰۲

(۳) ابن القیم، أحکام أهل الذمة، ۱:۵۰۳

امام احمد بن حسن ترمذی نے کہا ہے: میں نے ابوعبد اللہ سے اَہلِ کتاب کے ذبائح کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۴۔ **وَقَالَ حَنْبَلٌ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ يَقُوْلُ: تُؤْكَلُ ذَبِيْحَةُ الْيَهُوْدِيِّ وَالنَّصْرَانِيِّ.** (۱)

حنبل نے کہا ہے: میں نے ابوعبد اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: یہودی اور نصرانی کا ذبیحہ کھایا جاسکتا ہے۔

۵۔ **وَقَالَ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: لَا بَأْسَ أَنْ يَذْبَحَ أَهْلُ الْكِتَابِ لِلْمُسْلِمِينَ غَيْرَ النَّسِيكَةِ.** (۲)

اِسحاق بن منصور نے کہا ہے: ابوعبد اللہ کا قول ہے: اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ اَہلِ کتاب مسلمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی مانی ہوئی نذر کے علاوہ بھی اگر کوئی جانور ذبح کریں تو درست ہے۔

۶۔ **وَقَالَ حَنْبَلٌ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ قَالَ: لَا بَأْسَ بِذَبِيْحَةِ أَهْلِ الْكِتَابِ إِذَا أَهَلُّوا لِلهِ وَسَمَّوْا عَلَيْهِ، قَالَ تَعَالٰى: ﴿وَلَا تَأْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ﴾** [الأنعام، ٦/١٢١]**، وَالْمُسْلِمُ فِي قَلْبِهِ اسْمُ اللهِ، وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللهِ بِهٖ مِمَّا ذَبَحُوْا لِكَنَائِسِهِمْ وَأَعْيَادِهِمْ يُجْتَنَبُ ذٰلِكَ، وَأَهْلُ الْكِتَابِ يُسَمُّونَ عَلٰى ذَبَائِحِهِمْ أَحَبُّ إِلَيَّ.** (۳)

(۱) ۱۔ خلال، أحکام أهل الملل: ۳۶۲، رقم: ۱۰۰۷
۲۔ ابن القیم، أحکام أهل الذمة، ۱: ۵۰۳-۵۰۴
(۲) ۱۔ خلال، أحکام أهل الملل: ۳۶۲، رقم: ۱۰۰۸
۲۔ ابن القیم، أحکام أهل الذمة، ۱: ۵۰۴
(۳) ۱۔ خلال، أحکام أهل الملل: ۳۶۲-۳۶۳، رقم: ۱۰۰۹
۲۔ ابن القیم، أحکام أهل الذمة، ۱: ۵۰۴-۵۰۵

حنبل کا قول ہے: میں نے ابو عبد اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: اَہلِ کتاب کا ذبیحہ کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے جب وہ اس پر (بوقتِ ذبح) اللہ تعالیٰ کا نام پکاریں اور بسم اللہ پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَلَا تَأْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ﴾ ’اور تم اس (جانور کے گوشت) سے نہ کھایا کرو جس پر (ذبح کے وقت) اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو‘۔ اور مسلمان کے دل میں اللہ تعالیٰ کا نام ہوتا ہے، اور جس جانور پر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا نام لیا جائے جیسے وہ جانور جو وہ اپنے گرجا گھروں کے لئے یا اپنی عیدوں کے لئے (خاص طور پر) ذبح کرتے ہیں، ان سے بچنا چاہیے۔ اور اَہلِ کتاب نے اگر اپنے ذبائح پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا ہو تو یہ میرے لئے زیادہ پسندیدہ ہے۔

۷۔ وَقَالَ مُهَنَّا بْنُ يَحْيٰى: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عَنْ ذَبَائِحِ السَّامِرَةِ. قَالَ: تُؤْكَلُ، هُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ.[1]

مہنا بن یحییٰ کا قول ہے: میں نے ابو عبد اللہ سے سامرہ کے ذبائح کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: اُن کے ذبائح کھا لیے جائیں کیونکہ وہ (سامرہ) اَہلِ کتاب میں سے ہیں۔

۸۔ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ: قَالَ أَبِي: لَا بَأْسَ بِذَبَائِحِ أَهْلِ الْحَرْبِ إِذَا كَانُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ.[2]

عبد اللہ بن احمد کا قول ہے: میرے والد (امام احمد بن حنبل) نے فرمایا: اَہلِ حرب کے ذبائح کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے، اگر وہ اَہلِ کتاب میں سے ہوں۔

---

(۱) ۱۔ خلال، أحكام أهل الملل:۳۶۴، رقم:۱۰۱۶
۲۔ ابن القيم، أحكام أهل الذمة، ۱:۵۰۵

(۲) ۱۔ خلال، أحكام أهل الملل:۳۶۵-۳۶۶، رقم:۱۰۱۸
۲۔ ابن القيم، أحكام أهل الذمة، ۱:۵۰۵

٩۔ قَالَ ابْنُ الْمُنْذِرِ: أَجْمَعَ عَلَى هَذَا كُلُّ مَنْ يُحْفَظُ عَنْهُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ.(١)

ابن منذر نے کہا ہے: اس بات پر کم و بیش اَہلِ علم میں ہر اُس شخص کا اِجماع ہے، جس سے کوئی روایت نقل اور محفوظ کی جاتی ہے۔

اَہل کتاب کے ذبیحہ کے بارے میں مذکورہ بالا اقوال پیش کرنے کے بعد علامہ ابن القیم لکھتے ہیں:

وَأَمَّا قَوْلُهُمْ: إِنَّ التَّسْمِيَةَ شَرْطٌ فِي الْحِلِّ، فَلَعَمْرُ اللهِ! إِنَّهَا لَشَرْطٌ بِكِتَابِ اللهِ وَسُنَّةِ رَسُولِهِ ﷺ، وَأَهْلُ الْكِتَابِ وَغَيْرُهُمْ فِيهَا سَوَاءٌ، فَلَا يُؤْكَلُ مَتْرُوكُ التَّسْمِيَةِ سَوَاءٌ ذَبَحَهُ مُسْلِمٌ أَوْ كِتَابِيٌّ، لِبِضْعَةَ عَشَرَ دَلِيلًا.(٢)

اور رہا ائمہ کا یہ قول کہ (اَہلِ کتاب کے ذبائح) حلال ہونے میں تسمیہ شرط ہے۔ قسم ہے خدا کی! یہ کتاب اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی سنت کی بدولت شرط ہے، اور اَہلِ کتاب اور ان کے علاوہ باقی لوگ اس میں برابر ہیں۔ سو وہ جانور جس پر (بوقتِ ذبح) تسمیہ نہیں پڑھی گئی اسے نہیں کھایا جائے گا خواہ اسے مسلمان نے ہی ذبح کیا ہو یا کتابی نے۔ اِس موقف کے بارے میں دس سے زائد دلائل ہیں۔

ذبائح کے اَحکام میں معاہد اور حربی میں کوئی فرق نہیں ہے

علامہ ابن القیم بیان کرتے ہیں ذبائح کے اَحکام میں معاہد اور حربی میں کوئی فرق نہیں ہے یعنی حربی اور غیر حربی اَہلِ کتاب کے ذبیحہ کا حکم یکساں ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

إِذَا ثَبَتَ هٰذَا فَلَا فَرْقَ بَيْنَ الْحَرْبِيِّ وَالْمُعَاهَدِ لِدُخُولِهِمْ جَمِيعًا فِي أَهْلِ

(١) ابن القيم، أحكام أهل الذمة، ١:٥٠٥

(٢) ابن القيم، أحكام أهل الذمة، ١:٥١٠

الْكِتَابِ. (1)

جب یہ اَمر صراحتاً ثابت ہوگیا تو پھر واضح ہوجانا چاہیے کہ حربی اور معاہد کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ یہ سارے کے سارے اَہلِ کتاب میں شامل ہیں۔

اَہلِ کتاب کے ذبائح کے مسائل

علامہ ابن القیم اپنی کتاب میں اَہلِ کتاب کے ذبیحہ کے مسائل بھی بالتفصیل بیان کرتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں:

فَأَمَّا الْمَسْأَلَةُ الْأُولٰی: فَمَنْ أَبَاحَ مَتْرُوكَ التَّسْمِيَةِ إِذَا ذَبَحَهُ الْمُسْلِمُ، اخْتَلَفُوا: هَلْ يُبَاحُ إِذَا ذَبَحَهُ الْكِتَابِيُّ؟ فَقَالَتْ طَائِفَةٌ: يُبَاحُ، لِأَنَّ التَّسْمِيَةَ إِذَا لَمْ تَكُنْ شَرْطًا فِي ذَبِيحَةِ الْمُسْلِمِ لَمْ تَكُنْ شَرْطًا فِي ذَبِيحَةِ الْكِتَابِيِّ.

وَقَالَتْ طَائِفَةٌ: لَا يُبَاحُ وَإِنْ أُبِيحَ مِنَ الْمُسْلِمِ، وَفَرَّقُوا بَيْنَهُمَا بِأَنَّ اسْمَ اللهِ فِي قَلْبِ الْمُسْلِمِ وَإِنْ تَرَكَ ذِكْرَهُ بِلِسَانِهِ، وَهٰذَا مُقْتَضَى الْمَنْقُولِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ، وَهُوَ ظَاهِرُ نَصِّ أَحْمَدَ. فَإِنَّ أَحْمَدَ قَالَ فِي رِوَايَةِ حَنْبَلٍ: لَا بَأْسَ بِذَبِيحَةِ أَهْلِ الْكِتَابِ إِذَا أَهَلُّوا بِهَا لِلّٰهِ وَسَمَّوْا عَلَيْهَا. قَالَ تَعَالٰی: ﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ﴾ [الأنعام، ٦:١٢١]، وَالْمُسْلِمُ فِي قَلْبِهِ اسْمُ اللهِ (2)، فَقَدْ خَرَجَ بِالْفَرْقِ كَمَا تَرٰى. (3)

پہلا مسئلہ: جن لوگوں نے ایسے ذبیحہ کو مباح قرار دیا جسے مسلمان نے بغیر بسم اللہ

(١) ابن القيم، أحكام أهل الذمة، ١:٥١٣

(٢) خلال، أحكام أهل الملل:٣٦٢-٣٦٣، رقم:١٠٠٩

(٣) ابن القيم، أحكام أهل الذمة، ١:٥١٤

پڑھے ذبح کیا ہو، ان کا اس میں اِختلاف ہے کہ کیا وہ جانور اُس وقت مباح ہوسکتا ہے جب اسے کوئی کتابی بھی بغیر بسم اللہ پڑھے ذبح کرے؟ ایک گروہ کا قول ہے کہ مباح ہوگا کیونکہ تسمیہ جب مسلمان کے ذبیحہ میں شرط نہ رہی تو کتابی کے ذبیحہ میں بھی شرط نہ رہی۔

ایک گروہ کا قول ہے: کتابی کا ذبیحہ بسم اللہ پڑھے بغیر مباح نہیں ہوگا جب کہ مسلمان کا ذبیحہ بسم اللہ پڑھے بغیر بھی مباح ہوگا۔ اس گروہ نے ان دونوں کے ذبیحوں میں اس طرح فرق کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام مسلمان کے دل میں ہوتا ہے اگرچہ وہ اسے زبان سے ادا نہ بھی کرے۔ اس روایت میں بھی یہی مراد ہے جو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ یہی امام احمد بن حنبل کی ظاہر نص سے مراد ہے۔ کیونکہ امام احمد بن حنبل کی روایت میں ہے: اَہلِ کتاب کے ذبیحہ میں کوئی حرج نہیں جب وہ اس پر اللہ تعالیٰ کا نام پکاریں اور بسم اللہ پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ﴾ 'اورتم اس (جانور کے گوشت) سے نہ کھایا کرو جس پر (ذبح کے وقت) اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو'۔ اور مسلمان کے دل میں اللہ تعالیٰ کا نام ہوتا ہے۔ اِس طرح انہوں نے دونوں موقف میں فرق ختم کر دیا، جیسا کہ آپ نے ملاحظہ کیا ہے۔

اَلْمَسْأَلَةُ الثَّانِيَةُ: قَالَ الْمَيْمُونِيُّ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عَمَّنْ يَذْبَحُ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَلَمْ يُسَمِّ؟ فَقَالَ: إِنْ كَانَ مِمَّا يَذْبَحُوْنَ لِكَنَائِسِهِمْ يَدَعُوْنَ التَّسْمِيَةَ فِيْهِ عَلٰى عَمْدٍ، إِنَّمَا يُذْبَحُ لِلْمَسِيْحِ فَقَدْ كَرِهَهُ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، إِلَّا أَنَّ أَبَا الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ يَتَأَوَّلُ أَنَّ طَعَامَهُمْ حِلٌّ، وَأَكْثَرُ مَا رَأَيْتُ مِنْهُ الْكَرَاهِيَةُ لِأَكْلِ مَا ذُبِحَ لِكَنَائِسِهِمْ.[1]

---

(۱) ۱۔ خلال، أحكام أهل الملل:۳۶۷، رقم:۱۰۲۸
۲۔ ابن القيم، أحكام أهل الذمة، ۱:۵۱۵

دوسرا مسئلہ: میمونی کا قول ہے: میں نے ابو عبد اللہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو اَہلِ کتاب میں سے ہو اور (جانور ذبح کرتے وقت) بسم اللہ نہ پڑھے (تو اس ذبیحے کا کیا حکم ہے)۔ آپ نے فرمایا: اگر وہ ذبائح ان ذبیحوں میں سے ہوں جنہیں وہ اپنے گرجا گھروں کے لیے ذبح کرتے ہیں اور ان میں تسمیہ بھی جان بوجھ کر چھوڑ دیتے ہیں، اور صرف مسیح علیہ السلام کے لیے ذبح کرتے ہیں تو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایسے ذبائح کو مسلمانوں کے لیے مکروہ جانا ہے۔ مگر حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ یہ تاویل کرتے ہیں کہ ایسے ذبائح کا کھانا حلال ہے۔ جب کہ میں ان کے ذبیحہ میں اکثر جو کراہت دیکھتا ہوں وہ اس کھانے کی ہے جو ان کے گرجا گھروں کے لیے ذبح کیے جانے والے جانور ہوں (یعنی میرا موقف حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے قول پر ہے)۔

قَالَ الْمَيْمُونِيُّ أَيْضًا: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عَنْ ذَبِيْحَةِ الْمَرْأَةِ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَلَمْ تُسَمِّ، قَالَ: إِنْ كَانَتْ نَاسِيَةً فَلَا بَأْسَ، وَإِنْ كَانَ مِمَّا يَذْبَحُوْنَ لِكَنَائِسِهِمْ قَدْ يَدَعُوْنَ التَّسْمِيَةَ عَلٰى عَمْدٍ.[1]

میمونی نے یہ بھی کہا ہے: میں نے ابو عبد اللہ سے اس عورت کے ذبیحے کے بارے میں پوچھا جو اَہلِ کتاب میں سے ہو اور اس نے (جانور ذبح کرتے وقت) اس پر اللہ کا نام نہ لیا ہو۔ آپ نے فرمایا: اگر وہ بھول گئی ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے؛ لیکن اگر وہ ذبیحہ اُن ذبائح میں سے ہو جو وہ اپنے گرجوں کے لیے ذبح کرتے ہیں تو جان بوجھ کر اس پر تسمیہ چھوڑ دیتے ہیں (لہٰذا ایسے ذبائح حلال نہیں)۔

قَالَ فِي رِوَايَةِ ابْنِهِ عَبْدِ اللهِ: مَا ذُبِحَ 'لِلزُّهْرَةِ' فَلَا يُعْجِبُنِي أَكْلُهُ، قِيْلَ لَهُ:

---

(۱) ۱۔ خلال، أحكام أهل الملل: ۳۶۷، رقم: ۱۰۲۹

۲۔ ابن القيم، أحكام أهل الذمة، ۱: ۵۱۵-۵۱۶

أَحَرَامٌ أَكْلُهُ؟ قَالَ: لَا أَقُوْلُ حَرَامٌ، وَلٰكِنْ لَا يُعْجِبُنِي.(۱)

امام احمد بن حنبل کے بیٹے عبد اللہ کی ایک روایت کے الفاظ ہیں: جس جانور کو 'زہرہ' کے لیے ذبح کیا جائے تو مجھے اس کا گوشت کھانا پسند نہیں ہے۔ ان سے کہا گیا: کیا اس کا کھانا حرام ہے؟ آپ نے فرمایا: میں حرام نہیں کہتا، البتہ مجھے پسند نہیں ہے۔

قَالَ فِي رِوَايَةِ حَنْبَلٍ: يُجْتَنَبُ مَا ذُبِحَ لِكَنَائِسِهِمْ وَأَعْيَادِهِمْ.(۲)

حنبل کی روایت میں ہے: ایسے ذبائح سے اِجتناب کیا جائے گا جو اَہلِ کتاب کے گرجا گھروں میں یا ان کی عیدوں کے موقع پر ذبح کیے جاتے ہیں۔

وَقَالَ أَبُو الْبَرَكَاتِ فِي 'مُحَرَّرِه': وَإِنْ ذَكَرُوا عَلَيْهِ اسْمَ غَيْرِ اللهِ فَفِيْهِ رِوَايَتَانِ مَنْصُوْصَتَانِ، أَصَحُّهُمَا عِنْدِي تَحْرِيْمُهُ.(۳)

ابو البرکات نے اپنی کتاب 'محرر' میں لکھا ہے: اگر انہوں نے اپنے ذبیحہ پر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کا نام لیا ہو تو اس بابت دو منصوص روایتیں ہیں، اور ان دو میں سے میرے نزدیک صحیح ترین روایت اس جانور کا حرام قرار دیا جانا ہے۔

اِخْتَلَفَ النَّاسُ فِيمَا ذَبَحَ النَّصَارٰى لِأَعْيَادِهِمْ أَوْ ذَبَحُوا بِاسْمِ الْمَسِيْحِ، فَكَرِهَهُ قَوْمٌ لِأَنَّهُمْ أَخْلَصُوا الْكُفْرَ عِنْدَ تِلْكَ الذَّبِيْحَةِ، فَصَارَتْ مِمَّا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللهِ، وَرَخَّصَ فِي ذٰلِكَ قَوْمٌ عَلَى الْأَصْلِ الَّذِي أُبِيحَ مِنْ

---

(۱) ابن القيم، أحكام أهل الذمة، ۱:۵۱۶

(۲) ۱۔ خلال، أحكام أهل الملل:۳۶۳-۳۶۴، رقم:۱۰۰۹

۲۔ ابن القيم، أحكام أهل الذمة، ۱:۵۱۶

(۳) ۱۔ ابن تيمية، المحرر في الفقه على مذهب الإمام أحمد بن حنبل، ۲:۱۹۲

۲۔ ابن القيم، أحكام أهل الذمة، ۱:۵۱۶

ذَبَائِحِهِمْ.

لوگوں کا اُن ذبائح کی حلت میں اِختلاف ہے جو نصاریٰ اپنی عیدوں کے موقع پر ذبح کرتے ہیں یا مسیح ﷤ کے نام پر کرتے ہیں۔ بعض لوگوں نے اسے مکروہ جانا ہے، کیونکہ اس ذبیحہ کے وقت وہ خالصتاً کفر کے مرتکب ہوئے ہیں۔ یہ ذبیحہ ایسا ہی ہوگا جیسا کہ وہ ذبیحہ جس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو۔ جب کہ دیگر بعض لوگوں نے اس معاملے میں رخصت دی ہے اور ان کی بنیاد اُس نص پر ہے جو ان کے ذبائح مباح ہونے کے بارے میں ہے۔

فَأَمَّا مَنْ بَلَغَنَا عَنْهُ الرُّخْصَةُ فِي ذٰلِکَ. فَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيّ، ثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ أَبِي الزَّاهِرِيَّةِ عَنْ عُمَيْرِ بْنِ الْأَسْوَدِ السُّكُونِيِّ. قَالَ: أَتَيْتُ أَهْلِي فَإِذَا كَتِفُ شَاةٍ مَطْبُوخَةٌ، قُلْتُ: مِنْ أَيْنَ هٰذَا؟ قَالُوا: جِيْرَانُنَا مِنَ النَّصَارٰى ذَبَحُوا كَبْشًا لِكَنِيْسَةِ جِرْجِسَ، قَلَّدُوْهُ عِمَامَةً وَتَلَقَّوْا دَمَهُ فِي طَسْتٍ، ثُمَّ طَبَخُوا وَأَهْدَوْا إِلَيْنَا وَإِلٰى جِيْرَانِنَا. قَالَ: قُلْتُ: ارْفَعُوا هٰذَا. ثُمَّ هَبَطْتُ إِلٰى أَبِي الدَّرْدَاءِ فَسَأَلْتُهُ، وَذَكَرْتُ ذٰلِکَ لَهُ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ، غُفْرًا، هُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ؛ طَعَامُهُمْ لَنَا حِلٌّ وَطَعَامُنَا لَهُمْ حِلٌّ.(1)

اور (اَہلِ کتاب کے) اس (ذبائح) کی رخصت کے بارے میں جو روایت ہمیں پہنچی ہے وہ ہمیں علی بن عبد اللہ نے بتائی ہے۔ وہ کہتے ہیں: ہمیں عبد الرحمٰن بن مہدی نے بتایا، ہمیں معاویہ بن صالح نے ابو زاہریہ سے اور انہوں نے عمیر بن اسود سکونی سے روایت کرتے ہوئے کہا: میں اپنے اَہلِ خانہ کے پاس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ

(۱) ابن عبد البر، الاستذکار، ۵:۲۵۸

۲۔ ابن القیم، أحکام أهل الذمة، ۱:۵۱۷

اس کی إسناد صحیح اور رجال ثقہ ہیں۔

بھیڑ کی بھنی ہوئی دستی پڑی ہے۔ میں نے پوچھا: یہ کہاں سے آئی؟ اُنہوں نے کہا: ہمارے عیسائی پڑوسیوں نے اپنے جرجس گرجا کے لیے ایک مینڈھا ذبح کیا تھا جسے اُنہوں نے عمامہ پہنایا اور اس کا خون ایک طشتری میں اکٹھا کیا۔ پھر اسے پکایا اور ہمیں اور ہمارے پڑوسیوں کو بطور تحفہ بھیجا۔ راوی بیان کرتے ہیں: میں نے کہا: اسے اٹھا لو۔ پھر میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے اس بارے میں پوچھا، اور ان کے سامنے وہ سارا قصہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا: اے اللہ! معاف فرمانا، وہ اَہلِ کتاب ہیں، ان کا کھانا ہمارے لیے اور ہمارا کھانا ان کے لیے حلال ہے۔

امام بخاری ’التاریخ الکبیر‘ میں روایت کرتے ہیں:

عَنْ جَرِيرِ بْنِ عُتْبَةَ – أَوْ عُتْبَةَ بْنِ جَرِيرٍ – قَالَ: سَأَلْتُ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ عَنْ ذَبَائِحِ النَّصَارٰى لِمَوْتَاهُمْ. قَالَ: لَا بَأْسَ بِهِ. (۱)

جریر بن عتبہ یا عتبہ بن جریر بیان کرتے ہیں: میں نے عبادہ بن صامت سے اپنے فوت شدہ نصاریٰ کے لیے ذبح کیے گئے جانوروں کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ مَكْحُولٍ، فِيْمَا ذَبَحَتِ النَّصَارٰى لِأَعْيَادِ كَذَا. قَالَ: كُلْهُ، قَدْ عَلِمَ اللهُ مَا يَقُولُونَ وَأَحَلَّ ذَبَائِحَهُمْ. (۲)

---

(۱) ۱۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۲: ۲۱۴، رقم: ۲۲۳۶

۲۔ ابن عبد البر، الاستذکار، ۵: ۲۵۸

۳۔ ابن قیم، أحکام أھل الذمة، ۱: ۵۱۹

(۲) ابن القیم، أحکام أھل الذمة، ۱: ۵۱۷

۲۔ شاطبی، الموافقات، ۱: ۱۷۳–۱۷۴

۳۔ قرافی، الفروق، ۱: ۳۰۴

اس اِسناد کے رجال ثقہ ہیں۔

امام اوزاعی مکحول سے روایت کرتے ہیں کہ ان ذبائح کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں جو اَہلِ کتاب اپنی عیدوں کے موقع پر ذبح کرتے ہیں۔ آپ نے کہا: اسے کھاؤ، اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے جو وہ کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ذبائح حلال کیے ہیں۔

اَہم نکتہ

وَإِلٰى هٰذَا ذَهَبَ الْفُقَهَاءُ الشَّامِيُّوْنَ مَكْحُوْلٌ وَالْقَاسِمُ بْنُ مُخَيْمِرَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ جَابِرٍ وَسَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ وَالْأَوْزَاعِيِّ؛ وَقَالُوْا: سَوَاءٌ سَمَّى النَّصْرَانِيُّ الْمَسِيْحَ عَلٰى ذَبِيْحَتِهٖ أَوْ سَمّٰى جِرْجِسَ أَوْ ذَبَحَ لِعِيْدِهٖ أَوْ لِكَنِيْسَتِهٖ كُلُّ ذٰلِكَ حَلَالٌ لِأَنَّهٗ كِتَابِيٌّ، ذَبَحَ بِدِيْنِهٖ وَقَدْ أَحَلَّ اللهُ ذَبَائِحَهُمْ فِي كِتَابِهٖ. [1]

شامی فقہاء نے بھی یہی مذہب اختیار کیا ہے، جیسے مکحول، قاسم بن مخیمرہ، عبد الرحمٰن بن یزید بن جابر، سعید بن عبد العزیز اور اوزاعی وغیرہ۔ انہوں نے کہا ہے: برابر ہے کہ نصرانی نے ذبیحہ پر حضرت مسیح علیہ السلام کا نام لیا یا جرجس کا یا اس نے اپنی عید کے لیے ذبح کیا ہو یا اپنے کنیسہ کے لیے؛ لیکن یہ تمام ذبائح حلال ہیں کیونکہ وہ کتابی ہے اور اس نے اپنے دین کے مطابق ذبح کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ان کے ذبائح حلال فرمائے ہیں۔

۱۔ **قَالَ الإِمَامُ أَبُوْ بَكْرٍ الْكَاسَانِيُّ الْحَنَفِيُّ فِي 'بَدَائِعِ الصَّنَائِعِ': وَقَدْ رُوِيَ عَنْ سَيِّدِنَا عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ أَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ ذَبَائِحِ أَهْلِ الْكِتَابِ، وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا يَقُوْلُوْنَ. فَقَالَ رضی اللہ عنہ: قَدْ أَحَلَّ اللهُ ذَبَائِحَهُمْ وَهُوَ يَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ. فَأَمَّا إِذَا سُمِعَ مِنْهُ أَنَّهٗ سَمَّى الْمَسِيْحَ علیہ السلام وَحْدَهٗ، أَوْ سَمَّى اللهَ سبحانہ وتعالیٰ وَسَمّٰى**

---

(۱) ابن عبد البر، الاستذکار، ۵:۲۵۸

الْمَسِيْحَ، لَا تُؤْكَلُ ذَبِيْحَتُهٗ.

كَذَا رُوِيَ عَنْ سَيِّدِنَا عَلِيٍّ ﷺ وَلَمْ يُرْوَ عَنْ غَيْرِهٖ خِلَافُهٗ، فَيَكُوْنُ إِجْمَاعًا. (۱)

امام ابوبکر کاسانی حنفی نے 'بدائع الصنائع' میں کہا ہے: سیدنا علی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ ان سے اَہلِ کتاب کے ذبائح کے بارے میں سوال کیا گیا، نیز جو کچھ بھی وہ ذبح کے وقت کہتے ہیں (اس بابت عرض کیا گیا)، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان کے ذبائح حلال فرمائے ہیں، اور وہ جانتا ہے کہ جو کچھ وہ (اَہلِ کتاب) ذبح کے وقت کہتے ہیں۔ ہاں اگر نصرانی سے یہ سنا جائے کہ اس نے فقط حضرت مسیح علیہ السلام کا نام لیا یا اللہ تعالیٰ اور مسیح علیہ السلام کا نام لیا تو اس کا ذبیحہ نہیں کھایا جائے گا۔

اسی طرح سیدنا علی ﷺ سے روایت کیا اور آپ کے علاوہ کسی سے اس کے برخلاف کوئی روایت نہیں کی گئی۔ لہٰذا یہ چیز اِجماع کے دائرہ میں آ جائے گی۔

۲۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُخَيْمِرَةَ، قَالَ: كُلْهَا، وَلَوْ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ: عَلَى اسْمِ جِرْجِسَ لَأَكَلْتُهَا. (۲)

عبد الرحمٰن بن یزید بن جابر بیان کرتے ہیں: میں نے قاسم بن مخیمرہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا۔ انہوں نے کہا: اسے کھاؤ، اور اگر میں اس انصاری کو یہ کہتے ہوئے بھی سن لیتا (کہ یہ ذبیحہ) جرجس کے نام پر ہے تو بھی میں اسے ضرور کھا لیتا۔

۳۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كُلْهَا.

---

(۱) کاسانی، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ۶: ۲۳۰

(۲) ۱۔ ابن القيم، أحكام أهل الذمة، ۱: ۵۲۰

۲۔ ابن عبد البر، الاستذكار، ۵: ۲۵۸

اس کی اِسناد صحیح اور تمام رجال ثقہ ہیں۔

عبد الرحمٰن بن جبیر بن نفیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: اسے (یعنی اَہلِ کتاب کے ذبائح) کھا لیا کرو۔

۴۔ وَبِهِ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ عُبَيْدٍ: أَنَّ الْعِرْبَاضَ بْنَ سَارِيَةَ قَالَ: كُلْهُ.(۱)

اور یہی سند ابو بکر تک ہے۔ وہ حبیب بن عبید سے روایت کرتے ہیں کہ عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسے کھاؤ۔

۵۔ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ فِي النَّصْرَانِيِّ يَذْبَحُ وَيَذْكُرُ اسْمَ الْمَسِيحِ، قَالَ: كُلْهُ، قَدْ أَحَلَّ اللهُ ذَبَائِحَهُمْ، وَقَدْ عَلِمَ مَا يَقُولُونَ.(۲)

عبد المالک سے مروی ہے، وہ عطا سے روایت کرتے ہیں اُس نصرانی کے بارے میں جو ذبح کرتے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام لے۔ آپ نے فرمایا: اسے کھاؤ، اللہ تعالیٰ نے ان کے ذبائح کو حلال قرار دیا ہے، اور وہ جانتا ہے جو کچھ یہ (نصاریٰ) ذبح کے وقت کہتے ہیں۔

۶۔ ذُكِرَ عَنْ عَطَاءٍ أَيْضًا أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ النَّصْرَانِيِّ يَذْبَحُ، وَيَقُولُ: بِاسْمِ الْمَسِيحِ. فَقَالَ: كُلْ.(۳)

عطاء کے بارے میں بھی یہی مذکور ہے کہ اُن سے اُس نصرانی کے بارے میں سوال کیا گیا جو ذبح کے وقت باسم المسیح (مسیح علیہ السلام کے نام سے ذبح کرتا ہوں) کہتا ہے۔ آپ نے فرمایا: اسے کھا لیا کرو۔

---

(۱) ابن القيم، أحكام أهل الذمة، ۱:۵۲۱

(۲) ابن القيم، أحكام أهل الذمة، ۱:۵۲۱
اس کی إسناد صحیح ہے۔

(۳) ابن القيم، أحكام أهل الذمة، ۱:۵۲۲

۷۔ قَالَ إِبْرَاهِيمُ فِي الذِّمِّيِّ يَذْبَحُ وَيَقُولُ: بِاسْمِ الْمَسِيحِ. فَقَالَ: إِذَا تَوَارٰى عَنْکَ فَكُلْ.(۱)

ابراہیم نے اُس ذِمی - جو ذبح کے وقت باسم المسیح کہتا ہے- کے بارے میں کہا ہے: جب وہ تجھ سے چھپ کر ایسا کہے تو اُس کا ذبیحہ کھا لیا کرو۔

۸۔ وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ مُسْلِمٍ التُّجِيبِيِّ وَقَيْسِ بْنِ رَافِعٍ الْأَشْجَعِيِّ أَنَّهُمَا قَالَا: حَلَّ لَنَا مَا يُذْبَحُ لِعِيْدِ الْكَنَائِسِ، وَمَا أُهْدِيَ مِنْ خُبْزٍ أَوْ لَحْمٍ، وَإِنَّمَا هُوَ طَعَامُ أَهْلِ الْكِتَابِ.(۲)

عبد اللہ بن وہب نے کہا ہے: مجھے حیوہ بن شریح نے، انہیں عقبہ بن مسلم تجیبی اور قیس بن رافع اشجعی دونوں نے کہا ہے: ہمارے لیے وہ جانور حلال ہے جو گرجا گھروں کی عید کے لیے ذبح کیا جائے اور جو روٹی اور گوشت ہدیہ کیا جائے وہ بھی حلال ہے، کیونکہ یہ اَہلِ کتاب کا کھانا ہے۔

۹۔ وَقَالَ أَيُّوبُ بْنُ نَجِيحٍ: سَأَلْتُ الشَّعْبِيَّ عَنْ ذَبَائِحِ نَصَارَى الْعَرَبِ، فَقُلْتُ: مِنْهُمْ مَنْ يَذْكُرُ اللهَ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَذْكُرُ الْمَسِيحَ، فَقَالَ: كُلْ وَأَطْعِمْنِي.(۳)

ابو ایوب بن نجیح بیان کرتے ہیں: میں نے شعبی سے عرب کے نصاریٰ کے ذبائح کے بارے میں سوال کیا تو میں نے کہا: ان اہل کتاب میں سے بعض وہ ہیں جو (ذبح کے وقت) اللہ تعالیٰ کا نام لیتے ہیں اور بعض وہ ہیں جو (ذبح کے وقت) مسیح علیہ السلام کا نام لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: (اَہلِ کتاب کے ذبائح) خود بھی کھاؤ اور مجھے بھی

(۱) ابن القيم، أحكام أهل الذمة، ۱:۵۲۲
(۲) ابن القيم، أحكام أهل الذمة، ۱:۵۲۲
(۳) ابن القيم، أحكام أهل الذمة، ۱:۵۲۳

کھلاؤ۔

۱۰۔ قَالَ الْقَاضِي إِسْمَاعِيلُ: وَأَمَّا مَنْ بَلَغَنَا عَنْهُ أَنَّهُ كَرِهَ ذٰلِکَ، فَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، ثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ قَيْسٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ زَاذَانَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: إِذَا سَمِعْتَ النَّصْرَانِيَّ يَقُولُ: بِاسْمِ الْمَسِيحِ فَلَا تَأْكُلْ وَإِذَا لَمْ تَسْمَعْ فَكُلْ، فَقَدْ أُحِلَّتْ لَنَا ذَبَائِحُهُمْ. (۱)

قاضی اسماعیل نے کہا ہے: ان کے بارے میں ہمیں جو چیز پہنچی ہے کہ انہوں نے اسے مکروہ جانا ہے، تو ہمیں محمد بن ابی بکر نے بتایا، وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ابن مہدی نے قیس سے، انہوں عطاء بن سائب سے، انہوں نے زاذان سے اور انہوں نے علی سے روایت کر کے بتایا۔ وہ بیان کرتے ہیں: جب تو نصرانی کو باسم المسیح کہتے ہوئے سنے تو اسے نہ کھایا کرو، اور جب نہ سنو تو کھا لیا کرو کیونکہ ہمارے لیے ان کے ذبائح حلال ہیں۔

۱۱۔ وَقَالَ حَمَّادٌ: كُلْ مَا لَمْ تَسْمَعْهُمْ أَهَلُّوا بِهِ لِغَيْرِ اللهِ. (۲)

حماد نے کہا: اس ذبیحہ کو کھا لیا کرو جس پر تم نے انہیں غیر اللہ کا نام لیتے ہوئے نہ سنا ہو۔

۱۲۔ وَكَرِهَهُ مُجَاهِدٌ وَطَاوُسٌ، وَكَرِهَهُ مَيْمُونُ بْنُ مِهْرَانَ. وَقَالَ الْقَاضِي إِسْمَاعِيلُ: وَكَانَ مَالِکٌ يَكْرَهُ ذٰلِکَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُوجِبَ فِيهِ تَحْرِيمًا. (۳)

---

(۱) ۱۔ ابن عبد البر، الاستذكار، ۵:۲۵۹

۲۔ ابن القیم، أحكام أهل الذمة، ۱:۵۲۳-۵۲۴

(۲) ابن القیم، أحكام أهل الذمة، ۱:۵۲۵

(۳) ۱۔ ابن عبد البر، الاستذكار، ۵:۲۵۹

۲۔ ابن القیم، أحكام أهل الذمة، ۱:۵۲۶

مجاہد اور طاؤس نے اسے مکروہ جانا ہے اور میمون بن مہران نے بھی اسے مکروہ جانا ہے۔ قاضی اسماعیل نے کہا ہے: امام مالک بھی اسے مکروہ جانتے تھے سوائے اس کے کہ وہ اس کی حرمت کو لازم قرار دیں۔

۱۳۔قَالَ الْمُبِيْحُوْنَ: هٰذَا مِنْ طَعَامِهِمْ، وَقَدْ أَبَاحَ اللهُ لَنَا طَعَامَهُمْ مِنْ غَيْرِ تَخْصِيْصٍ، وَقَدْ عَلِمَ سُبْحَانَهُ أَنَّهُمْ يُسَمُّوْنَ غَيْرَ اسْمِهِ.(۱)

(نصاریٰ کے ذبیحہ کو) مباح قرار دینے والے کہتے ہیں: یہ ان کے کھانے میں سے ایک کھانا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے ان کا کھانا بغیر تخصیص کے مباح قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ وہ (ذبح کے وقت) اس کے نام کے علاوہ اوروں کا نام لیتے ہیں۔

۱۴۔قَالَ الْمُحَرِّمُونَ: قَدْ صَرَّحَ الْقُرْآنُ بِتَحْرِيْمِ مَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللهِ، وَهٰذَا عَامٌّ فِي ذَبِيْحَةِ الْوَثَنِيِّ وَالْكِتَابِيِّ إِذَا أُهِلَّ بِهَا لِغَيْرِ اللهِ، وَإِبَاحَةُ ذَبَائِحِهِمْ – وَإِنْ كَانَتْ مُطْلَقَةً – لٰكِنَّهَا مُقَيَّدَةٌ بِمَا لَمْ يُهِلُّوا بِهِ لِغَيْرِهِ، فَلَا يَجُوْزُ تَعْطِيْلُ الْمُقَيَّدِ وَإِلْغَاؤُهُ بَلْ يُحْمَلُ الْمُطْلَقُ عَلَى الْمُقَيَّدِ.(۲)

(اَہلِ کتاب کے ذبائح کو) حرام قرار دینے والے کہتے ہیں: قرآن حکیم نے اس ذبیحہ کی تحریم پر صراحت سے بیان کیا ہے جس پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو، اور یہ بت پرستوں اور اَہلِ کتاب کے ذبیحہ کے لیے عام حکم ہے کہ جب اس پر غیر اللہ کا نام لیا جائے گا اور ان کے ذبائح کا مباح ہونا اگرچہ مطلق ہے لیکن اس شرط سے مقید ہے کہ وہ اس پر غیر اللہ کا نام نہ لیں۔ پس مقید کو مطلق کرنا اور اس کا اِلغاء (باطل قرار دینا) جائز نہیں ہے بلکہ مطلق کو مقید پر محمول کیا جائے گا۔

---

(۱) ابن القيم، أحكام أهل الذمة، ۱:۵۲۶

(۲) ابن القيم، أحكام أهل الذمة، ۱:۵۲۶

٦۔ کتابی عورت سے نکاح کا جواز

کتابیہ سے نکاح کے جواز پر بھی قرآن و سنت میں تفصیلی دلائل موجود ہیں۔ لیکن یہاں اس ضمن میں علامہ ابن القیم کا موقف بیان کیا جا رہا ہے۔ اُنہوں نے اس بارے میں فرمایا ہے:

وَيَجُوزُ نِكَاحُ الْكِتَابِيَّةِ بِنَصِّ الْقُرْآنِ، قَالَ تَعَالٰى: ﴿وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ [المائدة، ٥:٥]، **وَالْمُحْصَنَاتُ هُنَا هُنَّ الْعَفَايِفُ، وَأَمَّا الْمُحْصَنَاتُ الْمُحَرَّمَاتُ فِي 'سُورَةِ النِّسَاءِ' فَهُنَّ الْمُزَوَّجَاتُ.**

وَقِيْلَ: الْمُحْصَنَاتُ اللَّاتِي أُبِحْنَ هُنَّ الْحَرَائِرُ، وَلِهٰذَا لَمْ تَحِلَّ إِمَاءُ أَهْلِ الْكِتَابِ، وَالصَّحِيْحُ الْأَوَّلُ لِوُجُوهٍ:

أَحَدُهَا: أَنَّ الْحُرِّيَّةَ لَيْسَتْ شَرْطًا فِي نِكَاحِ الْمُسْلِمَةِ.

الثَّانِي: أَنَّهُ ذَكَرَ الإِحْصَانَ فِي جَانِبِ الرَّجُلِ كَمَا ذَكَرَهُ فِي جَانِبِ الْمَرْأَةِ، فَقَالَ: ﴿اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ﴾ [المائدة، ٥:٥]، **وَهٰذَا إِحْصَانُ عِفَّةٍ بِلَا شَكٍّ، فَكَذٰلِكَ الإِحْصَانُ الْمَذْكُورُ فِي جَانِبِ الْمَرْأَةِ.**

الثَّالِثُ: أَنَّهُ سُبْحَانَهُ ذَكَرَ الطَّيِّبَاتِ مِنَ الْمَطَاعِمِ، وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الْمَنَاكِحِ، فَقَالَ تَعَالٰى: ﴿اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ط وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ص وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ز وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ [المائدة، ٥:٥].(١)

---

(١) ابن القيم، أحكام أهل الذمة، ٢:٧٩٤

نصِ قرآنی کے مطابق کتابیہ کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے: ﴿وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ 'اور (اسی طرح) پاک دامن مسلمان عورتیں اور ان لوگوں میں سے پاک دامن عورتیں جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی (تمہارے لیے حلال ہیں)'۔ یہاں محصنات سے مراد پاک دامن عورتیں ہیں جب کہ سورۃ النساء میں پاک دامن محرمات سے مراد شادی شدہ خواتین ہیں۔

کہا گیا ہے: وہ پاک دامن عورتیں جو مباح ہیں، وہ آزاد عورتیں ہیں؛ اِسی لیے اَہلِ کتاب کی باندیاں حلال نہیں ہیں۔ لہٰذا پہلا قول ہی درج ذیل چند وجوہ کی بناء پر درست ہے:

پہلی وجہ: مسلمان عورت کے نکاح میں حریت (آزادی) شرط نہیں ہے۔

دوسری وجہ: اللہ تعالیٰ نے پاک دامنی کی صفت مرد و عورت دونوں کی جانب بیان فرمائی ہے۔ ارشاد فرمایا: ﴿اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ﴾ 'جب کہ تم انہیں ان کے مَہر ادا کر دو'۔ اور یہ احصان بلاشبہ پاک دامنی ہے۔ اسی طرح یہی احصان (پاک دامنی) عورت کی جانب بھی مذکور ہے۔

تیسری وجہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ کھانے ذکر فرمائے اور پاکیزہ نکاح کا بھی ذکر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ط وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ص وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ز وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ 'آج تمہارے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئیں، اور ان لوگوں کا ذبیحہ (بھی) جنہیں (الہامی) کتاب دی گئی تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا ذبیحہ ان کے لیے حلال ہے، اور (اسی طرح) پاک دامن مسلمان عورتیں اور ان لوگوں میں سے پاک دامن عورتیں جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی (تمہارے لیے حلال ہیں)'۔

وَالْمَقْصُوْدُ أَنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ أَبَاحَ لَنَا الْمُحْصَنَاتِ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، وَفَعَلَهُ أَصْحَابُ نَبِيِّنَا ﷺ فَتَزَوَّجَ عُثْمَانُ نَصْرَانِيَّةً، وَتَزَوَّجَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ نَصْرَانِيَّةً، وَتَزَوَّجَ حُذَيْفَةُ يَهُوْدِيَّةً.

قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ: سَأَلْتُ أَبِي عَنِ الْمُسْلِمِ يَتَزَوَّجُ النَّصْرَانِيَّةَ، أَوِ الْيَهُوْدِيَّةَ؟ فَقَالَ: مَا أُحِبُّ أَنْ يَفْعَلَ ذٰلِکَ، فَإِنْ فَعَلَ فَقَدْ فَعَلَ ذٰلِکَ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ.(1)

اور مقصود یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے ہمارے لیے اَہلِ کتاب کی پاک دامن عورتیں مباح قرار دیں اور ہمارے نبی مکرم ﷺ کے اَصحاب نے بھی ایسا کیا۔ پس حضرت عثمان اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہما نے نصرانیہ سے جب کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہودیہ سے شادی کی۔

عبد اللہ بن احمد نے کہا ہے: میں نے اپنے والد سے اس مسلمان کے بارے میں پوچھا جس نے نصرانیہ یا یہودیہ کے ساتھ شادی کی ہو؟ آپ نے فرمایا: میں یہ پسند نہیں کرتا کہ وہ ایسا کرے، اگر اس نے ایسا کیا تو حضور نبی اکرم ﷺ کے بعض اَصحاب نے بھی ایسا کیا ہے۔

وَقَدْ تَأَوَّلَتِ الشِّيْعَةُ الْآيَةَ عَلٰى غَيْرِ تَأْوِيْلِهَا، فَقَالُوْا: الْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ مَنْ كَانَتْ مُسْلِمَةً فِي الْأَصْلِ، ﴿وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ [المائدة، ٥:٥] مَنْ كَانَتْ كِتَابِيَّةً، ثُمَّ أَسْلَمَتْ.

قَالُوا: وَحَمَلْنَا عَلٰى هٰذَا التَّأْوِيْلِ قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿وَلَا تَنْكِحُوا

(١) ١۔ خلال، أحكام أهل الملل: ١٥٩، رقم: ٤٤٨
٢۔ ابن القيم، أحكام أهل الذمة، ١: ٧٩٥

الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ﴾ [البقرة، ٢: ٢٢١]، وَأَيُّ شِرْكٍ أَعْظَمُ مِنْ قَوْلِهَا: 'اَللّٰهُ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ'؟ وَقَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ﴾ [الممتحنة، ٦٠: ١٠]، وَأَجَابَ الْجُمْهُورُ بِجَوَابَيْنِ:(١)

أَحَدُهُمَا: أَنَّ الْمُرَادَ بِالْمُشْرِكَاتِ الْوَثَنِيَّاتُ.

قَالُوْا: وَأَهْلُ الْكِتَابِ لَا يَدْخُلُوْنَ فِي لَفْظِ 'الْمُشْرِكِيْنَ' فِي كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى. قَالَ تَعَالٰى: ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ﴾ [البينة، ٩٨: ١]، وَقَالَ تَعَالٰى: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصَّابِئِيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا﴾ [الحج، ٢٢: ١٧].

وَكَذٰلِكَ الْكَوَافِرُ الْمَنْهِيُّ عَنِ التَّمَسُّكِ بِعِصْمَتِهِنَّ إِنَّمَا هُنَّ الْمُشْرِكَاتُ، فَإِنَّ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي قِصَّةِ الْحُدَيْبِيَةِ، وَلَمْ يَكُنْ لِلْمُسْلِمِيْنَ زَوْجَاتٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِذْ ذَاكَ، وَغَايَةُ مَا فِي ذَاكَ التَّخْصِيْصُ، وَلَا مَحْذُوْرَ فِيْهِ إِذَا دَلَّ عَلَيْهِ دَلِيْلٌ.(٢)

الْجَوَابُ الثَّانِي: جَوَابُ الْإِمَامِ أَحْمَدَ، قَالَ فِي رِوَايَةِ ابْنِهِ صَالِحٍ: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ﴾ [البقرة، ٢: ٢٢١]، وَقَالَ فِي سُورَةِ الْمَائِدَةِ، وَهِيَ آخِرُ مَا أُنْزِلَ مِنَ الْقُرْآنِ: ﴿وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ [المائدة، ٥: ٥].(٣)

شیعہ حضرات نے اس آیت کی تاویل اس کی اصل تاویل سے ہٹ کر کی ہے۔

---

(١) ابن القيم، أحكام أهل الذمة، ٢: ٧٩٦

(٢) ابن القيم، أحكام أهل الذمة، ٢: ٧٩٧

(٣) ١۔ خلال، أحكام أهل الملل: ١٦٤–١٦٥، رقم: ٤٦٧

٢۔ ابن القيم، أحكام أهل الذمة، ١: ٧٩٧

انہوں نے کہاہے: مومن عورتوں میں پاک دامن وہ ہیں جو اصلا مسلمان ہوں ﴿وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ 'اور ان لوگوں میں سے پاک دامن عورتیں جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی' سے مراد وہ عورت جو کتابیہ تھی، پھر اسلام لے آئی۔

انہوں نے کہا ہے: ہمیں اس تاویل پر اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ﴾ 'اورتم مشرک عورتوں کے ساتھ نکاح مت کرو جب تک وہ مسلمان نہ ہو جائیں'، نے ابھارا ہے۔ نصاریٰ کے اِس قول - (اللہ تین (معبودوں) میں سے تیسرا ہے) - سے بڑھ کر بھی کوئی شرک ہوسکتا ہے؟ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے اِس فرمان - ﴿وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ﴾ 'اور (اے مسلمانو!) تم بھی کافر عورتوں کو (اپنے) عقدِ نکاح میں نہ روکے رکھو' - کے حوالے سے جمہور نے دو جواب دیے ہیں:

ان کے اعتراضات کا پہلا جواب یہ ہے: مشرکات سے مراد بت پرست خواتین ہیں۔بعض اہل علم نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں 'مشرکین' کے لفظ کا اطلاق اَہلِ کتاب پرنہیں ہوتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ﴾ 'اہلِ کتاب میں سے جو لوگ کافر ہوگئے اور مشرکین اُس وقت تک (کفر سے) الگ ہونے والے نہ تھے'۔ نیز اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصَّابِئِيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا﴾ 'بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جو لوگ یہودی ہوئے اور ستارہ پرست اور نصاریٰ (عیسائی) اور آتش پرست اور جو مشرک ہوئے'۔

اسی طرح وہ کافر عورتیں جن کی عصمتوں کو تھامنے سے منع کیا گیا ہے وہ مشرک عورتیں ہیں۔ بے شک یہ آیت حدیبیہ کے واقعہ میں نازل ہوئی ہے اوراس وقت مسلمانوں کی اَہلِ کتاب میں سے بیویاں نہیں تھیں۔ اس میں جو حد درجہ غایت ہے وہ تخصیص

ہے، اور اس میں ایسا کوئی امر نہیں ہے کہ جس سے بچا جائے اندریں حالات کہ جب اس پر کوئی دلیل بھی ہو۔

دوسرا جواب امام احمد بن حنبل کا ہے۔ آپ نے اپنے بیٹے صالح کی روایت میں کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلاَ تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ﴾ 'اور تم مشرک عورتوں کے ساتھ نکاح مت کرو جب تک وہ مسلمان نہ ہو جائیں'۔ اور سورۃ المائدۃ میں فرمایا ہے اور یہ قرآن پاک کی آخری آیت ہے جو نازل ہوئی ہے: ﴿وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ 'اور ان لوگوں میں سے پاک دامن عورتیں جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی'۔

علامہ ابن قیم کے اس تفصیلی موقف کے اندراج کا مقصد یہ بھی ہے کہ ہمارے عہد میں بعض لوگ دیگر مذاہب کے پیروکاروں کے ساتھ معاملات میں شدت پسندی سے کام لیتے ہیں۔ اس سے نہ صرف بین المذاہب رواداری کی تعلیمات پر کاری ضرب پڑتی ہے بلکہ یورپی ممالک میں بسنے والے لوگوں کے لیے سماجی مسائل اور مشکلات بھی سر اُٹھاتی ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اِس دور کے مسائل اور ہر لمحہ تبدیلی کی زد میں عالمی ماحول کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی سوچ وفکر کو قرآن وسنت اور سلف صالحین سے ہم آہنگ کیا جائے۔

حصہ دُوُم

باب دوازدہم

اِسلام میں ممالک کی تقسیم

(معاہدات و مواثیق کے تناظر میں)

دینِ اِسلام کا مقصود ایک متحرک، مربوط اور پُراَمن انسانی معاشرے کا قیام ہے۔ اسلام نے اجتماعی اور ریاستی سطح پر قیامِ امن، نفاذِ عدل، حقوقِ انسانی کی بحالی اور ظلم و عدوان کے خاتمے کے لیے جہاد کا تصور عطا کیا ہے۔ جہاد ایک وسیع اور کثیر المعنٰی لفظ ہے۔ یہ انفرادی زندگی سے لے کر قومی و ملی اور بین الاقوامی زندگی کی اِصلاح کے لیے عملِ پیہم اور جہدِ مسلسل کا نام ہے۔ جہاد کے موضوع پر ہماری ایک ضخیم کتاب بھی زیر ترتیب ہے۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں بہت سے پہلوؤں پر پہلی مرتبہ روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ المیہ ہے کہ جہاں ایک طرف غیر مسلم مفکرین اور ذرائع ابلاغ نے اسلامی تصورِ جہاد کو بری طرح مجروح کیا ہے وہیں دہشت گرد اور انتہا پسند عناصر نے بھی لفظِ جہاد کو اپنی دہشت گردی اور قتل و غارت گری کا عنوان بنا کر اسلام کو دنیا بھر میں بد نام کرنے اور اسلامی تعلیمات کے چہرے کو مسخ کرنے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی۔ کتاب ہٰذا کا موضوع چونکہ اَہلِ کتاب ہیں، بنا بریں غیر مسلموں کے ساتھ تعلقات کی نوعیت سے متعلق ’بلادِ عالم کی تقسیم‘ کی بحث اُسی کتاب سے یہاں شامل کی جا رہی ہے۔

اِسلامی اَحکام میں بلادِ عالم کو وہاں کے رہنے والے لوگوں اور ان کے مذاہب و حالات کو سامنے رکھتے ہوئے مختلف اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے؛ مثلاً دار الاسلام، دار العہد، دار الصلح، دار الامن اور دار الحرب وغیرہ۔ عصر حاضر میں فہمِ دین کی غلط تعبیر و تشریح کی وجہ سے جہاں دیگر معالات میں شدت پسندی اور دہشت گردی کے مناظر دیکھے جا رہے ہیں، وہیں ممالک کی تقسیم بھی اپنی مرضی سے ہو رہی ہے۔ مختلف گروہ اپنے مخصوص عقائد و نظریات کے تحت جہاں چاہتے ہیں نام نہاد ’جہاد‘ کے نام پر خانہ جنگی شروع کر دیتے ہیں۔ اگر ان سے شرعی دلیل پوچھی جائے اور انسانوں کو قتل کرنے سے منع کیا جائے تو کہتے ہیں: ’یہ دار الحرب ہے، اس لیے ہم مخالف مسلمانوں اور غیر مسلم شہریوں کو قتل کرنا جائز سمجھتے ہیں‘۔ ذیل میں ایسے ہی لوگوں کے لیے ممالک کی تقسیم پر بالتفصیل شرعی حقائق درج کیے جا رہے ہیں۔

ا۔ دار الاسلام (Abode of Islam)

ائمہ و فقہاء نے تھوڑے بہت فرق کے ساتھ دار الاسلام کی مختلف تعریفات کی ہیں، جنہیں ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے:

ا۔ علامہ ابو یعلی حنبلی (۲۱۰-۳۰۷ھ) دار الاسلام کی تعریف میں محض اَحکامِ اسلام کے غلبہ کی بجائے، احکامِ کفر کی نسبت احکامِ اسلام کے اجراء اور غلبہ کو اساس قرار دیتے ہوئے **المعتمد في أصول الدين** میں لکھتے ہیں:

وَكُلُّ دَارٍ كانَتِ الْغَلَبَةُ فِيْهَا لِأَحْكَامِ الإِسْلَامِ دُوْنَ أَحْكَامِ الْكُفْرِ، فَهِيَ دَارُ إِسْلَامٍ.(۱)

ہر وہ ملک جہاں احکامِ کفر کی نسبت احکامِ اسلام کا غلبہ ہو دار الاسلام کے زمرے میں آتا ہے۔

۲۔ علامہ ابنِ مفلح حنبلی (۷۱۷-۷۶۳ھ) بھی دار الاسلام کی تعریف میں اَحکامِ اسلام کے غلبہ کو بنیاد قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

فَكُلُّ دَارٍ غَلَبَ عَلَيْهَا أَحْكَامُ الْمُسْلِمِيْنَ فَدَارُ الإِسْلَامِ.(۲)

ہر وہ علاقہ جہاں مسلمانوں کے احکام کا غلبہ ہو، دار الاسلام کہلاتا ہے۔

۳۔ علامہ ابن القیم حنبلی (۶۹۱-۷۵۱ھ) **أحكام أهل الذمة** میں بیان کرتے ہیں کہ اگر کسی مخصوص خطے میں مسلمان آباد ہوں اور وہاں اسلامی احکام کا اجراء بھی ہو تو وہ دار الاسلام ہے۔ وہ جمہور علماء کی رائے نقل کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

قَالَ الْجُمْهُوْرُ: دَارُ الإِسْلَامِ هِيَ الَّتِي نَزَلَهَا الْمُسْلِمُوْنَ وَجَرَتْ عَلَيْهَا

---

(۱) أبو يعلى حنبلى، المعتمد في أصول الدين:۲۷۶

(۲) إبن مفلح، الآداب الشرعية، ۱:۲۱۱

أَحْكَامُ الإِسْلَامِ. (۱)

جمہور کا قول ہے کہ دار الاسلام سے مراد وہ ملک ہے جہاں مسلمان آباد ہوں اور وہاں اسلامی اَحکام بھی جاری ہوں۔

۴۔ علامہ شوکانی (م۱۲۵۰ھ) دار الاسلام کی تعریف یوں کرتے ہیں:

وَدَارُ الإِسْلَامِ مَا ظَهَرَتْ فِيْهِ الشَّهَادَتَانِ وَالصَّلَاةُ، وَلَمْ تَظْهَرْ فِيْهَا خَصْلَةٌ كُفْرِيَّةٌ. (۲)

جس ملک میں شہادتِ توحید و رسالت اور نماز کا نظام قائم ہو اور اس میں کفریہ خصلت کا غلبہ نہ ہو تو اسے دار الاسلام کہا جائے گا۔

۵۔ شیخ محمد ابو زہرہ (۱۸۹۸-۱۹۷۴ء) نے دار الاسلام کی تعریف اس طرح ہے:

دَارُ الإِسْلَامِ هِيَ الدَّوْلَةُ الَّتِي تُحْكَمُ بِسُلْطَانِ الْمُسْلِمِينَ وَتَكُوْنُ الْمَنَعَةُ وَالْقُوَّةُ فِيْهَا لِلْمُسْلِمِيْنَ. (۳)

دار الاسلام وہ ملک ہے جس کا نظامِ حکومت مسلم حکمران کے کنٹرول میں ہو اور اس کی فوجی و دفاعی طاقت سب مسلمانوں کے ہاتھ میں ہو۔

(ا) دار الاسلام - دار الکفر اور دار الحرب کیسے بنتا ہے؟

ا۔ شمس الائمۃ امام محمد بن احمد سرخسی (م۴۸۳ھ) نے دار الاسلام کے دار الحرب میں بدلنے سے متعلق امامِ اعظم ابو حنیفہ (م۱۵۰ھ) اور صاحبین کا تفصیلی موقف بیان کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

---

(۱) ابن القيم، أحكام أهل الذمة، ۲:۷۲۸

(۲) شوكاني، السيل الجرار، ۴:۵۷۵

(۳) أبو زهرة، العلاقات الدولية فى الإسلام:۵۶

عِنْدَ أَبِي حَنِيْفَةَ إِنَّمَا تَصِيْرُ دَارُهُمْ دَارَ الْحَرْبِ بِثَلَاثِ شَرَائِطَ: أَحَدُهَا: أَنْ تَكُونَ مُتَاخِمَةً أَرْضَ التُّرْكِ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ أَرْضِ الْحَرْبِ دَارٌ لِلْمُسْلِمِينَ، وَالثَّانِي: أَنْ لَا يَبْقٰى فِيهَا مُسْلِمٌ آمِنٌ بِإِيْمَانِهٖ، وَلَا ذِمِّيٌّ آمِنٌ بِأَمَانِهٖ، وَالثَّالِثُ: أَنْ يُظْهِرُوْا أَحْكَامَ الشِّرْكِ فِيْهَا، وَعَنْ أَبِي يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ: إِذَا أَظْهَرُوْا أَحْكَامَ الشِّرْكِ فِيْهَا فَقَدْ صَارَتْ دَارُهُمْ دَارَ حَرْبٍ.(1)

امام ابو حنیفہ کے نزدیک مسلمانوں کا ملک دار الحرب اُس وقت شمار ہوگا جب اس میں تین شرائط پائی جائیں گی:

پہلی یہ کہ دار الاسلام کے پڑوس میں دار الحرب ہو، اس کے اور ارضِ حرب کے درمیان کوئی اور اسلامی ملک نہ ہو۔

دوسری یہ کہ وہاں کوئی بھی مسلمان اپنے ایمان کے ساتھ اور ذمی اپنی اَمان کے ساتھ محفوظ نہ ہو۔

تیسرا یہ کہ غیر مسلم محاربین قبضہ کرکے وہاں احکام کفر و شرک کو غالب کر دیں۔

جبکہ امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک جب حربی دار الاسلام پر قبضہ کرکے وہاں شرک کے احکام غالب کر دیں تو وہ دار الحرب میں بدل جائے گا۔

۲۔ دار الاسلام کے دار الکفر میں بدلنے سے متعلق اِمامِ اعظم ابو حنیفہ کا یہی فتویٰ اِمام علاء الدین کاسانی (م۵۸۷ھ) نے بھی اپنی تصنیف بدائع الصنائع میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔ وہ نقل کرتے ہیں:

قَالَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ: إِنَّهَا لَا تَصِيْرُ دَارَ الْكُفْرِ إِلَّا بِثَلَاثِ شَرَائِطَ:

---

(۱) سرخسی، المبسوط، ۱۰:۱۱۴

أَحَدُهَا: ظُهُوْرُ أَحْكَامِ الْكُفْرِ فِيْهَا.

وَالثَّانِي: أَنْ تَكُوْنَ مُتَاخِمَةً لِدَارِ الْكُفْرِ.

وَالثَّالِثُ: أَنْ لَا يَبْقٰى فِيْهَا مُسْلِمٌ وَلَا ذِمِّيٌّ آمِنًا بِالْأَمَانِ الْأَوَّلِ وَهُوَ أَمَانُ الْمُسْلِمِيْنَ.(۱)

امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں: تین شرائط کے بغیر دار الاسلام، دار الحرب میں تبدیل نہیں ہوسکتا، وہ تین شرائط یہ ہیں:

پہلی شرط یہ کہ اس ملک میں کفر کے اَحکام کا اِجراء ہو جائے۔

دوسری شرط یہ کہ وہ دار الحرب سے متصل ہو، اور

تیسری شرط یہ کہ وہاں کوئی مسلمان یا ذمی پہلی امان یعنی مسلمانوں کی امان کے ساتھ موجود نہ رہے۔

۳۔ علامہ علاء الدین حصکفی (م ۱۰۸۸ھ) نے بھی دار الاسلام کے دار الحرب میں بدلنے سے متعلق امامِ اعظم ابو حنیفہ کے اسی فتویٰ کا ذکر الدّر المختار میں کیا ہے، وہ فرماتے ہیں:

لَا تَصِيْرُ دَارُ الإِسْلَامِ دَارَ حَرْبٍ إِلَّا بِأُمُوْرٍ ثَلَاثَةٍ: بِإِجْرَاءِ أَحْكَامِ أَهْلِ الشِّرْكِ، وَبِاتِّصَالِهَا بِدَارِ الْحَرْبِ، وَبِأَنْ لَا يَبْقٰى فِيْهَا مُسْلِمٌ أَوْ ذِمِّيٌّ آمِنًا بِالْأَمَانِ الْأَوَّلِ.(۲)

تین اُمور کے بغیر دار الاسلام، دار الحرب نہیں ہوسکتا۔ وہ یہ ہیں:

(۱) وہاں مشرکین کے اَحکام کا اِجراء ہو جائے،

(۲) وہ دار الحرب سے ملا ہوا ہو، اور یہ کہ

---

(۱) کاسانی، بدائع الصنائع، ۷: ۱۳۰

(۲) حصکفی، الدر المختار، ۴: ۱۷۴-۱۷۵

(۳) وہاں کوئی مسلمان یا ذمی پہلی امان کے ساتھ موجود نہ رہے۔

۴۔ امامِ اعظم ابو حنیفہ کی اِن شرائط کا تذکرہ امام ابنِ قدامہ حنبلی (م۶۲۰ھ) نے بھی کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

قَالَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ: لَا تَصِيْرُ دَارَ حَرْبٍ حَتّٰى تَجْمَعَ فِيْهَا ثَـلَاثَةَ أَشْيَاءَ أَنْ تَكُوْنَ مُتَاخِمَةً لِدَارِ الْحَرْبِ لَا شَيْءَ بَيْنَهُمَا مِنْ دَارِ الإِسْلَامِ. الثَّانِي: أَنْ لَا يَبْقٰى فِيْهَا مُسْلِمٌ وَلَا ذِمِّيٌّ آمِنٌ، الثَّالِثُ: أَنْ تُجْرٰى فِيْهَا أَحْكَامُهُمْ. (۱)

امام ابو حنیفہ نے فرمایا: دارالاسلام، دارالحرب میں (اُس وقت تک) نہیں بدلتا یہاں تک کہ وہ اپنے اندر تین اُمور کو جمع نہ کر لے۔

اولاً یہ کہ وہ دارالحرب کے ساتھ متصل ہو اور ان دونوں کے درمیان دارالاسلام کی کوئی بھی چیز نہ ہو،

ثانیاً یہ کہ اس میں کوئی بھی مسلمان اور ذمی حالتِ امن میں نہ ہو، اور

ثالثاً یہ کہ وہاں غیر مسلموں کے احکامات جاری ہوں۔

۵۔ شیخ محمد بن احمد بن عرفہ دسوقی مالکی (م۱۲۳۰ھ) بیان کرتے ہیں:

بِلَادُ الإِسْلَامِ لَا تَصِيْرُ دَارَ حَرْبٍ بِأَخْذِ الْكُفَّارِ لَهَا بِالْقَهْرِ مَا دَامَتْ شَعَائِرُ الإِسْلَامِ قَائِمَةً فِيْهَا.......

بِلَادُ الإِسْلَامِ لَا تَصِيْرُ دَارَ حَرْبٍ بِمُجَرَّدِ اسْتِيْلَائِهِمْ عَلَيْهَا بَلْ حَتّٰى تَنْقَطِعَ إِقَامَةُ شَعَائِرِ الإِسْلَامِ عَنْهَا وَأَمَّا مَا دَامَتْ شَعَائِرُ الإِسْلَامِ أَوْ غَالِبُهَا قَائِمَةً فِيْهَا فَـلَا تَصِيْرُ دَارَ حَرْبٍ. (۲)

---

(۱) ابن قدامة، المغني في فقه الإمام أحمد بن حنبل، ۹:۲۵-۲۶

(۲) دسوقي، حاشية على الشرح الكبير على مختصر خليل للدردير، ۲:۱۸۸

جب تک اسلامی ممالک میں شعائرِ اسلام کا اِجراء ہوتا رہے اس وقت تک محض کفار کے ان پر غلبہ سے وہ دار الحرب میں نہیں بدل سکتے۔......

اسلامی ممالک میں جب تک شعائرِ اسلام پر عمل پیرا ہونے کا خاتمہ نہ ہو محض کفار کے ان پر تسلط سے وہ دارِ حرب نہیں ہو سکتے، جب تک شعائرِ اسلام کا نفاذ ہوتا رہے گا یا ان کی غالب حیثیت اسلامی ممالک میں برقرار رہے گی، وہ دار الحرب نہیں کہلائیں گے۔

۶۔ شیخ احمد بن محمد الصاوی الخلوتی مالکی (م۱۲۴۱ھ) نے بھی اپنی تصنیف ’بُلْغَةُ السالک لأقرب المسالک علی الشرح الصغیر لأحمد الدردیر (۲:۱۸۷)‘ میں یہی مالکی نقطۂ نظر بیان کیا ہے۔

۷۔ علامہ شوکانی (م۱۲۵۵ھ) سلفی اپنا نقطہ نظر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

إِنْ كَانَتِ الْأَوَامِرُ وَالنَّوَاهِي فِي الدَّارِ لِأَهْلِ الإِسْلَامِ بِحَيْثُ لا يَسْتَطِيْعُ مَنْ فِيْهَا مِنَ الْكُفَّارِ أَنْ يَتَظَاهَرَ بِكُفْرِهِ إِلَّا لِكَوْنِهِ مَأْذُوْنًا لَهُ بِذٰلِكَ مِنْ أَهْلِ الإِسْلَامِ فَهٰذِهِ دَارُ إِسْلَامٍ، وَلَا يَضُرُّ ظُهُوْرُ الْخِصَالِ الْكُفْرِيَّةِ فِيْهَا لِأَنَّهَا لَمْ تَظْهَرْ بِقُوَّةِ الْكُفَّارِ وَلَا بِصَوْلَتِهِمْ كَمَا هُوَ مُشَاهَدٌ فِي أَهْلِ الذِّمَّةِ مِنَ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى وَالْمُعَاهِدِينَ السَّاكِنِيْنَ فِي الْمَدَائِنِ الإِسْلَامِيَّةِ، وَإِذَا كَانَ الْأَمْرُ الْعَكْسَ فَالدَّارُ بِالْعَكْسِ.(۱)

اگر کسی ملک میں اسلامی اَوامر و نواہی (اسلامی احکام) کا نظام رائج ہو اور وہاں کفار اپنے کفر کو ظاہر کرنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں مگر یہ کہ انہیں اس کے لیے وہاں اہلِ اسلام کی طرف سے اجازت ہو تو وہ ملک دارالاسلام شمار ہوگا، یاد رہے کہ وہاں کفریہ خصلتوں کے ظاہر ہونے سے اسے کچھ نقصان نہیں ہوگا کیونکہ کفار کی قوت اور ان

(۱) شوکاني، السیل الجرار، ۴:۵۷۵

کے اثر سے ان خصلتوں کو وہاں غالب حیثیت حاصل نہیں ہو سکتی جیسا کہ بلادِ اسلامیہ میں رہنے والے غیر مسلم یہود و نصاریٰ اور دیگر معاہدین کے احوال اس پر گواہ ہیں۔ ہاں اگر معاملہ اس کے برعکس ہوا تب 'دار' کی نوعیت بھی اس کے برعکس ہوگی (یعنی وہ دار الکفر ہوگا)۔

(۲) دار الحرب کے لیے کڑی شرائط

امامِ اعظم ابو حنیفہ (م۱۵۰ھ) سمیت دیگر علماء کی مذکورہ بالا بحث سے پتہ چلا کہ کسی بھی اسلامی ملک کو دار الکفر یا دار الحرب میں تبدیل کرنے کے لیے درج ذیل شرائط ہیں:

۱۔ دار الاسلام میں شرکیہ و کفریہ احکام کا غلبہ ہو جائے۔ یعنی وہاں توحید کی بجائے بت پرستی غالب ہو، اللہ ﷻ اور حضور نبی اکرم ﷺ کے احکام کی بجائے غیر مسلموں کے احکام مکمل نافذ ہو جائیں اور مسلمانوں کا عقیدہ اور اَعمال اس سرزمین پر ممنوع ہو جائیں۔

۲۔ وہاں کے رہنے والے کسی بھی مسلم یا غیر مسلم کو پہلی اسلامی حکومت کے دور کی امان اور تحفظ حاصل نہ رہے۔ یعنی وہاں کاملاً کسی غیر مسلم حکومت کا عملی نفاذ ہو جائے۔

۳۔ وہاں سے شعائرِ اسلام اذان، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ کو مٹا دیا جائے۔

۴۔ مسلم قوم غالب اکثریت میں نہ رہے۔

یاد رہے کہ یہ تمام شرائط بیک وقت جب کسی مسلم ملک میں پائی جائیں تب اس کی اسلامی حیثیت مجروح ہوگی، بصورتِ دیگر کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی بھی اسلامی ملک کو دار الحرب ٹھہرا کر وہاں فتنہ وفساد اور قتل و غارت گری کا بازار گرم کرے۔ ان چار صورتوں میں سے اگر کوئی ایک صورت مفقود ہو تو تب بھی وہ دار الاسلام ہی متصور گا۔ امام ابو جعفر طحاوی (م۳۲۱ھ) نے امامِ اعظم کے اسی فتویٰ کا تذکرہ کرنے کے بعد یہ جملہ بھی اضافہ کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

إِنْ فُقِدَ شَيءٌ مِنْ ذٰلِکَ لَمْ تَکُنْ دَارَ حَرْبٍ. (۱)

اگر اِن میں سے کوئی ایک صورت بھی نہ پائی گئی تو وہ دار الحرب نہیں بنے گا (بلکہ بدستور دار الاسلام ہی رہے گا)۔

(۳) دار الحرب سے متعلق سخت شرائط عائد کرنے میں حکمت

فقہاے اسلام خصوصاً اَحناف نے کسی ملک کو دار الکفر یا دار الحرب قرار دینے کے لیے درج بالا شرائط عائد کی ہیں۔ ان شرائط کے بغیر کوئی شہر یا ملک دار الحرب نہیں کہلائے گا۔ ان شرائط میں بھی دراصل احتیاط اور امن و مصالحتِ عامہ کا پیغام مضمر ہے۔

۱۔ امام سرخسی المبسوط میں بیان کرتے ہیں:

أَبُوْ حَنِيْفَةَ يَعْتَبِرُ تَمَامَ الْقَهْرِ وَالْقُوَّةِ، لِأَنَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةَ کَانَتْ مِنْ دَارِ الإِسْلَامِ، مُحْرَزَةً لِلْمُسْلِمِينَ فَلَا يَبْطُلُ ذٰلِکَ الإِحْرَازُ إِلَّا بِتَمَامِ الْقَهْرِ مِنَ الْمُشْرِکِينَ، وَذٰلِکَ بِاسْتِجْمَاعِ الشَّرَائِطِ الثَّلَاثِ، لِأَنَّهَا إِذَا لَمْ تَکُنْ مُتَّصِلَةً بِالشِّرْکِ فَأَهْلُهَا مَقْهُوْرُوْنَ بِإِحَاطَةِ الْمُسْلِمِيْنَ بِهِمْ مِنْ کُلِّ جَانِبٍ، فَکَذٰلِکَ إِنْ بَقِيَ فِيْهَا مُسْلِمٌ أَوْ ذِمِّيٌّ آمِنٌ فَذٰلِکَ دَلِيْلُ عَدَمِ تَمَامِ الْقَهْرِ مِنْهُمْ. (۲)

امام ابو حنیفہ غلبہ اور قوت (یعنی سلطان و اقتدار) کا اِعتبار کرتے ہیں، کیونکہ یہ شہر دارالاسلام میں شامل مسلمانوں کے لیے پناہ گاہ تھا، لہٰذا مشرکین کے مکمل قبضہ سے ہی یہ پناہ گاہ ختم ہو گی اور یہ بیک وقت تینوں شرائط پائے جانے سے ہی ممکن ہوگا (اس سے کم صورت میں نہیں)۔ اگر اس میں احکامِ کفر و شرک کو فروغ نہ ملا تو مطلب یہ ہوگا کہ ہر جانب سے مسلمانوں کے گھیراؤ کے سبب اہلِ شرک وہاں مغلوب

(۱) طحاوی، مختصر إختلاف العلماء، ۳: ۴۶۹

(۲) سرخسی، المبسوط، ۱۰: ۱۱۴

ہوں گے، اسی طرح مسلم حکومت میں مسلمان یا ذمی امن میں ہیں تو یہ غیر مسلموں کے عدمِ غلبہ کی دلیل ہے۔

۲۔ امام علاء الدین کاسانی حنفی (م۵۸۷ھ) نے امامِ اعظم کا فتویٰ درج کرنے کے بعد لکھا ہے:

وَجْهُ قَوْلِ أَبِي حَنِيْفَةَ أَنَّ الْمَقْصُوْدَ مِنْ إِضَافَةِ الدَّارِ إِلَى الإِسْلَامِ وَالْكُفْرِ لَيْسَ هُوَ عَيْنَ الإِسْلَامِ وَالْكُفْرِ، وَإِنَّمَا الْمَقْصُوْدُ هُوَ الْأَمْنُ وَالْخَوْفُ. وَمَعْنَاهُ أَنَّ الْأَمَانَ إِنْ كَانَ لِلْمُسْلِمِيْنَ فِيْهَا عَلَى الإِطْلَاقِ، وَالْخَوْفُ لِلْكَفَرَةِ عَلَى الإِطْلَاقِ، فَهِيَ دَارُ الإِسْلَامِ، وَإِنْ كَانَ الْأَمَانُ فِيْهَا لِلْكَفَرَةِ عَلَى الإِطْلَاقِ، وَالْخَوْفُ لِلْمُسْلِمِيْنَ عَلَى الإِطْلَاقِ، فَهِيَ دَارُ الْكُفْرِ. وَالْأَحْكَامُ مَبْنِيَّةٌ عَلَى الْأَمَانِ وَالْخَوْفِ، لَا عَلَى الإِسْلَامِ وَالْكُفْرِ، فَكَانَ اعْتِبَارُ الْأَمَانِ وَالْخَوْفِ أَوْلٰى، فَمَا لَمْ تَقَعِ الْحَاجَةُ لِلْمُسْلِمِيْنَ إِلَى الْاِسْتِئْمَانِ بَقِيَ الْأَمْنُ الثَّابِتُ فِيْهَا عَلَى الإِطْلَاقِ، فَلَا تَصِيْرُ دَارَ الْكُفْرِ. (۱)

امام ابو حنیفہ کے قول کی توجیہہ یہ ہے کہ دار کی اسلام اور کفر کے ساتھ اِضافت سے مقصود خود اسلام اور کفر نہیں ہے، بلکہ اس سے مقصود امن اور خوف ہے (یعنی دار الاسلام سے مراد فقط 'دار الامن' ہے اور دار الکفر کا معنیٰ 'دار الخوف' ہے)۔ اس کا معنیٰ یہ ہے:

اگر کسی ملک میں مسلمانوں کو مطلقاً امان حاصل ہے اور کفار کے لیے اصلاً خوف ہے (تا آنکہ اسلامی حکومت ان کے تحفظ کی ضمانت دے) تو وہ دار الاسلام ہے۔

اور اگر وہاں کفار کو مطلق امان حاصل ہے اور مسلمانوں کے لیے مطلقاً خوف ہے تو وہ

---

(۱) كاساني، بدائع الصنائع، ۷: ۱۳۱

دار الکفر ہے۔

یعنی احکام کا اِطلاق اَمن اور خوف کی بنیاد پر ہوگا نہ کہ عقیدۂ اسلام اور عقیدۂ کفر کی بنیاد پر، لہٰذا اَمان اور خوف کا اعتبار کرنا اولیٰ ہے۔ جب تک مسلمانوں کو امان حاصل کرنے کی ضرورت پیش نہ آئے اور وہاں جو پہلے سے اَمن قائم تھا وہ برقرار ہے تو وہ دار الکفر نہ بنے گا۔

(۴) نافرمانیوں کے غلبہ کی وجہ سے دار الاسلام کو دار الکفر قرار دینا غلط ہے

ماضی قریب کے معروف سلفی عالم دین علامہ شوکانی (م ۱۲۵۰ھ) لکھتے ہیں:

إِلْحَاقُ دَارِ الإِسْلَامِ بِدَارِ الْكُفْرِ بِمُجَرَّدِ وُقُوْعِ الْمَعَاصِي فِيْهَا عَلٰى وَجْهِ الظُّهُوْرِ لَيْسَ بِمُنَاسِبٍ لِعِلْمِ الرِّوَايَةِ وَلَا لِعِلْمِ الدِّرَايَةِ. [1]

دار الاسلام کو محض اس وجہ سے دار الکفر قرار دینا کہ وہاں نافرمانیوں کا غلبہ ہو گیا ہے علم روایت (قرآن و سنت) اور علم درایت (عقل و دانش اور فہم و فراست) کسی لحاظ سے بھی مناسب نہیں ہے۔

(۵) دار الحرب کے لیے تَمَامَ الْقَهْرِ وَالْقُوَّة کا ہونا لازم ہے

امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک مسلمانوں کے کسی ملک کا دار الاسلام سے دار الحرب میں منتقل ہونے کے لیے محض دشمن کے جزوی قبضہ یعنی الْقَهْر وَالْقُوَّة کا ہونا نہیں بلکہ کامل قبضہ یعنی تَمَامَ الْقَهْرِ وَالْقُوَّة کا ہونا لازم ہے۔

امام اعظم کے نزدیک دار کی اسلام اور کفر کی طرف نسبت سے مقصود، خود اسلام اور کفر نہیں ہے، بلکہ اس سے مقصود حالتِ امن اور خوف ہے۔

(۱) شوکانی، نیل الأوطار، ۸: ۱۷۹

امام علاء الدین کاسانی حنفی (م۵۸۷ھ) نے امامِ اعظم کا فتویٰ درج کرنے کے بعد لکھا ہے:

وَجْهُ قَوْلِ أَبِي حَنِيْفَةَ أَنَّ الْمَقْصُوْدَ مِنْ إِضَافَةِ الدَّارِ إِلَى الإِسْلَامِ وَالْكُفْرِ لَيْسَ هُوَ عَيْنُ الإِسْلَامِ وَالْكُفْرِ، وَإِنَّمَا الْمَقْصُوْدُ هُوَ الْأَمْنُ وَالْخَوْفُ. (۱)

امام ابو حنیفہ کے قول کی توجیہہ یہ ہے کہ دار کی اسلام اور کفر کے ساتھ اِضافت سے مقصود خود اسلام اور کفر نہیں ہے، بلکہ اس سے مقصود امن اور خوف ہے (یعنی دار الاسلام سے مراد فقط 'دار الامن' ہے اور دار الکفر کا معنی 'دار الخوف' ہے)۔

امام ابو حنیفہ مزید فرماتے ہیں کہ احکام کا اِطلاق اَمن اور خوف کی بنیاد پر ہوگا نہ کہ عقیدۂ اسلام اور عقیدۂ کفر کی بنیاد پر۔ لہٰذا 'اَمان' اور 'خوف' کا اعتبار کرنا اولیٰ ہے۔ جب تک مسلمانوں کو امان حاصل کرنے کی ضرورت پیش نہ آئے اور وہاں جو پہلے سے اَمن قائم تھا وہ برقرار ہےتو وہ دار الکفر نہ بنے گا۔(۲)

(٦) دار الحرب کے بارے میں مولانا تھانوی کی رائے

مولانا تھانوی اپنی معروف کتاب کشاف إصطلاحات الفنون میں امام جمال الدین بن عماد الدین الحنفی کی فصول الأحکام في أصول الأحکام کے حوالے سے لکھتے ہیں:

وَلَا خِلَافَ فِي أَنَّهُ يَصِيْرُ دَارُ الْحَرْبِ دَارَ الإِسْلَامِ بِإِجْرَاءِ بَعْضِ أَحْكَامِ الإِسْلَامِ فِيْهَا. (۳)

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ دار الحرب اس وقت تک دار الاسلام ہی رہتا ہے جب تک اس میں بعض احکامِ اسلام نافذ ہوں۔

(۱) کاساني، بدائع الصنائع، ۷: ۱۳۱
(۲) کاساني، بدائع الصنائع، ۷: ۱۳۱
(۳) تهانوی، کشاف اصطلاحات الفنون، ۱: ۴۶۶

وہ دار الاسلام کی دار الحرب میں منتقل ہونے کی تیسری شرط نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَثَالِثُهَا زَوَالُ الْأَمَانِ الْأَوَّلِ، أَيْ لَمْ يَبْقَ مُسْلِمٌ وَلَا ذِمِّيٌّ آمِنًا إِلَّا بِأَمَانِ الْكُفَّارِ، وَلَمْ يَبْقَ الْأَمَانُ الَّذِي كَانَ لِلْمُسْلِمِ بِإِسْلَامِهِ.(۱)

اور اس میں سے تیسری بات یہ ہے کہ پہلا والا امان ختم ہو جائے گا، یعنی کوئی مسلمان، ذمی امان میں نہیں رہے گا مگر اس امان میں جو اسلام کے ذریعے مسلمان کو حاصل ہوا۔

مولانا تھانوی، امام علی بن محمد بن اسماعیل الإسبیجابی السمر قندی (۵۳۵ھ) کے حوالے سے مزید لکھتے ہیں:

أَنَّ الدَّارَ مَحْكُومَةٌ بِدَارِ الإِسْلَامِ بِبَقَاءِ حُكْمٍ وَاحِدٍ فِيهَا كَمَا فِي الْعِمَادِي، وَفَتَاوَى الْهِنْدِيَّةُ، وَفَتَاوٰى قَاضِي خَانَ وَغَيْرِهَا.(۲)

اگر اسلام اور شریعت کا ایک حکم بھی نافذ ہو تو وہ محکوم ملک دار الاسلام ہی ہو گا جیسا کہ عمادی، فتاوی ہندیہ (فتاویٰ عالمگیری) اور فتاوی قاضی خان وغیرہ میں موجود ہے۔

(۷) اِسلامی تعلیمات اور شعائر کے ہوتے ہوئے ملک دار الحرب قرار نہیں دیا جاسکتا

امام ابن قدامہ حنبلی (م۶۲۰ھ) امام اعظم کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک دار الاسلام، دار الحرب میں اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک تین شرائط نہ پائی جائیں۔ ان میں سے دوسری شرط یہ ہے: أَنْ لَا يَبْقٰى فِيهَا مُسْلِمٌ وَلَا ذِمِّيٌّ آمِنٌ یعنی اس میں

(۱) تهانوي، كشاف اصطلاحات الفنون، ۱:۴۶۶

(۲) تهانوى، كشاف اصطلاحات الفنون، ۱:۴۶۶

کوئی بھی مسلمان اور ذمی حالتِ امن میں نہ ہو۔ اس کے بعد امام ابن قدامہ حنبلی فرماتے ہیں کہ وَلَنَا، أَنَّهَا دَارُ كُفَّارٍ[۱] یعنی وہ دارِ کفار تو ہوگا مگر شرعی اعتبار سے دارالکفر یا دار الحرب نہیں ہوگا۔

شیخ محمد بن احمد بن عرفہ دسوقی مالکی (متوفی ۱۲۳۰ھ) بیان کرتے ہیں کہ بِلادُ الإِسْلَامِ لا تصيرُ دارَ حَرْبٍ بِأَخْذِ الكُفَّارِ لَهَا بِالقَهْرِ مَا دَامَتْ شَعَائِرُ الإِسْلَامِ قَائِمَةً فيهَا[۲] جب تک اسلامی ممالک میں شعائرِ اسلام (Signs of Islam) کا اِجراء ہوتا رہے اس وقت تک محض کفار کے ان پر غلبہ سے وہ دار الحرب میں نہیں بدل سکتے۔

(۸) محض کفار کے غلبہ و تسلط سے کوئی ملک دار الحرب قرار نہیں پاتا

مالکی فقہا کے نزدیک بِلادُ الإِسْلَامِ لَا تصيرُ دارَ حَرْبٍ بمُجرَّدِ اسْتِيلَائِهِمْ عَلَيْهَا[۳] یعنی اسلامی ممالک میں جب تک شعائرِ اسلام پر عمل پیرا ہونے کا خاتمہ نہ ہو محض کفار کے ان پر تسلط و قہر اور غلبہ و استیلاء سے وہ دارِ حرب نہیں ہو سکتے۔

علامہ ابن تیمیہ بیان کرتے ہیں:

وَأَمَّا مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْ أَهْلِ الْمُمَانَعَةِ وَالْمُقَاتِلَةِ كَالنِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ وَالرَّاهِبِ وَالشَّيْخِ الْكَبِيرِ وَالْأَعْمٰى وَالزَّمِنِ وَنَحْوِهِمْ فَلَا يُقْتَلُ عِنْدَ جُمْهُورِ الْعُلَمَاءِ.[۴]

وہ تمام لوگ جو غیر محارب ہیں، چاہے وہ فوج سے متعلق ہوں، پادری ہوں، عورتیں ہوں، بچے ہوں، بوڑھے ہوں ان سب غیر محاربین کو جمہور علماء کے نزدیک قتل کرنے

(۱) ابن قدامة، المغني في فقه الامام أحمد بن حنبل، ۹: ۲۶
(۲) دسوقي، حاشية على الشرح الكبير على مختصر خليل للدردير، ۲:۱۸۸
(۳) دسوقي، حاشية على الشرح الكبير على مختصر خليل للدردير، ۲:۱۸۸
(۴) ابن تيمية، مجموع الفتاوى، ۲۸: ۳۵۴

کی اجازت نہیں ہے۔

علامہ ابن القیم حنبلی (۶۹۱-۷۵۱ھ) نے **أحکام أھل الذمۃ** میں بیان کیا ہے کہ اگر کسی مخصوص خطے میں مسلمان آباد ہوں اور وہاں اسلامی احکام کا اجراء بھی ہو تو وہ دار الاسلام ہے۔ وہ جمہور کی رائے نقل کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

دَارُ الإِسْلَامِ هِيَ الَّتِي نَزَلَهَا الْمُسْلِمُونَ وَجَرَتْ عَلَيْهَا أَحْكَامُ الإِسْلَامِ. (۱)

جمہور کا قول ہے کہ دار الاسلام سے مراد وہ ملک ہے جہاں مسلمان آباد ہوں اور وہاں اسلامی اَحکام بھی جاری ہوں۔

۲۔ دار الصلح (Abode of Reconciliation)

دار الصلح سے مراد وہ غیر اسلامی ملک ہے جس کی حکومت کسی اسلامی ملک کی حکومت کے ساتھ بعض شرائط پر صلح اور امن کا معاہدہ کر لے۔ دوسرے لفظوں میں:

جس غیر اسلامی ملک نے کسی بھی اسلامی ملک کے ساتھ چند شرائط پر صلح کر لی ہو اُسے معاہدے یا صلح کی سرزمین (State of Treaty or Reconciliation) کہتے ہیں۔

(۱) دار العہد اور دار الصلح میں فرق

جمہور ائمہ کرام دار العہد اور دار الصلح میں کوئی فرق نہیں کرتے لیکن امام شافعی ان دونوں میں تھوڑا سا فرق کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک:

دار العہد (Abode of Treaty) سے مراد وہ علاقہ یا ملک ہے جہاں کی غیر اسلامی حکومت اور مسلمانوں کے درمیان معاہدہ امن ہو چکا ہو۔

---

(۱) ابن القیم، أحکام أھل الذمۃ، ۲: ۷۲۸

جبکہ دار الصلح (Abode of Reconciliation) سے مراد وہ غیر اِسلامی ملک یا علاقہ ہے جس کے ساتھ مسلمانوں کی جنگ ہو رہی ہو اور پھر حالتِ جنگ سے نکلنے کے لیے ان کے ساتھ بعض شرائط پر صلح طے پا جائے۔ جب تک وہ معاہدۂ صلح قائم رہے اور جنگ رُکی رہے، اس وقت تک وہ علاقہ دار الصلح قرار پائے گا۔

امام شافعی (۱۵۰-۲۰۴ھ) کتاب **الأم** میں دار الحرب کے دار الصلح میں منتقل ہونے کی کیفیت بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

إِذَا غَزَا الإِمَامُ قَوْمًا فَلَمْ يَظْهَرْ عَلَيْهِمْ حَتّٰى عَرَضُوْا عَلَيْهِ الصُّلْحَ عَلٰى شَيءٍ. ...... فَعَلَيْهِ أَنْ يَقْبَلَهُ مِنْهُمْ. (۱)

جب اسلامی حکومت کی کسی غیر مسلم قوم سے جنگ ہو اور مسلمانوں کے اُن پر غالب آنے سے پہلے وہاں کے لوگ کسی شرط پر صلح کی پیش کش کر دیں ...... تو اس مسلم حکومت پر لازم ہے کہ وہ ان کی طرف سے یہ پیش کش قبول کرے۔

امام شافعی کی اس تصریح کے مطابق اگر مسلم حکومت اس متحارب ریاست (combatant state) سے صلح کر لیتی ہے تو اب وہ حکومت دار الحرب سے دار الصلح میں تبدیل ہو جائے گی۔

ڈاکٹر محمد تاج العروسی دار الصلح کی تعریف کرتے ہوئے اپنی کتاب **فقه الجهاد والعلاقات الدولية في الإسلام** میں بیان کرتے ہیں:

هِيَ الَّتِي لَمْ يَظْهَرْ عَلَيْهَا الْمُسْلِمُوْنَ وَعَقَدَ أَهْلُهَا الصُّلْحَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى شَيءٍ. (۲)

وہ علاقہ جس پر مسلمانوں کا قبضہ نہ ہو اور اہلِ علاقہ اور مسلمانوں کے مابین کسی چیز پر

---

(۱) شافعي، الأم، ۴:۱۸۲

(۲) العروسي، فقه الجهاد والعلاقات الدولية في الإسلام: ۳۳۳

باہم صلح ہو جائے تو ایسے علاقہ کو دارالصلح کہتے ہیں۔

(۲) دارالصلح کے معاہدات کی پاسداری کا حکم

سورۃ النساء میں مسلمانوں کو غیر مسلموں کے ساتھ کیے ہوئے عہد و پیمان کی پاسداری اور صلح جوئی کی تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ○[(۱)]

مگر ان لوگوں کو (قتل نہ کرو) جو ایسی قوم سے جا ملے ہوں کہ تمہارے اور ان کے درمیان معاہدۂ (امان ہو چکا) ہو یا وہ (حوصلہ ہار کر) تمہارے پاس اس حال میں آ جائیں کہ ان کے سینے (اس بات سے) تنگ آ چکے ہوں کہ وہ تم سے لڑیں یا اپنی قوم سے لڑیں، اور اگر اللہ چاہتا تو (ان کے دلوں کو ہمت دیتے ہوئے) یقیناً انہیں تم پر غالب کر دیتا تو وہ تم سے ضرور لڑتے، پس اگر وہ تم سے کنارہ کشی کر لیں اور تمہارے ساتھ جنگ نہ کریں اور تمہاری طرف صلح (کا پیغام) بھیجیں تو اللہ نے تمہارے لیے (بھی صلح جوئی کی صورت میں) ان پر (دست درازی کی) کوئی راہ نہیں بنائی○

اِس سے متصل اگلی آیت مبارکہ میں بیان کیا جا رہا ہے کہ اگر بعض فتنہ پرور صلح جوئی کی بجائے ظلم و طغیان اور جبر و تشدد کا ہی راستہ اختیار کریں تو پورے معاشرے کو ان کے شر سے بچانے کے لیے ان کا خاتمہ نہایت ضروری ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ

(۱) النساء، ۴:۹۰

وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ط وَاُولٰٓئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا○(۱)

سو اگر یہ (لوگ) تم سے (لڑنے سے) کنارہ کش نہ ہوں اور (نہ ہی) تمہاری طرف صلح (کا پیغام) بھیجیں اور (نہ ہی) اپنے ہاتھ (فتنہ انگیزی سے) روکیں تو تم انہیں پکڑ (کر قید کر) لو اور انہیں قتل کر ڈالو جہاں کہیں بھی انہیں پاؤ، اور یہ وہ لوگ ہیں جن پر ہم نے تمہیں کھلا اختیار دیا ہے○

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں امام فخر الدین رازی (م ۶۰۶ھ) فرماتے ہیں:

وَالْمَعْنٰى ﴿فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ﴾ وَلَمْ يَطْلُبُوا الصُّلْحَ مِنْكُمْ وَلَمْ ﴿يَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ﴾ قَالَ الْأَكْثَرُوْنَ: وَهٰذَا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّهُمْ إِذَا اعْتَزَلُوا قِتَالَنَا وَطَلَبُوا الصُّلْحَ مِنَّا وَكَفُّوْا أَيْدِيَهِمْ عَنْ إِيْذَائِنَا لَمْ يَجُزْ لَنَا قِتَالُهُمْ وَلَا قَتْلُهُمْ.(۲)

آیت مذکورہ بالا کے معنی کے حوالے سے اکثر مفسرین فرماتے ہیں: یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جب وہ ہمارے خلاف قتال سے کنارا کشی اختیار کریں اور صلح کی خواہش کریں اور اپنے ہاتھ مسلمانوں کی ایذا رسانی سے روک لیں تو ہمارے لیے ان کے خلاف قتال اور ان کا قتل جائز نہیں۔

اسی طرح سورۃ التوبۃ کی آیت نمبر ۱۲ میں معاہدات و مواثیق کا احترام نہ کرنے والوں اور فتنہ پروروں کو سزا دینے کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ لا اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ○

---

(۱) النساء، ۴: ۹۱

(۲) رازي، التفسير الكبير، ۱۰: ۱۷۹

اور اگر وہ (تم سے پُر اَمن باہمی تعلقات کے) اپنے عہد کے بعد اپنی قَسمیں توڑ دیں، (اَز سرِ نو جنگ شروع کر دیں) اور تمہارے دین میں طعنہ زنی کریں تو تم (فتنہ و فساد اور دہشت گردی کا امکان ختم کرنے کے لیے ان) کفر کے سرغنوں سے (دفاعی) جنگ کرو، بے شک ان کی قَسموں کا کوئی اعتبار نہیں تاکہ وہ (اپنی فتنہ پروری سے) باز آ جائیںo

اِس سے اگلی آیت مبارکہ نمبر۱۳ میں نقضِ عہد کرنے والوں، حضور نبی اکرم ﷺ کو مکہ سے نکالنے والوں اور جنگ و فساد کی ابتداء کرنے والوں کے خلاف قتال کی تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ط اَتَخْشَوْنَهُمْ ج فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَo

کیا تم ایسی قوم سے جنگ نہیں کرو گے جنہوں نے اپنی قَسمیں توڑ ڈالیں (یعنی معاہدۂ اَمن توڑ کر حالتِ جنگ بحال کر دی) اور رسول (ﷺ) کو جلا وطن کرنے کا اِرادہ کیا حالاں کہ پہلی مرتبہ انہوں نے تم سے (عہد شکنی اور جنگ کی) ابتداء کی، کیا تم ان سے ڈرتے ہو جب کہ اللہ زیادہ حقدار ہے کہ تم اس سے ڈرو بشرطیکہ تم مومن ہوo

۱۔ امام واحدی (م۴۶۸ھ) مذکورہ آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

وَأَرَادَ بِنَكْثِ الْيَمِيْنِ هٰهُنَا أَنَّهُمْ نَقَضُوْا عَهْدَ الصُّلْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ، وَأَعَانُوْا بَنِي بَكْرٍ عَلٰى خُزَاعَةَ، وَهُمْ كَانُوْا حُلَفَاءَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ ...... وَقَالَ جَمَاعَةٌ مِنَ الْمُفَسِّرِيْنَ[1]**: وَأَرَادَ أَنَّهُمْ قَاتَلُوْا حُلَفَاءَكَ خُزَاعَةَ، فَبَدَأُوْا بِنَقْضِ الْعَهْدِ. ...... قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَالسُّدِّيُّ وَمُجَاهِدٌ يَعْنِي بَنِي خُزَاعَةَ**

(۱) ۱۔ بغوی، معالم التنزیل، ۲:۲۷۲

وَذٰلِکَ أَنَّ قَرِيْشًا أَعَانَتْ بَنِي بَكْرٍ عَلَيْهِمْ.(۱)

یہاں قسم توڑنے سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے حدیبیہ کے مقام پر معاہدۂ صلح توڑ دیا، اور بنوخزاعہ کے مقابلے میں بنوبکر کی مدد کی۔ بنوخزاعہ حضور نبی اکرم ﷺ کے حلیف تھے۔ مفسرین کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے آپ کے حلیفوں بنوخزاعہ کے ساتھ قتال کیا، پس انہوں نے نقضِ عہد کا آغاز کیا۔ ابن عباس، سدی اور مجاہد نے کہا: اس سے مراد بنوخزاعہ ہیں، اور یہ اس لیے ہوا کہ قریش نے اِن کے خلاف بنوبکر کی مدد کی۔

۲۔ حافظ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اَلَّذِيْنَ هَمُّوْا بِإِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ مِنْ مَكَّةَ. ...... وَقَوْلُهُ ﴿وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ﴾ قِيْلَ الْمُرَادُ بِذٰلِكَ يَوْمُ بَدْرٍ ...... وَقِيْلَ الْمُرَادُ نَقْضُهُمُ الْعَهْدَ وَقِتَالُهُمْ مَعَ حُلَفَائِهِمْ بَنِي بَكْرٍ لِخُزَاعَةَ أَحْلَافِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ حَتّٰى سَارَ إِلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ.(۲)

جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو مکہ سے جلا وطن کرنے کا ارادہ کیا ...... ﴿وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ﴾ بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد یوم بدر ہے۔ ......بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد کفار مکہ کی عہد شکنی اور اپنے حلیفوں بنوبکر کے ساتھ مل کر رسول اللہ ﷺ کے حلیفوں بنوخزاعہ کے ساتھ جنگ کرنا ہے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ

.... ۲۔ قرطبی، الجامع لأحكام القرآن، ۸:۸۷

۳۔ ابو حیان، البحر المحیط، ۵:۱۷

۴۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۴:۶۰

۵۔ شوکانی، فتح القدیر، ۲:۳۴۳

(۱) واحدي، الوسيط في تفسير القرآن۲ المجيد، ۲:۴۸۱

(۲) ابن كثير، تفسير القرآن العظيم، ۲: ۳۴۰

کے سال ان پر چڑھائی کر دی۔

۳۔ دار الصلح کے حوالے سے امام جصاص نے ’أحکام القرآن‘ میں محمد بن الحسن کا یہ قول نقل کیا ہے کہ مسلم اکثریتی علاقوں میں واقع غیر مسلم شہریوں کی عبادت گاہوں کو مسمار کرنے کی سختی سے ممانعت ہے اور ان کا تحفظ اسلامی ریاست کا آئینی فرض ہے۔ امام محمد بن الحسن فرماتے ہیں:

فِي أَرْضِ الصُّلْحِ إِذَا صَارَتْ مِصْرًا لِلْمُسْلِمِيْنَ، لَمْ يُهْدَمْ مَا كَانَ فِيْهَا مِنْ بِيْعَةٍ أَوْ كَنِيْسَةٍ أَوْ بَيْتِ نَارٍ.(۱)

صلح کی سرزمین پر جب مسلمانوں کا کوئی شہر بن جائے تو اس میں بھی پائے جانے والے گرجے، کلیسے یا آتش کدے ہرگز گرائے نہیں جائیں گے۔

(۳) قیامِ امن کے لیے صلح جوئی اور مصالحت کو ترجیح

مسلمانوں کو امن و سلامتی کی بحالی کے لیے صلح پر آمادہ کرتے ہوئے سورۃ الانفال میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ ط اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُo وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللهُ.(۲)

اور اگر وہ (کفار) صلح کے لیے جھکیں تو آپ بھی اس کی طرف مائل ہوجائیں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں۔ بے شک وہی خوب سننے والا جاننے والا ہےo اور اگر وہ چاہیں کہ آپ کو دھوکہ دیں تو بے شک آپ کے لیے اللہ کافی ہے۔

اگر فریق مخالف تمام تر مصالحانہ اور صلح جو رویہ کے باوجود معاہدہ کی خلاف ورزی

(۱) جصاص، أحکام القرآن، ۵: ۸۳

(۲) الأنفال، ۸: ۶۱-۶۲

کرتے ہوئے کھلی دشمنی پر اتر آئے تو برابری کی بنیاد پر معاہدہ ختم کیا جا سکتا ہے۔ جب تک فریقِ مخالف معاہدہ کی خلاف ورزی نہ کرے، مسلمانوں کو صبر اور تحمل سے کام لینے کی ہدایت کی گئی ہے، اس ضمن میں ارشاد ہے:

وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ○[١]

اور اگر آپ کو کسی قوم سے خیانت کا اندیشہ ہو تو ان کا عہد ان کی طرف برابری کی بنیاد پر پھینک دیں۔ بے شک اللہ دغا بازوں کو پسند نہیں کرتا○

اسلام کے دینِ اَمن و آشتی اور صلح پسند ہونے کا اس سے بڑا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ اگر مشرکوں میں سے بھی کوئی آپ سے پناہ طلب کرے تو اسے پناہ دے دیں۔ ارشادِ باری ہے:

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ط ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ○[٢]

اور اگر مشرکوں میں سے کوئی بھی آپ سے پناہ کا خواست گار ہو تو اسے پناہ دے دیں تاآنکہ وہ اللہ کا کلام سنے، پھر آپ اسے اس کی جائے امن تک پہنچا دیں، یہ اس لیے کہ وہ لوگ (حق کا) علم نہیں رکھتے○

۳۔ دار العہد (Abode of Treaty)

مصری محقق شیخ ابو زہرہ (۱۸۹۸-۱۹۷۴ء) دار العہد کی تعریف کرتے ہوئے **العلاقات الدولية في الإسلام** میں تحریر کرتے ہیں:

---

(۱) الأنفال، ۵۸:۸

(۲) التوبة، ۶:۹

وَهٰذِهِ الْبِلَادُ هِيَ الَّتِي كَانَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ عَهْدٌ.(۱)

(دار العہد سے مراد) وہ بلاد ہیں جہاں غیر مسلموں اور مسلمانوں کے درمیان کوئی معاہدہ ہو۔

شیخ ابو زہرہ دونوں ریاستوں (یعنی دار الاسلام اور دار الصلح) کی جانب سے باہمی رضا مندی کے ساتھ شرائط کا اختلاف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ قوت وضعف کے لحاظ سے دونوں ریاستوں کی شرائط مختلف ہوسکتی ہیں۔

فَأَهْلُهَا يَعْقِدُوْنَ صُلْحًا مَعَ الْحَاكِمِ الإِسْلَامِيّ عَلٰى شُرُوْطٍ تُشْتَرَطُ مِنَ الْفَرِيْقِيْنَ، وَهٰذِهِ الشُّرُوْطُ تَخْتَلِفُ قُوَّةً وَضُعْفًا عَلٰى حَسْبِ مَا يَتَرَاضٰى عَلَيْهِ الطَّرْفَانِ، وَعَلٰى حَسْبِ هٰذِهِ الْقَبَائِلِ وَتِلْكَ الدَّوْلَةِ قُوَّةً وَضَعْفًا، وعَلٰى مِقْدَارِ حَاجَتِهَا إِلٰى مُنَاصَرَةِ الدَّوْلَةِ الإِسْلَامِيَّةِ.(۲)

اس علاقہ (یعنی محاربین) کے حکمران اسلامی حکومتِ وقت کے ساتھ فریقین کی طرف سے قائم کردہ شرائط پر صلح کرتے ہیں۔ یہ شرائط طرفین کی باہم رضا مندی کے مطابق قوت وضعف کے لحاظ سے مختلف ہوسکتی ہیں اور اُن قبائل وحکومت کی قوت وضعف کے لحاظ سے بھی ان میں فرق آ سکتا ہے، اسلامی حکومت کی مدد و اعانت کی ضرورت کے مطابق بھی یہ شرائط مختلف ہوسکتی ہیں۔

ائمہ کی ان تصریحات کی روشنی میں دار العہد کی تعریف یوں بھی کی جاسکتی ہے:

وہ سارے غیر اسلامی ممالک جن کا اسلامی ممالک کے ساتھ طویل المیعاد یا مستقل (Long Term or Permanent) امن کا معاہدہ ہوگیا ہو، چاہے وہ کسی شرط Immigration or Citizenship وغیرہ کے ساتھ ہو یا بغیر شرط کے، وہ دار العہد

(۱) أبو زهرة، العلاقات الدولية في الإسلام:۵۸

(۲) أبو زهرة، العلاقات الدولية في الإسلام: ۵۹

شمار ہوتے ہیں۔

اب مسلم ریاست پر دار العہد سے کیے ہوئے تمام معاہدات و مواثیق کی پاس داری کرنا ہر حال میں لازم ہے۔

قرآن میں دار العہد سے کیے ہوئے معاہدات کی پاس داری کا حکم

جن مشرک قبائل نے مسلمانوں کے ساتھ عہد شکنی نہیں کی اور ریاست مدینہ کے خلاف کوئی سازش نہیں کی، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ ان کے معاہدات (treaties) کو ان کی مقررہ مدت تک ان کے ساتھ پورا کرو۔ سورۃ التوبہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِلَّا الَّذِیۡنَ عٰهَدۡتُّمۡ مِّنَ الۡمُشۡرِكِیۡنَ ثُمَّ لَمۡ یَنۡقُصُوۡكُمۡ شَیۡـًٔا وَّلَمۡ یُظَاهِرُوۡا عَلَیۡكُمۡ اَحَدًا فَاَتِمُّوۡۤا اِلَیۡهِمۡ عَهۡدَهُمۡ اِلٰی مُدَّتِهِمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الۡمُتَّقِیۡنَ○(۱)

سوائے ان مشرکوں کے جن سے تم نے معاہدہ کیا تھا، پھر انہوں نے تمہارے ساتھ (اپنے عہد کو پورا کرنے میں) کوئی کمی نہیں کی اور نہ تمہارے مقابلہ پر کسی کی مدد (یا پشت پناہی) کی، سو تم ان کے عہد کو ان کی مقررہ مدت تک ان کے ساتھ پورا کرو، بے شک اللہ پرہیزگاروں کو پسند فرماتا ہے○

امام واحدی (م۴۶۸ھ) اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

قَوۡلُهُ: ﴿اِلَّا الَّذِیۡنَ عٰهَدۡتُّمۡ مِّنَ الۡمُشۡرِكِیۡنَ﴾. قَالَ الۡمُفَسِّرُوۡنَ: اسۡتَثۡنَی اللّٰهُ طَائِفَةً وَهُمۡ بَنُوۡ ضَمۡرَةَ هِيَ مِنۡ كِنَانَةَ أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِإِتۡمَامِ عُهُوۡدِهِمۡ، وَكَانَ قَدۡ بَقِيَ لَهُمۡ مِنۡ مُدَّةِ عَهۡدِهِمۡ تِسۡعَةُ أَشۡهُرٍ. وَقَوۡلُهُ: ﴿ثُمَّ لَمۡ

---

(۱) التوبة، ۹:۴

يَنۡقُصُوۡكُمۡ شَيۡـًٔا﴾ أَيُ مِنۡ شُرُوۡطِ الۡعَهۡدِ ﴿وَّلَمۡ يُظَاهِرُوۡا عَلَيۡكُمۡ اَحَدًا﴾ لَمۡ يُعَاوِنُوۡا عَلَيۡكُمۡ عَدُوًّا، ﴿فَاَتِمُّوۡۤا اِلَيۡهِمۡ عَهۡدَهُمۡ اِلٰى مُدَّتِهِمۡ﴾ أَيُ إِلَى انۡقِضَاءِ مُدَّتِهِمۡ. [۱]

اللہ تبارک و تعالیٰ کے فرمان - ﴿اِلَّا الَّذِيۡنَ عٰهَدۡتُّمۡ مِّنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ﴾ 'سوائے ان مشرکوں کے جن سے تم نے معاہدہ کیا تھا' - کے بارے میں مفسرین کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ایک گروہ کا اِستثناء فرمایا اور وہ بنوضمرہ ہیں جو کہ کنانہ کا ایک قبیلہ ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ان کے معاہدات کو پورا کرنے کا حکم دیا، کیوں کہ ان کے معاہدہ کی مدت ختم ہونے میں ابھی نو ماہ باقی تھے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿ثُمَّ لَمۡ يَنۡقُصُوۡكُمۡ شَيۡـًٔا﴾ 'پھر انہوں نے تمہارے ساتھ (اپنے عہد کو پورا کرنے میں) کوئی کمی نہیں کی' یعنی معاہدہ کی شرائط میں سے ﴿وَّلَمۡ يُظَاهِرُوۡا عَلَيۡكُمۡ اَحَدًا﴾ 'اور نہ تمہارے مقابلہ پر کسی کی مدد (یا پشت پناہی) کی' یعنی انہوں نے آپ کے خلاف کسی (دشمن) کی مدد نہیں کی ﴿فَاَتِمُّوۡۤا اِلَيۡهِمۡ عَهۡدَهُمۡ اِلٰى مُدَّتِهِمۡ﴾ 'سو تم ان کے عہد کو ان کی مقررہ مدت تک ان کے ساتھ پورا کرو' یعنی ان کی مدت کے ختم ہونے تک۔

بعد ازاں دوبارہ اسی سورۃ التوبہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلم حکومت کے غیر اسلامی حکومت کے ساتھ کیے گئے عہد کو پورا کرنے کی تلقین کی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

كَيۡفَ يَكُوۡنُ لِلۡمُشۡرِكِيۡنَ عَهۡدٌ عِنۡدَ اللّٰهِ وَعِنۡدَ رَسُوۡلِهٖۤ اِلَّا الَّذِيۡنَ عَاهَدۡتُّمۡ عِنۡدَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ‌ۚ فَمَا اسۡتَقَامُوۡا لَكُمۡ فَاسۡتَقِيۡمُوۡا لَهُمۡ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُتَّقِيۡنَ۝ [۲]

(بھلا) مشرکوں کے لیے اللہ کے ہاں اور اس کے رسول (ﷺ) کے ہاں کوئی عہد کیونکر ہوسکتا ہے؟ سوائے ان لوگوں کے جن سے تم نے مسجدِ حرام کے پاس (حدیبیہ

(۱) واحدي، الوسيط في تفسير القرآن المجيد، ۲: ۴۷۹

(۲) التوبة، ۹:۷

میں) معاہدہ کیا ہے، سو جب تک وہ تمہارے ساتھ (عہد پر) قائم رہیں تم ان کے ساتھ قائم رہو۔ بے شک اللہ پرہیزگاروں کو پسند فرماتا ہےo

اسلام کے دینِ امن و سلامتی ہونے کی اس سے بڑی اور کیا شہادت ہوسکتی ہے کہ مدینہ کے مسلمانوں کو اس وقت تک اہل مکہ کے خلاف قوت کے استعمال کی اجازت نہیں دی گئی جب تک ریاست مکہ نے خود معاہدۂ حدیبیہ کو توڑ کر ریاستِ مدینہ کے حلیفوں پر حملہ کر کے قتلِ عام نہیں کیا۔

سیرت کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے غیر مسلم قوموں سے دو طرح کے معاہدے کیے تھے:

(۱) موقت معاہدہ (timed treaty)

(۲) مطلق معاہدہ (general treaty)

(۱) موقت اور طویل المیعاد معاہدہ (Timed & long term treaty)

موقت اور طویل المیعاد معاہدہ کی مثال صلح حدیبیہ (Pact of Hudaybiyya) ہے جو ریاست مدینہ اور ریاست مکہ کے درمیان ۶ھ میں طے پایا۔ اس امن معاہدہ کی رُو سے مسلمانوں اور اہلِ مکہ کے مابین دس سال تک کے لیے جنگ بندی (10-year no war pact) کا اعلان کر دیا گیا۔ اس طرح دونوں ریاستوں کو معاہدہ کا پابند کر کے ان کے درمیان حالتِ جنگ (state of war) کو معطل کر دیا گیا۔

۱۔ امام شافعی (۱۵۰-۲۰۴ھ) صلح حدیبیہ کے اس موقت اور طویل المیعاد معاہدہ کے دورانیہ کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

كَانَتِ الْهُدْنَةُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ عَشْرَ سِنِيْنَ.[۱]

---

(۱) ۱۔ شافعي، الأم، ۴:۱۸۹

۲۔ بيهقي، السنن الكبرى، ۹:۲۲۱

آپ ﷺ اور اہلِ مکہ کے درمیان یہ صلح کا معاہدہ دس سال کے لیے تھا۔

سنن ابی داود میں روایت ہے:

أَنَّهُمُ اصْطَلَحُوْا عَلٰى وَضْعِ الْحَرْبِ عَشْرَ سِنِيْنَ يَأْمَنُ فِيْهِنَّ النَّاسُ وَعَلٰى أَنَّ بَيْنَنَا عَيْبَةً مَكْفُوْفَةً وَأَنَّهُ لا إِسْلَالَ وَلَا إِغْلَالَ.(۱)

اُنہوں (یعنی قریش) نے صلح کی کہ دس سال تک لڑائی بند رکھیں گے۔ لوگ اس مدت میں امن سے رہیں گے۔ فریقین کے دل صاف رہیں گے۔ نہ چھپ کر بدخواہی کی جائے گی اور نہ ہی علی الاعلان کی جائے گی۔

۲۔ علامہ ابن القیم حنبلی (۶۹۱-۷۵۱ھ) نے بھی مسلمانانِ مدینہ اور اہلیانِ مکہ کے مابین جنگ بندی (ceasefire) کے اس معاہدہ کے متعلق **زاد المعاد في هدى خير العباد** میں لکھا ہے:

وَجَرَى الصُّلْحُ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ وأَهْلِ مَكَّةَ عَلٰى وَضْعِ الْحَرْبِ عَشْرَ سِنِيْنَ.(۲)

مسلمانوں اور اہلِ مکہ کے درمیان جنگ بندی کا یہ معاہدہ دس سال کے لیے موثر قرار پایا۔

اِس معاہدہ کی رو سے ریاست مدینہ دار الاسلام (Abode of Islam) اور ریاست مکہ دار العہد (Abode of Treaty) قرار پائے۔ اس معاہدہ کی ریاست مدینہ نے پابندی کی تا آنکہ قریش نے خود اِس کو توڑ دیا۔

۳۔ ریاستِ مکہ کی طرف سے معاہدۂ حدیبیہ کی خلاف ورزی (violation) کی تفصیل

(۱) أبو داود، السنن، كتاب الجهاد، باب في الصلح العدو، ۳: ۸۶، رقم: ۲۷۶۶

(۲) ابن القيم، زاد المعاد فى هدى خير العباد، ۳:۲۹۹

امام عبد الملک بن ہشام (م۲۱۸ھ) سیرت ابن ہشام میں امام ابن اسحاق (م۱۵۱ھ) کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:

فَلَمَّا تَظَاهَرَتْ بَنُو بَكْرٍ وَقُرَيْشٍ عَلٰى خُزَاعَةَ، وأَصَابُوا مِنْهُمْ مَا أَصَابُوا، ونَقَضُوا مَا كَانَ بَيْنَهُمْ وبَيْنَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنَ الْعَهْدِ وَالْمِيْثَاقِ بِمَا اسْتَحَلُّوا مِنْ خُزَاعَةَ، وَكَانُوْا فِي عَقْدِهٖ وَعَهْدِهٖ.(۱)

جب بنو بکر (مشرکینِ مکہ کے حلیف) اور قریش نے بنوخزاعہ پر حملہ کیا اور قتل و غارت گری کی اور انہوں نے بنوخزاعہ جو کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے حلیف تھے، پر حملہ کرکے اس عہد و پیمان کو توڑ دیا جو ان کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان قائم تھا۔

۴۔ اِمام ابوجعفر محمد بن جریر الطبری (۲۲۴-۳۱۰ھ) نے بھی مشرکینِ مکہ کی طرف سے معاہدۂ حدیبیہ کی خلاف ورزی کا تذکرہ اپنی تفسیر جامع البیان في تفسیر القرآن میں کیا ہے کہ اہلیانِ مکہ معاہدہ پر قائم نہ رہے اور انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کے حلیف بنوخزاعہ کے خلاف قریش کے حلیف قبیلے بنوبکر کی مدد کر کے معاہدہ توڑ دیا۔(۲)

۵۔ امام ابوحسن علی بن احمد واحدی (م۴۶۸ھ) سورۃ التوبۃ کی آئت نمبر ۸ - لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ط وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَo 'نہ وہ کسی مسلمان کے حق میں قرابت کا لحاظ کرتے ہیں اور نہ عہد کا، اور وہی لوگ (سرکشی میں) حد سے بڑھنے والے ہیںo' - کی تفسیر میں مشرکین کی عہد شکنی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

﴿وَتَأْبٰى قُلُوْبُهُمْ﴾ الْوَفَاءَ بِهٖ، ﴿وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ﴾ غَادِرُوْنَ نَاقِضُوْنَ لِلْعَهْدِ.(۳)

---

(۱) ابن هشام، السيرة النبوية، ۵: ۴۸

(۲) طبري، جامع البيان في تفسير القرآن، ۱۰: ۸۲

(۳) واحدي، الوجيز في تفسير الكتاب العزيز، ۱: ۴۵۴-۴۵۵

ان کے دل اس معاہدہ کو نبھانے سے گریزاں ہیں اور ان کی اکثریت قانون شکنی کرنے والوں، خیانت کرنے والوں اور معاہدہ توڑنے والوں کی ہے۔

(۲) مطلق معاہداتِ امن و صلح (General Treaty)

i۔ میثاقِ مدینہ (Pact of Medina) کی اَہم ترین خصوصیات

ذیل میں میثاقِ مدینہ کی چند شقیں ذکر کی جاتی ہیں تاکہ کائناتِ انسانی کے پہلے تحریری دستور (first written constitution) کے امتیازات و خصائص واضح ہوسکیں:

۱۔ ریاستی سطح پر تمام طبقاتِ مدینہ کا اتحاد قائم کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ دیگر تمام لوگوں کے مقابل ان کی الگ ایک سیاسی وحدت (political unity) ہوگی۔

إِنَّهُمْ أُمَّةٌ وَاحِدَةٌ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ.(۱)

تمام (دنیا کے دیگر) لوگوں کے بالمقابل ان کی ایک علیحدہ سیاسی وحدت (قومیت) ہوگی۔

۲۔ مسلمانوں کے الگ سیاسی تشخص (political unity) اور مواخات (brotherhood) کو قائم کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا:

وَأَنَّ الْمُؤْمِنِيْنَ بَعْضُهُمْ مَوَالِي بَعْضٍ دُوْنَ النَّاسِ.(۲)

اور اِیمان والے بقیہ لوگوں کے مقابل باہم بھائی ہیں۔

۳۔ ریاستِ مدینہ کے نظم اور writ کو تسلیم کرنے والے یہود کو مدد و اعانت اور عدل و مساوات کی ضمانت دیتے ہوئے حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

---

(۱) ۱۔ ابن هشام، السيرة النبوية، ۳: ۳۲
۲۔ ابن كثير، البداية والنهاية، ۳: ۲۲۴

(۲) ۱۔ ابن هشام، السيرة النبوية، ۳: ۳۳
۲۔ ابن كثير، البداية والنهاية، ۳: ۲۲۵

مَنْ تَبِعَنَا مِنْ يَهُوْدٍ فَإِنَّ لَهُ النَّصْرَ وَالْأُسْوَةَ غَيْرَ مَظْلُوْمِيْنَ وَلَا مُتَنَاصِرِيْنَ عَلَيْهِمْ. (۱)

اہلِ یہود میں سے جو کوئی ہماری حکومت تسلیم کرے گا تو اسے مدد اور مساوات حاصل ہوگی، ان پر ظلم نہ کیا جائے گا اور نہ ان کے خلاف (کسی گروہ کی) کوئی مدد کی جائے گی۔

۴۔ میثاقِ مدینہ کے پہلے آرٹیکل میں مسلمانوں اور یہود کو ایک دوسرے کا حلیف کہا گیا ہے، جبکہ آرٹیکل ۲۸ میں یہودیوں اور دیگر تمام قبائل کو جداگانہ تشخص اور **لِلْيَهُوْدِ دِيْنُهُمْ وَلِلْمُسْلِمِينَ دِيْنُهُمْ** فرما کر دینی و مذہبی آزادیاں (religious freedom) عطا کی گئیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے صراحت کے ساتھ ارشاد فرمایا:

إِنَّ يَهُوْدَ بَنِي عَوْفٍ أُمَّةٌ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ، لِلْيَهُوْدِ دِيْنُهُمْ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ دِيْنُهُمْ مَوَالِيهِمْ وَأَنْفُسُهُمْ، إِلَّا مَنْ ظَلَمَ أَوْ أَثِمَ فَإِنَّهُ لَا يُوْتِغُ إِلَّا نَفْسَهُ وَأَهْلَ بَيْتِهِ. (۲)

بنوعوف کے یہودی، اہلِ ایمان کے ساتھ ایک سیاسی وحدت تسلیم کیے جاتے ہیں، یہودیوں کے لیے ان کا دین اور مسلمانوں کے لیے ان کا دین، موالی ہوں یا اصل، ہاں جو ظلم یا گناہ کرے گا تو وہ اپنے نفس اور اپنے اہل خانہ کے علاوہ کسی کو ہلاک نہیں کرے گا۔

---

(۱) ۱۔ ابن هشام، السيرة النبوية، ۳: ۳۳

۲۔ ابن كثير، البداية والنهاية، ۳: ۲۲۵

(۲) ۱۔ ابن هشام، السيرة النبوية، ۳: ۳۴

۲۔ ابن كثير، البداية والنهاية، ۳: ۲۲۵

اِستحکامِ ریاست اور قیامِ امن کے لیے سیاسی وحدت (Political unity) کی تشکیل

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰی أَعْجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلٰی عَرَبِيٍّ وَلَا لِأَحْمَرَ عَلٰی أَسْوَدَ وَلَا أَسْوَدَ عَلٰی أَحْمَرَ إِلَّا بِالتَّقْوٰی. (۱)

کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت ہے، نہ کسی سرخ کو سیاہ پر اور نہ کسی سیاہ کو سرخ پر فضیلت حاصل ہے، فضیلت کا معیار صرف تقویٰ ہے۔

آپ ﷺ نے تمام طبقات کی سماجی اور سیاسی آزادیوں (socio-political freedom) اور مسلمانوں کے ساتھ ان کے تعلقات کی نوعیت واضح کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا:

وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِي عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ. (۲)

اور ہر گروہ اپنے قیدی کو مسلمانوں کے درمیان میں عدل و انصاف کے ساتھ فدیہ دے کر چھڑائے گا۔

---

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۵: ۴۱۱، الرقم: ۲۳۵۳۶
۲۔ طبراني، المعجم الأوسط، ۵: ۸۶، الرقم: ۴۷۴۹
۳۔ بیهقي، شعب الإیمان، ۴: ۲۸۹، الرقم: ۵۱۳۷

(۲) ۱۔ ابن هشام، السیرة النبویة، ۳: ۳۲
۲۔ بیهقي، السنن الکبری، ۸: ۱۰۶، الرقم: ۱۶۱۴۷-۱۶۱۴۸
۳۔ ابن کثیر، البدایة والنهایة، ۳: ۲۲۴
۴۔ ڈاکٹر حمید الله، الوثائق السیاسیة: ۴۲

حضور ﷺ نظریہ وحدت (Concept of Integration) کے بانی ہیں

آپ ﷺ نے مذہبی، لسانی اور نسلی اختلافات کے باوجود تمام طبقات کو الگ الگ جماعتوں کی بجائے ایک اُمتِ واحدہ میں متحد کر دیا۔ اس طرح آپ نظریہ وحدت (concept of integration) کے بانی ہیں۔ ہم آج ہر طبقے کے لیے مذہبی، سماجی، معاشرتی اور ثقافتی آزادی کی بات کر رہے ہیں جبکہ پیغمبر اسلام ﷺ نے چودہ صدیاں قبل نہ صرف یہود سمیت تمام قبائل کو مذہبی آزادی عطا کی بلکہ ساتھ ہی انہیں **إِنَّ يَهُودَ بَنِي عَوْفٍ أُمَّةٌ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ**[۱] فرما کر مسلمانوں کے ساتھ ایک اُمتِ واحدہ میں پرو بھی دیا۔

ii۔ معاہدۂ نجران (Pact of Najran)

حضور نبی اکرم ﷺ نے نجران کے عیسائیوں سے ایک معاہدہ کیا تھا جس میں ان کی جان اور مال کے حفاظت کی ذمہ داری لی گئی تھی۔ عہدِ نبوی میں اہلِ نجران سے ہونے والا معاہدہ مذہبی تحفظ اور آزادی کے ساتھ ساتھ جملہ حقوق کی حفاظت کے تصور کی عملی وضاحت کرتا ہے۔ اِس میں حضور نبی اکرم ﷺ نے یہ تحریری فرمان جاری فرمایا تھا:

وَلِنَجْرَانَ وَحَاشِيَتِهَا ذِمَّةُ اللهِ وَذِمَّةُ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ رَسُوْلِ اللهِ، عَلٰى دِمَائِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَأَرْضِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ وَمِلَّتِهِمْ وَرَهْبَانِيَّتِهِمْ وَأَسَاقِفَتِهِمْ وَغَائِبِهِمْ وَشَاهِدِهِمْ وَغَيْرِهِمْ وَبَعْثِهِمْ وَأَمْثِلَتِهِمْ، لَا يُغَيَّرُ مَا كَانُوْا عَلَيْهِ، وَلَا يُغَيَّرُ حَقٌّ مِنْ حُقُوقِهِمْ وَأَمْثِلَتِهِمْ، لَا يُفْتَنُ أُسْقُفٌ مِنْ أُسْقُفِيَّتِهِ، وَلَا رَاهِبٌ مِنْ رَهْبَانِيَّتِهِ، وَلَا وَاقِفٌ مِنْ وَقَافِيَتِهِ، عَلٰى مَا تَحْتَ أَيْدِيهِمْ مِنْ قَلِيْلٍ أَوْ كَثِيْرٍ، وَلَيْسَ عَلَيْهِمْ رَهَقٌ.[۲]

---

(۱) ابن هشام، السيرة النبوية، ۳: ۳۴

(۲) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الكبرى، ۱: ۲۸۸، ۳۵۸

۲۔ أبو يوسف، كتاب الخراج: ۷۸

اللہ اور اُس کے رسول محمد ﷺ، اہلِ نجران اور ان کے حلیفوں کے لیے اُن کے خون، ان کی جانوں، ان کے مذہب، ان کی زمینوں، ان کے اموال، ان کے راہبوں اور پادریوں، ان کے موجود اور غیر موجود افراد، ان کے مویشیوں اور قافلوں اور اُن کے استھان (مذہبی ٹھکانے) وغیرہ کے ضامن اور ذمہ دار ہیں۔ جس دین پر وہ ہیں اس سے ان کو نہ پھیرا جائے گا۔ ان کے حقوق اور اُن کی عبادت گاہوں کے حقوق میں کوئی تبدیلی نہ کی جائے گی۔ نہ کسی پادری کو، نہ کسی راہب کو، نہ کسی سردار کو اور نہ کسی عبادت گاہ کے خادم کو - خواہ اس کا عہدہ معمولی ہو یا بڑا - اس سے نہیں ہٹایا جائے گا، اور ان کو کوئی خوف وخطرہ نہ ہوگا۔

حضور ﷺ نے اپنے مواثیق، معاہدات اور فرامین کے ذریعے معاہدین کے تحفظ کو آئینی اور قانونی حیثیت (constitutional & legal status) عطا فرمائی۔[1]

مذکورہ بالا تفصیلات سے واضح ہوا کہ صلح اور امن کے معاہدوں کے ہوتے ہوئے بہت سے غیر اسلامی ممالک کو دار الحرب قرار دینا کسی صورت بھی جائز نہیں۔ ایسے ممالک دار العہد (Abode of Treaty) میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ملک و ریاست کی اجازت کے بغیر خروج و بغاوت، افرادِ معاشرہ کو بلاامتیاز قتل کرنے والوں اور دار العہد سے کیے ہوئے معاہدات کو توڑنے والوں کو مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً کہہ کر گمراہ (misguided) قرار دیا اور فَلَيُسَ مِنِّي فرما کر اُمتِ مسلمہ سے خارج کر دیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: آپ ﷺ نے ایسے فتنہ پروروں کے بارے میں ارشاد فرمایا:

٣۔ أبو عبيد قاسم، كتاب الأموال: ٢٤٤-٢٤٥، رقم: ٥٠٣

٤۔ ابن زنجويه، كتاب الأموال: ٤٤٩-٤٥٠، رقم: ٧٣٢

٥۔ بلاذري، فتوح البلدان: ٧٦

(١) ابن زنجويه، كتاب الأموال: ٤٥٠-٤٥١، رقم: ٧٣٢

مَنْ خَرَجَ مِنَ الطَّاعَةِ وَفَارَقَ الْجَمَاعَةَ فَمَاتَ، مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً، وَمَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عِمِّيَّةٍ يَغْضَبُ لِعَصَبَةٍ أَوْ يَدْعُوْ إِلٰى عَصَبَةٍ أَوْ يَنْصُرُ عَصَبَةً فَقُتِلَ فَقِتْلَةٌ جَاهِلِيَّةٌ، وَمَنْ خَرَجَ عَلٰى أُمَّتِي يَضْرِبُ بَرَّهَا وَفَاجِرَهَا وَلَا يَتَحَاشٰى مِنْ مُؤْمِنِهَا وَلَا يَفِي لِذِي عَهْدٍ عَهْدَهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ.(۱)

جو شخص مسلم ریاست کے نظم اجتماعی سے نکل جائے (یعنی اس کی اتھارٹی کو چیلنج کرے) اور اجتماعیت کو چھوڑ کر الگ گروہ بنا لے۔ پھر وہ مر جائے تو (سمجھ لیجیے کہ) وہ جاہلیت کی موت مرا۔ جو شخص اندھی تقلید میں کسی کی زیر قیادت جنگ کرے یا کسی عصبیت کی بناء پر غضب ناک ہو یا عصبیت کی طرف دعوت دے یا عصبیت کی خاطر جنگ کرے اور مارا جائے تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ جس شخص نے میری اُمت پر خروج کیا اور (ریاست سے بغاوت کر کے الگ لشکر اور جتھے بنا کر بلا اِمتیاز) نیک اور برے سب لوگوں کو قتل کیا، کسی مومن کا لحاظ کیا نہ کسی سے کیا ہوا عہد پورا کیا، اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی میرا اُس سے کوئی تعلق ہے (یعنی وہ میری اُمت سے نہیں اور نہ ہی میں اس کے لیے رحیم و شفیع ہوں گا)۔

فرمانِ نبوی - وَلَا يَفِي لِذِي عَهْدٍ عَهْدَهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ - واضح کر رہا ہے کہ آپ ﷺ نے اَمن و صلح کے معاہدات کے ہوتے ہوئے دار العہد (Abode of Treaty) کے خلاف مسلح کارروائی کرنے والے کو اپنی اُمت سے خارج کر دیا ہے۔

---

(۱) ۱۔ مسلم، الصحيح، كتاب الإمارة، باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين عند ظهور الفتن، ۳: ۱۴۷۶-۱۴۷۷، رقم: ۱۸۴۸

۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۲۹۶، ۴۸۸

۳۔ نسائي، السنن، كتاب تحريم الدم، باب التغليظ فيمن قاتل تحت راية عميه، ۷: ۱۲۳، رقم: ۴۱۱۴

۴۔ دار الامن (Abode of Peace)

موجودہ عصری تناظر میں ہمارے نزدیک دار الامن کی تعریف یہ ہے:

وہ غیر اسلامی ممالک جن کے ساتھ کبھی نہ معاندانہ (hostile) تعلق رہا نہ محاربانہ، نہ کبھی کوئی معاہدۂ امن (treaty of peace) ہوا نہ دشمنی، اور نہ کبھی کسی معاہدے کی نوبت آئی تو ایسے غیر جانبدار ممالک دار الامن (abode of peace) شمار ہوں گے۔

یہ اَمر ذہن نشین رہے کہ دار الحرب (abode of war) صرف وہ ملک کہلاتا ہے جس کے ساتھ براہِ راست کسی ملک کی جنگ ہو رہی ہو۔ اس کے علاوہ باقی جتنے ممالک ہیں وہ اَقوامِ متحدہ (UN) کے معاہدۂ اَمن (treaty of peace) کے ذریعے دار الحرب نہیں بلکہ دار العہد اور دار الامن ہیں۔ موجودہ زمانے میں اَقوامِ متحدہ کے تحت تمام ممالک بشمول امریکہ، برطانیہ اور دیگر غیر مسلم ممالک، دار الامن اور دار العہد ہیں۔

ائمہ احناف کے نزدیک دار الاسلام کا اطلاق

ائمہ احناف نے تو ایسے غیر اسلامی حربی یا غیر حربی ممالک کو بھی مجازاً دار الاسلام سے تعبیر کیا ہے جہاں مسلمانوں کو شعائرِ اسلام (Signs of Islam) پر عمل کرنے کی عام اجازت ہو۔ ان کے نزدیک کوئی بھی غیر اِسلامی ملک اس وقت دار الاسلام بن جاتا ہے جب وہاں اسلامی اَحکام ظاہر ہو جائیں۔

امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک دار الاسلام کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ جہاں مسلمان رہتے ہوں اور نہ ہی دار الکفر کا مفہوم یہ ہے کہ جہاں کافر رہتے ہوں۔ ائمہ احناف کے نزدیک دار کی اسلام اور کفر کی طرف نسبت سے مقصود، خود اسلام اور کفر نہیں ہے، بلکہ اس سے مقصود حالتِ امن اور خوف ہے۔ یعنی احکام کا اطلاق اَمن اور خوف کی بنیاد پر ہوگا نہ کہ اسلام اور کفر کی بنیاد پر۔ اس حوالے سے امام کاسانی کی بدائع الصنائع کی مطلوبہ عبارت ملاحظہ کریں:

وَجْهُ قَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّ الْمَقْصُوْدَ مِنْ إِضَافَةِ الدَّارِ إِلَى الإِسْلَامِ وَالْكُفْرِ لَيْسَ هُوَ عَيْنَ الإِسْلَامِ وَالْكُفْرِ، وَإِنَّمَا الْمَقْصُوْدُ هُوَ الْأَمْنُ وَالْخَوْفُ.(۱)

امام ابو حنیفہ کے قول کی توجیہ یہ ہے کہ دار کی اسلام اور کفر کے ساتھ اِضافت سے مقصود خود اسلام اور کفر نہیں ہے، بلکہ اس سے مقصود امن اور خوف ہے (یعنی دار الاسلام سے مراد فقط 'دار الامن' ہے اور دار الکفر کا معنی 'دار الخوف' ہے)۔

امام اعظم کے نزدیک یہ تقسیم کہ یہ دار الاسلام یا اسلام کا گھر ہے اور یہ کفر کا گھر ہے، سے مراد ہرگز مذہبِ اسلام یا کفر نہیں ہے، بلکہ آپ فرماتے ہیں کہ ہر وہ ملک جہاں مسلمانوں کو امن و سلامتی میسر ہو اسے دار الاسلام کہتے ہیں اور ہر وہ ملک جہاں مسلمانوں یا غیر مسلموں کو امن و سلامتی کی ضمانت نہیں ملتی اسے دار الکفر کہا جاتا ہے۔ یعنی دار الاسلام اور دار الکفر کا امتیاز مذہب کی بنیاد پر نہیں کیا جاتا بلکہ اس کا انحصار اس پر ہے کہ وہاں رہنے والے لوگوں کو امن و سلامتی اور تحفظ و آزادی حاصل ہے یا نہیں۔ آپ نے فرمایا:

وَالْأَحْكَامُ مَبْنِيَّةٌ عَلَى الْأَمَانِ وَالْخَوْفِ لَا عَلَى الإِسْلَامِ وَالْكُفْرِ.(۲)

احکام کا اِطلاق اَمن اور خوف کی بنیاد پر ہوگا نہ کہ عقیدۂ اسلام اور عقیدۂ کفر کی بنیاد پر۔

لہٰذا 'اَمان' اور 'خوف' کا اعتبار کرنا اولیٰ ہے۔ جب تک مسلمانوں کو امان حاصل کرنے کی ضرورت پیش نہ آئے اور وہاں جو پہلے سے اَمن قائم تھا وہ برقرار رہے تو وہ دار الکفر نہ بنے گا۔

نفسِ مسئلہ پر چند ائمہ احناف کی تصریحات ملاحظہ ہوں:

۱۔ امام علاء الدین کاسانی حنفی (م ۵۸۷ھ) اسلامی احکام کے ظہور (یعنی تعلیمات اور

(۱) كاساني، بدائع الصنائع، ۷: ۱۳۱

(۲) كاساني، بدائع الصنائع، ۷: ۱۳۱

شعائر اسلامی پر عمل کی آزادی) کی بنیاد پر غیر اسلامی ملک کو دار الاسلام قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

فَنَقُوْلُ لَا خِلَافَ بَيْنَ أَصْحَابِنَا فِي أَنَّ دَارَ الْكُفْرِ تَصِيْرُ دَارَ إِسْلَامٍ بِظُهُوْرِ أَحْكَامِ الإِسْلَامِ فِيْهَا. (1)

ہم کہتے ہیں کہ ہمارے اصحاب کے درمیان اس امر پر کوئی اختلاف نہیں ہے کہ کوئی بھی غیر اِسلامی ملک اس وقت دار الاسلام بن جاتا ہے جب وہاں اسلامی اَحکام ظاہر ہو جائیں۔

۲۔ علامہ علاء الدین حصکفی (م ۱۰۸۸ھ) کے نزدیک بھی اگر کسی ملک میں اصلاً غیر مسلموں کی اکثریت ہو اور وہ علاقہ کسی مسلم ملک سے ملا ہوا بھی نہ ہو، تب بھی اگر کسی ایسے غیر اسلامی ملک میں اسلامی اَحکام کا اظہار ہو جائے تو وہ ملک دار الاسلام (abode of Islam) ہو جاتا ہے۔

دَارُ الْحَرْبِ تَصِيْرُ دَارَ الْإِسْلَامِ بِإِجْرَاءِ أَحْكَامِ أَهْلِ الْإِسْلَامِ فِيْهَا كَجُمُعَةٍ وَعِيْدٍ، وإِنْ بَقِيَ فِيْهَا كَافِرٌ أَصْلِيٌّ وَإِنْ لَمْ تَتَّصِلْ بِدَارِ الْإِسْلَامِ. (2)

کسی غیر اسلامی غیر حربی ملک میں اگر اسلامی اَحکام مثلاً جمعہ اور عیدین کا اِجراء ہو جائے تو وہ دار الاسلام ہو جاتا ہے، اگرچہ وہاں اصلاً غیر مسلم باقی رہیں اور وہ علاقہ کسی مسلم ملک سے بھی نہ ملا ہو۔

۳۔ بعینہٖ یہی تعریف علامہ عبد الرحمٰن بن شیخ محمد بن سلیمان المعروف شیخ زادہ (م ۱۰۷۸ھ) نے 'مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر (۲:۴۵۵)' میں کی ہے۔

۴۔ موجودہ دور کی صورتحال کے تناظر میں اسی نقطۂ نظر کو شیخ ابو زہرہ (۱۸۹۸-۱۹۷۴ء)

---

(۱) كاساني، بدائع الصنائع، ۷: ۱۳۰

(۲) حصكفي، الدر المختار، ۴: ۱۷۵

نے بھی العلاقات الدولیة في الإسلام میں بیان کیا ہے۔ ان کے نزدیک موجود دور میں ساری دنیا ایک بین الاقوامی نظام کے تحت مجتمع ہے۔ اس عالمی قانون پر عمل پیرا ہونا دراصل اسلام کے اُصولِ ایفائے عہد کے مطابق ہے۔ لہٰذا UN سے وابستہ تمام غیر اسلامی ممالک کو ابتداء ہی سے دارِ حرب شمار نہیں کیا جائے گا بلکہ انہیں دار العہد گردانا جائے گا، سوائے اس ملک سے جس کے ساتھ مسلم ریاست کی براہ راست جنگ ہو رہی ہو، وہ لکھتے ہیں:

إِنَّهُ يَجِبُ أَنْ يُلَاحَظَ أَنَّ الْعَالِمَ الْآنَ تَجْمَعُهُ مُنَظَّمَةٌ وَاحِدَةٌ قَدِ الْتَزَمَ كُلُّ أَعْضَائِهَا بِقَانُوْنِهَا وَنَظُمِهَا، وَحُكْمِ الإِسْلَامِ فِي هٰذِهِ: أَنَّهُ يَجِبُ الْوَفَاءُ بِكُلِّ الْعُهُودِ وَالالْتِزَامَاتِ الَّتِي تَلْتَزِمُهَا الدُّوَلُ الإِسْلَامِيَّةُ عَمَلًا بِقَانُوْنِ الْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ الَّذِي قَرَّرَهُ الْقُرْآنُ الْكَرِيْمُ، وَعَلٰى ذٰلِکَ لَا تُعَدُّ دِيَارُ الْمُخَالِفِيْنَ الَّتِي تَنْتَمِي لِهٰذِهِ الْمُؤَسَّسَةِ الْعَالَمِيَّةِ دَارَ حَرْبٍ ابْتِدَاءً، بَلْ تُعْتَبَرُ دَارَ عَهْدٍ. (1)

(بلاد کے) اس قانون میں غور و خوض کرنا نہایت ضروری ہے کیونکہ موجودہ دور میں ساری دنیا ایک عالمی نظام کے تحت مجتمع ہے۔ اس کے تمام اراکین اس نظام کے قانون اور نظم و ضبط کے پابند ہیں۔ اس متحدہ نظم میں اسلام کا حکم یہ ہے کہ جن معاہدات اور پابندیوں میں اسلامی ممالک نے اپنے آپ کو پابند کیا ہے، عملاً ان کو ہر حال میں پورا کریں۔ اس قانون پر عمل پیرا ہونا دراصل اُس عہد کو پورا کرنا ہے جس کو قرآن کریم نے مقرر کیا ہے۔ اس صورت حال کے پیشِ نظر وہ تمام غیر اسلامی ممالک جو اس عالمی تنظیم (UN) سے وابستہ ہیں، کو ابتداء ہی سے دارِ حرب شمار نہیں کیا جائے گا بلکہ انہیں دار العہد گردانا جائے گا۔

اِن کی مراد قرآن حکیم کی درج ذیل آیت ہے:

(۱) أبو زهرة، العلاقات الدولية في الإسلام: ٦٠

اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْئًا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَo[۱]

سوائے ان مشرکوں کے جن سے تم نے معاہدہ کیا تھا پھر انہوں نے تمہارے ساتھ (اپنے عہد کو پورا کرنے میں) کوئی کمی نہیں کی اور نہ تمہارے مقابلہ پر کسی کی مدد (یا پشت پناہی) کی سو تم ان کے عہد کو ان کی مقررہ مدت تک ان کے ساتھ پورا کرو، بے شک اللہ پرہیزگاروں کو پسند فرماتا ہےo

ہمارے ہاں آج کل علم سے کتنی غفلت ہے کہ اکابر فقہاے اسلام کسی غیر اسلامی ملک کو اسلامی ملک شمار کرنے کے لیے اتنی چھوٹ دیتے ہیں جبکہ چند دہشت گرد اپنی کم فہمی اور شریعتِ اسلامیہ سے دوری کے باعث وہاں خونریزی اور قتل و غارت گری کے فتاویٰ جاری کرتے ہیں۔ اگر ان غیر اسلامی ممالک امریکہ، برطانیہ، فرانس وغیرہ کو دار العہد یا دار الامن کی بجائے دار الحرب قرار دے دیا جائے گا تو وہاں لاکھوں مسلمانوں کا رہنا جائز نہیں ہوگا، ان کے لیے ان ممالک سے شرعی طور پر ہجرت واجب ہو جائے گی۔

۵۔ دار الحرب (Abode of War)

غیر اسلامی ممالک میں سے کسی ملک کا دار الحرب ہونا ایک استثنائی صورت ہے۔ ہم پہلے وضاحت کر چکے ہیں کہ دار الحرب صرف وہ ملک کہلاتا ہے جس کے ساتھ براہِ راست کسی مسلم ملک کی جنگ ہو رہی ہو۔ اس کے علاوہ باقی جتنے ممالک ہیں وہ اَقوامِ متحدہ (UN) کے معاہدۂ اَمن (international treaty of peace) کے ذریعے دار الحرب نہیں بلکہ دار العہد اور دار الامن ہیں۔

شوافع کے نزدیک دار الحرب کی تعریف کرتے ہوئے سعدی ابو حبیب القاموس

(۱) التوبة، ۹:۴

الفقهي میں نقل کرتے ہیں:

دَارُ الْحَرْبِ عِنْدَ الشَّافِعِيَّةِ: بِلَادُ الْكُفَّارِ الَّذِينَ لَا صُلْحَ لَهُمْ مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ.[۱]

شوافع کے نزدیک دار الحرب سے مراد وہ غیر اسلامی ممالک (non-Muslim countries) ہیں جن کی مسلمانوں کے ساتھ صلح نہ ہو (بلکہ جنگ ہو)۔

(۱) غیر محاربین کے لیے اسلام کا حکم

اسلام دورانِ جنگ بھی غیر محارب (non-combatant) لوگوں کے قتلِ عام کی اجازت نہیں دیتا اور ہر حالت میں خونِ ناحق کی مذمت کرتا ہے۔ امام مسلم (م ۲۶۱ھ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فتحِ مکہ کے دن حضور نبی اکرم ﷺ نے غیر محاربین کو عام امان دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ أَلْقَى السِّلَاحَ فَهُوَ آمِنٌ، وَمَنْ أَغْلَقَ بَابَهُ فَهُوَ آمِنٌ.[۲]

جو شخص ابو سفیان کے گھر میں داخل ہو جائے گا اُسے امان ہے، جو شخص ہتھیار پھینک دے اُسے امان ہے اور جو شخص اپنے گھر کے دروازے بند کر لے اُسے بھی امان ہے۔

(۱) سعدي أبو حبيب، القاموس الفقهي: ۸۴

(۲) ۱۔ مسلم، الصحيح، كتاب الجهاد والسير، باب فتح مكة، ۳: ۱۴۰۷، رقم: ۱۷۸۰

۲۔ أبو داؤد، السنن، كتاب الخراج والإمارة والفيء، باب ما جاء في خبر مكة، ۳: ۱۶۲، رقم: ۳۰۲۱

۳۔ بزار، المسند، ۴: ۱۲۲، رقم: ۱۲۹۲

(۲) حکمِ قرآنی اور غیر محاربین سے حسن سلوک

قرآن وحدیث میں غیر محاربین کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرنے کی کثرت سے تلقین موجود ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَا يَنْهٰكُمُ اللهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ط اِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ○ اِنَّمَا يَنْهٰكُمُ اللهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِى الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ج وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ○[(۱)]

اللہ تمہیں اس بات سے منع نہیں فرماتا کہ جن لوگوں نے تم سے دین (کے بارے) میں جنگ نہیں کی اور نہ تمہیں تمہارے گھروں سے (یعنی وطن سے) نکالا ہے کہ تم ان سے بھلائی کا سلوک کرو اور اُن سے عدل و انصاف کا برتاؤ کرو، بے شک اللہ عدل و انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے○ اللہ تو محض تمہیں ایسے لوگوں سے دوستی کرنے سے منع فرماتا ہے جنہوں نے تم سے دین (کے بارے) میں جنگ کی اور تمہیں تمہارے گھروں (یعنی وطن) سے نکالا اور تمہارے باہر نکالے جانے پر (تمہارے دشمنوں کی) مدد کی۔ اور جو شخص اُن سے دوستی کرے گا تو وہی لوگ ظالم ہیں○

۱۔ علامہ ابن الجوزی (۵۱۰-۵۷۹ھ) اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

قَالَ الْمُفَسِّرُوْنَ: هٰذِهِ الْآيَةُ رُخْصَةٌ فِي صِلَةِ الَّذِيْنَ لَمْ يَنْصَبُوا الْحَرْبَ لِلْمُسْلِمِيْنَ وَجَوَازُ بِرِّهِمْ وَإِنْ كَانَتِ الْمُوَالَاةُ مُنْقَطِعَةً مِنْهُمْ.[(۲)]

(۱) الممتحنة، ۶۰:۸-۹

(۲) ابن جوزي، زاد المسير، ۸:۲۳۷

مفسرین نے کہا ہے: جو لوگ مسلمانوں کے ساتھ جنگ میں شریک نہ ہوں یہ آیتِ مبارکہ ان کے ساتھ بھلائی اور نیکی کرنے پر رخصت اور جواز فراہم کرتی ہے اگرچہ ان سے ترکِ موالاۃ ہو چکا ہو۔

۲۔ امام قرطبی (۲۸۴-۳۸۰ھ) اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ جو لوگ مسلمانوں کے ساتھ عداوت اور قتال نہ کریں یہ آیت ان سے بھلائی کی تلقین کرتی ہے، وہ لکھتے ہیں:

هٰذِهِ الْآيَةُ رُخْصَةٌ مِنَ اللهِ تَعَالٰى فِي صِلَةِ الَّذِيْنَ لَمْ يُعَادُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَمْ يُقَاتِلُوْهُمْ.(۱)

یہ آیت اللہ تعالیٰ کی طرف سے رخصت ہے کہ جو لوگ مسلمانوں کے ساتھ عداوت اور قتال نہ کریں ان سے بھلائی کی جائے۔

۳۔ حافظ ابنِ کثیر (م۷۷۴ھ) اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر یوں کرتے ہیں:

أَيْ لَا يَنْهَاكُمْ عَنِ الْإِحْسَانِ إِلَى الْكَفَرَةِ الَّذِيْنَ لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُظَاهِرُوْا أَيْ يُعَاوِنُوْا عَلٰى إِخْرَاجِكُمْ كَالنِّسَاءِ وَالضَّعَفَةِ مِنْهُمْ.(۲)

یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں اُن غیر مسلموں سے بھلائی کرنے سے منع نہیں فرماتا جو تم سے دین کے بارے میں جنگ نہیں کرتے اور نہ وہ تمہاری خواتین وضعیف اَفراد کو ان کے ملک سے نکالنے میں دوسروں کی مدد کرتے ہیں۔

(۳) غیر محاربین کے ساتھ ریاست مدینہ کا مشفقانہ طرزِ عمل

نفسِ مسئلہ کے درست فہم کے لیے حضور نبی اکرم ﷺ کی سیرتِ طیبہ سے ایک واقعہ

(۱) قرطبي، الجامع لأحكام القرآن، ۱۸: ۵۹

(۲) ابن كثير، تفسير القرآن العظيم، ۴: ۳۵۰

قارئین کی نظر کرنا ضروری ہے۔ یہ اُس دور کا واقعہ ہے جب آپ ﷺ ریاستِ مدینہ کے حکمران (head of state) تھے اور مکہ دار العہد تھا۔ آپ ﷺ نے اپنے جود و کرم اور لطف و احسان کے ذریعے اہلیانِ مکہ کے سینوں میں موجود پتھر کی سِلوں کو حساس دلوں میں بدل کر رکھ دیا۔

۱۔ نام ور مؤرخ امام یعقوبی (م۲۷۴ھ) اس واقعہ کو نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ بِشَعِيْرِ ذَهَبٍ وَقِيْلَ نَوٰى ذَهَبٍ مَعَ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ وَأَمَرَهُ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلٰى أَبِي سُفْيَانَ بْنِ حَرْبٍ وَصَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ بْنِ خَلْفٍ وَسَهْلِ بْنِ عَمْرٍو وَيُفَرِّقُهُ ثَلَاثًا ثَلَاثًا. فَامْتَنَعَ صَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ وَسَهْلُ بْنُ عَمْرٍو مِنْ أَخْذِهِ، وَأَخَذَهُ أَبُوْ سُفْيَانَ كُلَّهُ وَفَرَّقَهُ عَلٰى فُقَرَاءِ قُرَيْشٍ.[(۱)]

آپ ﷺ نے عمرو بن امیہ الضمری کے ہاتھ اُنہیں سونے کی ڈلیاں بھجوائیں اور اسے حکم دیا کہ یہ سارا مال ابو سفیان بن حرب، صفوان بن امیہ بن خلف اور سہل بن عمرو کے حوالے کر دینا اور اسے ایک ایک تہائی (تینوں میں) بانٹ دینا۔ صفوان بن اُمیہ اور سہل بن عمرو نے اسے لینے سے انکار کیا تو ابو سفیان نے یہ سارا مال لے کر فقراءِ قریش میں تقسیم کر دیا۔

۲۔ شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی (م۴۸۳ھ) نے بھی اس واقعہ کو اپنے الفاظ میں یوں درج کیا ہے:

بَعَثَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ خَمْسَ مِائَةِ دِيْنَارٍ إِلٰى مَكَّةَ حِيْنَ قُحِطُوْا، وَأَمَرَ بِدَفْعِ ذٰلِكَ إِلٰى أَبِي سُفْيَانَ بْنِ حَرْبٍ وَصَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ؛ لِيُفَرِّقَا عَلٰى فُقَرَاءِ أَهْلِ مَكَّةَ. فَقَبِلَ ذٰلِكَ أَبُوْ سُفْيَانَ، وَأَبٰى صَفْوَانُ.[(۲)]

جس وقت مکہ میں قحط پڑا تو رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں پانچ سو دینار بھیجے اور یہ مال ابو

(۱) يعقوبي، التاريخ، ۲: ۵۶

(۲) سرخسی، شرح كتاب السير الكبير، ۱: ۷۰

سفیان بن حرب اور صفوان بن اُمیہ کو دینے کا حکم دیا تا کہ وہ دونوں اسے اہلِ مکہ کے فقراء میں تقسیم کر دیں، پس اس اِمداد کو ابو سفیان نے قبول کر لیا جبکہ صفوان نے انکار کر دیا۔

یہ پہلی اِسلامی سلطنت کے پہلے حاکم (The first Head of the first Islamic State) اللہ کے رسول ﷺ کا اپنے جانی دُشمنوں کے ساتھ عمل تھا۔ آپ نے غیر مسلموں کی پُر اَمن آبادی (civilian population) کی مشکلات میں اُن کی معاشی مدد کی، قحط میں اُن کا ساتھ دیا۔

(۴) غیر محاربین کے بارے میں ائمہ ومحدّثین کا موقف

۱۔ علامہ ابن القیم حنبلی (۶۹۱-۷۵۱ھ) أحکام أھل الذمۃ میں غیر محاربین کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طرزِ عمل بیان کرتے ہوئے نقل کرتے ہیں:

فَإِنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ لَمْ يَقْتُلُوْهُمْ حِيْنَ فَتَحُوا الْبِلَادَ، وَلِأَنَّهُمْ لَا يُقَاتِلُوْنَ، فَأَشْبَهُوا الشُّيُوْخَ وَالرُّهْبَانَ.(۱)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ معمول تھا کہ وہ کسی علاقے کو فتح کر لینے کے بعد ان (زراعت پیشہ) افراد کو قتل نہ کرتے کیونکہ وہ براہِ راست جنگ میں شریک نہ ہوتے تھے، پس وہ بوڑھوں اور مذہبی پیشواؤں کے حکم میں ہوتے تھے۔

۲۔ مفتوحہ علاقے کے غیر مسلم افراد کے گھروں میں کام کاج کرنے والے غیر مسلم ملازمین کو نہ تو قتل کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی ان پر کسی قسم کا ٹیکس عائد کیا جا سکتا ہے۔ ان لوگوں کے معاملہ میں یہی شرعی حکم ہے۔ اسی بات کو علامہ ابن القیم نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے بیان کیا ہے:

---

(۱) ۱۔ ابن قدامۃ، المغني، ۹: ۲۵۱

۲۔ ابن القیم، أحکام أھل الذمۃ، ۱: ۱۶۵

إِنَّ الْعَبْدَ مَحْقُوْنُ الدَّمِ فَأَشْبَهَ النِّسَاءَ وَالصِّبْيَانَ.(۱)

گھروں میں کام کاج کرنے والے خدمت گار بھی عورتوں اور بچوں کی طرح محفوظ الدم ہیں۔

۳۔ امام اوزاعی (۸۸-۱۵۷ھ) جنگ میں شریک نہ ہونے والوں کے بارے میں تحریر کرتے ہیں:

لَا يُقْتَلُ الْحُرَّاثُ إِذَا عُلِمَ أَنَّهُ لَيْسَ مِنَ الْمُقَاتِلَةِ.(۲)

دورانِ جنگ زراعت پیشہ افراد کو قتل نہیں کیا جائے گا، اگر یہ معلوم ہو کہ وہ جنگ میں عملاً شریک نہیں۔

۴۔ امام ابنِ قدامہ حنبلی (م۶۲۰ھ) نے المغني في فقه الامام أحمد بن حنبل الشيباني میں جنگ میں شریک نہ ہونے والے کسانوں اور مزارعین کے بارے میں نقل کیا ہے:

فَأَمَّا الْفَلَّاحُ الَّذِي لَا يُقَاتِلُ فَيَنْبَغِي أَنْ لَا يُقْتَلَ، لِمَا رُوِيَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: اتَّقُوا اللهَ فِي الْفَلَّاحِيْنَ، الَّذِيْنَ لَا يَنْصَبُوْنَ لَكُمْ فِي الْحَرْبِ.(۳)

ان کسانوں اور مزارعوں کو قتل کرنا جائز نہیں جو جنگ میں عملاً شریک نہ ہوں، کیونکہ

(۱) ابن القیم، أحکام أهل الذّمة، ۱: ۱۷۲-۱۷۳

(۲) ۱۔ ابن قدامه، المغني، ۹: ۲۵۱

۲۔ ابن القیم، أحکام أهل الذمة، ۱: ۱۶۵

(۳) ۱۔ ابن قدامة، المغني، ۹: ۲۵۱

۲۔ امام بیهقی نے بھی حضرت عمر ﷺ کا قول ’السنن الکبری (۹: ۹۱، رقم: ۱۷۹۳۸)‘ میں روایت کیا ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان کسانوں اور مزارعوں کی نسبت اللہ سے ڈرو جو دورانِ جنگ تمہارے خلاف لڑتے نہیں۔

جب دو ممالک حالت جنگ میں ہیں اور جنگ جاری ہے تو دوران جنگ غیر متحارب اور پر امن شہریوں کا قتل اسلام میں حرام ہے، کجا یہ بات کہ حالت امن میں ان کا خون کیا جائے اور قتل و غارت گری کا بازار گرم ہو جائے جبکہ وہ کسی طرح بھی جنگ میں ملوث نہیں۔

تعلیماتِ قرآن و سنت، عملِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تصریحاتِ ائمہ و محدثین سے یہ اَمر واضح ہوتا ہے کہ اسلامی ملک کو دار الحرب کے صرف اُن اَفراد اور افواج کے ساتھ لڑنے کی اجازت ہے جو براہ راست جنگ میں شریک (combatant) ہوں۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق غیر محارب لوگ (non-combatant) اور سویلین آبادی حالت جنگ میں بھی محفوظ رہیں گے۔ موجودہ زمانے میں اَقوامِ متحدہ کے تحت تمام ممالک بشمول امریکہ، برطانیہ یہاں تک کہ اُن کے تمام شہری، ریاستیں اور ممالک دار العہد، دار الامن اور دار الاسلام میں شمار ہوتے ہیں۔ ہاں اگر کسی کی اُن کے ساتھ براہ راست جنگ ہو رہی ہے تو وہ الگ معاملہ ہے۔

٦۔ ہجرتِ نبوی کے لیے سر زمینِ مدینہ کا انتخاب کیوں؟

جب مکہ میں مسلمانوں کے لیے بے پناہ مشکلات پیدا ہوگئیں اور اسلام کے فروغ کی راہیں مسدود ہوگئیں؛ یہاں تک کہ کفار و مشرکینِ مکہ نے ننگی تلواروں کے ساتھ کاشانۂ نبوی کا محاصرہ کر لیا تو اس وقت جس شہر ’یثرب‘ کا ہجرت کے لیے انتخاب کیا گیا وہ بھی ’اَہلِ کتاب‘ کا قدیمی مسکن تھا۔ پھر بیعتِ عقبہ اُولیٰ اور بیعتِ عقبہ ثانیہ میں اس وقت یثرب سے آ کر جن درجنوں لوگوں نے صحبتِ نبوی کے طویل مواقع پائے بغیر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ اَقدس پر قبولِ اِسلام کی بیعت کر لی تھی، وہ بھی اَصلاً اَوس وخزرج کے قبائل سے تعلق رکھنے والے ’اَہلِ کتاب‘ ہی تھے۔

سوال یہ ہے کہ اِسلام کے لیے ان کی اتنی جلد آمادگی اور اتنے مضبوط ایمانی تحرک کا

سبب کیا تھا؟ یہ سبب اِس کے سوا اور کیا ہوسکتا تھا کہ انہوں نے پہلے ہی سے تورات و اِنجیل میں حضور ﷺ کے تذکرے پڑھ رکھے تھے، اور وہ آپ ﷺ کی نبوت و رِسالت کی علامات سے واقف تھے! سو انہوں نے 'منیٰ' کے میدان میں جب حضور ﷺ کی زیارت کی تو جن مزاجوں کی زمین میں پہلے ہی سے ایمان کا بیج موجود تھا اور انہیں حضور ﷺ کے مقام اورعظمتِ شان سے آگہی نصیب تھی، وہ آپ ﷺ کو دیکھتے اور سنتے ہی ایمان لے آئے اور آپ ﷺ کے نقباء اور نمائندگان بن کر 'مدینہ' میں اِسلام کے مشن کے لیے کام کرنے لگے حالانکہ انہوں نے کفارِ مکہ کی طرح نہ تو چاند کوٹکڑے ہوتا دیکھا تھا، نہ وہ سفرِ معراج کے عینی شاہد تھے اور نہ ہی انہیں دیگرعظیم معجزات کا دیکھنا نصیب ہوا تھا۔ ایسی قلبی سازگاری اور ذہنی ہمواری - جو اَہلِ کتاب کو میسر تھی - کفار ومشرکین کو بالعموم نصیب نہیں ہوئی۔ چنانچہ اُنہوں نے ہجرتِ مدینہ سے قبل ہی آپ ﷺ کی آمد کی راہ ہموار کرنا شروع کر دی۔ مستزاد یہ کہ بعد اَز ہجرت جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم 'اَنصار' کہلائے وہ بھی سارے کے سارے پہلے 'اَہلِ کتاب' ہی تھے۔ گویا ان میں قبولِ اسلام کی بنیادی صلاحیت اور رغبت دوسروں کی نسبت زیادہ تھی اور اس سرزمین اور سوسائٹی میں بھی مکہ اور کفارِ مکہ کی نسبت رِسالتِ محمدی پر ایمان لانے کے امکانات زیادہ تھے۔ اِسی وجہ سے اس سرزمین کومنتخب کیا گیا۔

مکہ اور مدینہ میں لوگوں کے قبولِ اِسلام کی رفتار اور تعداد میں فرق کا سبب

عام کفار ومشرکین اور اَہلِ کتاب میں فرق کا اندازہ یوں بھی لگایا جا سکتا ہے کہ حضور ﷺ نے بعثت سے قبل اپنی حیاتِ طیبہ کے ۴۰ برس مکہ معظّمہ میں گزارے تھے اور اِعلانِ نبوت کے بعد کے ۱۳ برس بھی وہیں دعوتِ اسلام میں صرف فرمائے تھے۔ ان ۵۳ سالوں کے نتیجے میں تین سو (۳۰۰) سے کچھ زائد اَفراد حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے جب کہ نہایت عظیم معجزات کا ظہور بھی اسی زمانے میں ہوا۔

اِس کے برعکس ہجرتِ مدینہ کے آٹھویں سال (یعنی ۸ ہجری میں) جب حضور ﷺ فتحِ مکہ کے لیے تشریف لائے تو آپ ﷺ کے ساتھ آنے والے جاں نثار صحابہ کی تعداد دس ہزار (۱۰,۰۰۰) ہو چکی تھی۔ اس سے آپ قبولِ اسلام کی رفتار کا فرق دیکھ سکتے ہیں۔ اس سرعتِ رفتار کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ عام کفار و مشرکین کلیتاً عقیدۂ توحید کے ہی مخالف تھے؛ اِسی طرح نبوت و رسالت، وحی اور تعلیماتِ اِلٰہیہ کے بھی اَصلاً منکر تھے۔ انہیں دینِ اسلام کو قبول کرنے کے لیے بہت سی دشوار گزار گھاٹیاں عبور کرنا پڑتی تھیں جب کہ اَہلِ کتاب ان تمام تصورات اور تعلیمات سے خوب شناسا تھے اور اُصولی طور پر قائل بھی تھے۔ ایمان کی راہ میں ان کی بڑی رکاوٹ صرف ایک تھی اور وہ یہ تھی کہ حضور ﷺ بنی اسرائیل کے بجائے بنو اسماعیل سے مبعوث ہوئے تھے حالانکہ وہ خود صدیوں پہلے، اس کھجوروں والے شہر 'مدینہ' میں آباد ہی حضور ﷺ کے لیے ہوئے تھے۔ پھر ان کی کئی نسلیں آپ ﷺ ہی کی آمد کے انتظار میں دُنیا سے رخصت ہو چکی تھیں۔ انہیں اَصلاً کوئی انکار نہ تھا بلکہ انتظار تھا۔ جب دیکھا کہ رسول آخر الزماں ﷺ، جن کے لیے وہ خود مدت سے منتظر تھے بنی اسرائیل سے نہیں آئے، بلکہ بنی اسماعیل سے آگئے ہیں تو کئی لوگ نسلی حسد و عناد کے باعث کافر ہوگئے اور کئی سلامتِ طبع کے باعث مومن بن گئے۔ اب بھی عام کافر و مشرک اور کتابی کافر کے درمیان اس طرح کا کچھ نہ کچھ فرق ضرور دیکھنے کو ملتا ہے جس کی وجہ سے اَہلِ کتاب بالخصوص مسیحیوں میں قبولِ اِسلام کے اِمکانات دیگر تمام طبقات کے مقابلے میں زیادہ ہوتے ہیں (میں نے خود اس حقیقت کا مشاہدہ اور تجربہ عمر بھر کیا ہے)۔ کیونکہ انہیں اسلام کے بنیادی تصورات سمجھنے میں زیادہ دشواری نہیں ہوتی، صرف جہالت اور بے خبری کا پردہ اُٹھانے کی دیر ہوتی ہے یا تہمتوں کی گرد کو جھاڑ کر اسلام کا اصل خوبصورت چہرہ دکھانے کی دیر ہوتی ہے۔ ان کے دلوں میں ایمان کی روشنی دیگر کفار کے مقابلے میں جلد آجاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پوری دُنیا میں قبولِ اسلام کی شرح کا موازنہ کیا جائے تو مسیحیوں میں قبولیت اسلام کا رجحان دیگر تمام مذاہب کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے۔ اسی فرق سے اِلہامی اور غیر اِلہامی مذاہب کی تقسیم کی حقیقت سمجھی جا سکتی ہے۔

۷۔ میثاقِ مدینہ کے ذریعے حضور ﷺ نے یہود اور مسلمانوں کو ایک اِجتماعی وحدت کا حصہ بنا دیا

اَہلِ کتاب اور غیر اَہلِ کتاب میں فرق کا ایک اور اندازہ حضور نبی اکرم ﷺ کی اس سنتِ مبارکہ سے بھی ہوتا ہے کہ جب آپ ﷺ نے ہجرتِ مدینہ کے بعد اَہلِ کتاب سے معاہدہ فرمایا اور انہیں شریکِ صحیفہ کیا، تو جو کلمات ان کے لیے تحریر کروائے تھے وہ کبھی غیر کتابی کفار و مشرکین کے لیے ادا نہیں فرمائے۔

امام ابن اسحاق 'السیرۃ' میں، امام ابو عبید قاسم بن سلام اور امام حمید بن زنجویہ 'کتاب الأموال' میں، ابن ہشام 'السیرۃ' میں، السہیلی 'الروض الأنف' میں، ابن سید الناس 'عیون الأثر' میں، حافظ ابن کثیر 'البدایۃ والنہایۃ' میں، النویری 'النہایۃ' میں، ابن الاثیر الجزری 'النہایۃ' میں، امام منصور بن الحسن 'نثر الدرر' میں، الصاغانی 'العباب' میں، ابن تیمیہ 'الصارم المسلول' میں، ابن القیم 'أحکام أھل الذمۃ' میں، امام بیہقی 'السنن الکبریٰ' میں، امام زرقانی 'شرح المواھب للقسطلانی' میں، اَلغرض تمام اَئمہ سیر و تاریخ نے 'صحیفہ مدینہ (معاہدۂ یہود)' کو کامل نص کے ساتھ یا مختصراً اور جزواً روایت کیا ہے، جو امام ابن شہاب زہریؒ اور دیگر سے کئی طرق کے ساتھ مروی ہے۔

اِس 'صحیفۂ' کے افتتاحی الفاظ ملاحظہ ہوں:

هٰذَا كِتَابُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ بَيْنَ الْمُؤمِنِيْنَ وَأَهْلِ يَثْرِبَ ومُوَادَعتِهِ يَهُوْدَهَا، مَقْدَمَهُ الْمَدِيْنَةَ ...... أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَتَبَ بهذا الكِتابِ: هٰذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمّدٍ النّبيّ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ مِنْ قُرَيْشٍ وَأَهْلِ يَثْرِبَ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ فَلَحِقَ بِهِمْ، فحَلَّ مَعَهُمْ، وَجَاهَدَ مَعَهُمْ، إِنَّهُمْ

أُمّةٌ وَاحِدَةٌ مِنْ دُونِ النّاسِ.[1]

یہ معاہدہ رسول اللہ ﷺ کی مدینہ آمد کے بعد مومنین اور اَہلِ یثرب کے مابین ہے اور یہود کو بھی اِس معاہدۂ مصالحت میں شامل کیا گیا ہے۔ ...... یہ اللہ کے نبی اور رسول محمد ﷺ کی طرف سے دستوری تحریر (و دستاویز) ہے۔ یہ معاہدہ مسلمانانِ قریش اور اَہلِ یثرب اور ان لوگوں کے مابین ہے جو ان کے تابع ہوں اور ان کے ساتھ شامل ہو جائیں اور ان کے ہمراہ جنگ میں حصہ لیں۔ یہ سب مل کر بقیہ لوگوں سے ہٹ کر ایک ہی اُمت ہیں۔

امام ابن اِسحاق نے ابتدائی حصہ یوں بھی روایت کیا ہے:

كتب رسول الله ﷺ كتاباً بين المهاجرين والأنصار، وَادعَ فيه يهود وعاهدهم، وأقرهم على دينهم وأموالهم، وشرط لهم، واشترط عليهم.

بسم الله الرحمٰن الرحيم، هذا كتاب من محمد النبي بين المؤمنين والمسلمين من قريش ويثرب، ومن تبعهم فلحق بهم وجاهد معهم. إنهم أمة واحدة من دون الناس.[2]

رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین اور اَنصار کے درمیان ایک معاہدہ لکھا، اور یہود کو بھی اِس

---

(۱) ۱۔ حميد بن زنجويه، كتاب الأموال، ۱:۳۹۳
۲۔ أبو عبيد قاسم بن سلام، كتاب الأموال، ۱:۳۹۳
۳۔ ابن ہشام، السيرة النبوية، ۲:۴۹۷
۴۔ ابن كثير، البداية والنهاية، ۳:۲۲۴

(۲) ۱۔ ابن ہشام، السيرة النبوية، ۲:۴۹۷
۲۔ بيہقى، السنن الكبرى، ۸:۱۰۶
۳۔ ابن كثير، البداية والنهاية، ۳:۲۲۴

معاہدۂ مصالحت میں شریک کیا اور اُنہیں (باقاعدہ) فریقِ معاہدہ بنایا؛ اور اُنہیں اُن کے دین اور کاروبار و اَموال (کی آزادی) پر برقرار رکھا۔ اور اُن کی کچھ شرائط مانیں اور بعض شرائط کا انہیں پابند کیا۔

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان بے حد رحم فرمانے والا ہے۔ یہ پیغمبر محمد ﷺ کی جانب سے ایک عہد نامہ ہے قریش و یثرب کے مومنین و مسلمین اور اُن لوگوں کے مابین جو اِن سے آ کر ملے اور جنگ میں اِن کے ساتھ شریک ہوئے ہیں۔ یہ سب مل کر ایک ہی اُمت ہیں، بقیہ لوگوں کے سوا۔

الصحیفة کی ابتداء میں ہی حضور ﷺ نے قریش اور اَہلِ یثرب کے مومنین و مسلمین کے ساتھ اَہلِ کتاب (یہود) کے اُن قبائل کو بھی شاملِ مصالحت فرمایا جو مسلمانوں کے حلیف اور اتحادی بن گئے تھے اور جنہوں نے دفاعِ مدینہ میں مسلمانوں کے ساتھ مل کر جنگ کرنے کا عہد کر لیا تھا۔ ان تمام مہاجرین و اَنصار اور یہودِ یثرب کو ملا کر حضور ﷺ نے 'ایک اُمت' یعنی ایک اجتماعی وحدت اور قوم کی تشکیل فرمائی اور صراحت کے ساتھ اعلان فرمایا:

إِنَّهُمْ أُمَّةٌ وَاحِدَةٌ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ.

بقیہ لوگوں کو چھوڑ کر یہ سب ایک قوم ہیں۔

آپ ﷺ نے کفار و مشرکینِ مکہ اور اس معاہدۂ صلح و اِتحاد میں شریک نہ ہونے والوں کو اُمۃٌ واحدۃٌ سے نکال دیا۔

پھر آپ ﷺ نے 'اُمتِ واحدہ' میں شریک قبائل کے نام گنوائے اور انہیں اپنے دین اور روایات پر برقرار رکھتے ہوئے اَحکام صادِر فرمائے۔ اِس ضمن میں آپ ﷺ کے اگلے کلمات و اِرشادات ملاحظہ ہوں:

☆ **الْمُهَاجِرُونَ مِنْ قُرَيْشٍ عَلٰى رِبَاعَتِهِمْ، يَتَعَاقَلُونَ بينهم معاقلهم الأولى، وهم يفدون عانيهم بالمعروف والقسط بين المؤمنين.**

☆ وَبَنُو عَوُفٍ عَلٰى ربعاتِهِمُ، يَتَعَاقَلُونَ مَعَاقِلَهُمُ الْأُولٰى، وكُلّ طَائِفَةٍ تَفُدِي عَانِيَهَا بِالْمَعُرُوفِ وَالْقِسُطِ بَيُنَ الْمُؤُمِنِينَ.

☆ وبنو الخزرج على ربعاتِهِمُ يتعاقلون مَعَاقِلَهُمُ الأولٰى، وكل طائفة منهم تفدي عانيها بالمعروف والقسط بين المؤمنين.

☆ وَبَنُو سَاعِدَةَ عَلٰى رِباعَتِهِمُ، يَتَعَاقَلُونَ مَعَاقِلَهُمُ الْأُولٰى، وَكُلّ طَائِفَةٍ مِنُهُمُ تَفُدِي عَانِيَهَا بِالْمَعُرُوفِ وَالْقِسُطِ بَيُنَ الْمُؤُمِنِينَ.

☆ وَبَنُو جُشَمٍ عَلٰى رِباعَتِهِمُ، يَتَعَاقَلُونَ مَعَاقِلَهُمُ الْأُولٰى، وَكُلّ طَائِفَةٍ مِنُهُمُ تَفُدِي عَانِيَهَا بِالْمَعُرُوفِ وَالْقِسُطِ بَيُنَ الْمُؤُمِنِينَ.

☆ وَبَنُو النّجّارِ عَلٰى رِبَاعَتِهِمُ يَتَعَاقَلُونَ مَعَاقِلَهُمُ الْأُولٰى، وَكُلّ طَائِفَةٍ مِنُهُمُ تَفُدِي عَانِيَهَا بِالْمَعُرُوفِ وَالْقِسُطِ بَيُنَ الْمُؤُمِنِينَ.

☆ وَبَنُو عَمُرِو بُنِ عَوُفٍ عَلٰى ربعاتِهِمُ يَتَعَاقَلُونَ مَعَاقِلَهُمُ الْأُولٰى، وَكُلّ طَائِفَةٍ تَفُدِي عَانِيَهَا بِالْمَعُرُوفِ وَالْقِسُطِ بَيُنَ الْمُؤُمِنِين.

☆ وَبَنُو النّبيتِ عَلَى رِبَاعَتِهِمُ يَتَعَاقَلُونَ مَعَاقِلَهُمُ الْأُولٰى، وَكُلّ طَائِفَةٍ مِنُهُمُ تَفُدِي عَانِيَهَا بِالْمَعُرُوفِ وَالْقِسُطِ بَيُنَ الْمُؤُمِنِينَ.

☆ وَبَنُو أَوُسٍ عَلٰى رِباعَتِهِمُ يَتَعَاقَلُونَ مَعَاقِلَهُمُ الْأُولٰى، وَكُلّ طَائِفَةٍ مِنُهُمُ تَفُدِي عَانِيَهَا بِالْمَعُرُوفِ وَالْقِسُطِ بَيُنَ الْمُؤُمِنِينَ.[1]

(۱) ۱۔ حمید بن زنجویه، کتاب الأموال، ۱:۳۹۴
۲۔ أبو عبید قاسم بن سلام، کتاب الأموال، ۱:۳۹۴
۳۔ ابن ہشام، السیرة النبویة، ۲:۴۹۷–۴۹۸
۴۔ بیہقی، السنن الکبری، ۸:۱۰۶
۵۔ ابن کثیر، البدایة والنهایة، ۳:۲۲۴–۲۲۵

قریش میں سے ہجرت کر کے آنے والے اپنے محلے پر (ذِمّہ دار) ہوں گے اور اپنے خون بہا باہم مل کر ادا کیا کریں گے اور مومنوں کے درمیان باہمی نیکی اور عدل و اِنصاف کے ساتھ اپنے قیدی کو خود فدیہ دے کر چھڑائیں گے۔

اور بنوعوف اپنے محلے پر (ذِمّہ دار) ہوں گے اور حسبِ سابق اپنے خون بہا باہم مل کر دیا کریں گے اور مومنوں کے درمیان باہمی نیکی اور عدل و اِنصاف کے ساتھ اپنے قیدی کو خود فدیہ دے کر چھڑائیں گے۔

اور بنوخزرج اپنے محلے پر (ذِمّہ دار) ہوں گے اور حسبِ سابق اپنے خون بہا باہم مل کر دیا کریں گے اور مومنوں کے درمیان باہمی نیکی اور عدل و اِنصاف کے ساتھ اپنے قیدی کو خود فدیہ دے کر چھڑائیں گے۔

اور بنوساعدہ اپنے محلے پر (ذِمّہ دار) ہوں گے اور حسبِ سابق اپنے خون بہا باہم مل کر دیا کریں گے اور مومنوں کے درمیان باہمی نیکی اور عدل و اِنصاف کے ساتھ اپنے قیدی کو خود فدیہ دے کر چھڑائیں گے۔

اور بنوجشم اپنے محلے پر (ذِمّہ دار) ہوں گے اور حسبِ سابق اپنے خون بہا باہم مل کر دیا کریں گے اور مومنوں کے درمیان باہمی نیکی اور عدل و اِنصاف کے ساتھ اپنے قیدی کو خود فدیہ دے کر چھڑائیں گے۔

اور بنونجار اپنے محلے پر (ذِمّہ دار) ہوں گے اور حسبِ سابق اپنے خون بہا باہم مل کر دیا کریں گے اور مومنوں کے درمیان باہمی نیکی اور عدل و اِنصاف کے ساتھ اپنے قیدی کو خود فدیہ دے کر چھڑائیں گے۔

اور بنوعمرو بن عوف اپنے محلے پر (ذِمّہ دار) ہوں گے اور حسبِ سابق اپنے خون بہا باہم مل کر دیا کریں گے اور مومنوں کے درمیان باہمی نیکی اور عدل و اِنصاف کے ساتھ اپنے قیدی کو خود فدیہ دے کر چھڑائیں گے۔

اور بنو نبیت اپنے محلے پر (ذِمّہ دار) ہوں گے اور حسبِ سابق اپنے خون بہا باہم مل کر دیا کریں گے اور مومنوں کے درمیان باہمی نیکی اور عدل و اِنصاف کے ساتھ اپنے قیدی کو خود فدیہ دے کر چھڑائیں گے۔

اور بنو اَوس اپنے محلے پر (ذِمّہ دار) ہوں گے اور حسبِ سابق اپنے خون بہا باہم مل کر دیا کریں گے اور مومنوں کے درمیان باہمی نیکی اور عدل و اِنصاف کے ساتھ اپنے قیدی کو خود فدیہ دے کر چھڑائیں گے۔

(ا) حضور ﷺ کا فرمان کہ 'یہود مسلمانوں کے ساتھ مل کر ایک قوم ہیں'

جہاں تک 'صحیفہ' کے شروع میں بیان کی گئی 'أمة واحدة' کی اِصطلاح کا تعلق ہے، اِس پر محدثین اور مؤرّخین کے دو قول ملتے ہیں:

ایک قول کے مطابق یہ لفظ صرف مہاجرین و اَنصار صحابہ کے لیے اِستعمال ہوا ہے، جب کہ یہود اس معاہدہ میں کچھ عرصہ بعد شریک ہوئے ہیں، اس وجہ سے ان کے لیے مسلمانوں کے ساتھ مل کر 'ایک اُمت یعنی جماعت' بن جانے کا ذکر اِسی صحیفہ میں آگے چل کر دوبارہ آیا ہے۔

دوسرے قول کے مطابق ہر چند کہ 'أمة واحدة' کی اِصطلاح اَصلاً مہاجرین و اَنصار کے لیے اِستعمال کی گئی ہے مگر اِسی مقام پر جب ان کلمات کا اِضافہ فرمایا گیا:

ومَنْ تَبِعَهم فَلَحِقَ بهم فحلّ معَهم وجَاهَد مَعَهُم، إنّهم أمةٌ واحدةٌ.

اور جس نے بھی اِن قواعدِ دستور میں مہاجرین و اَنصار کے ساتھ موافقت اِختیار کی اور ان کے ساتھ اِلحاق کیا اور ان کا حلیف بن گیا اور ریاستِ مدینہ کے دفاع کے لیے ان کے ساتھ مل کر جنگ کرنے کی ذمہ داری قبول کر لی۔ تو وہ سب مل کر ایک اُمت

یعنی اِجتماعیت قرار پا گئے۔

سو اِن اِضافی کلمات کے ذریعے جو قبائلِ یہود بھی انہی شرائط پر - خواہ بعد اَزاں شریکِ معاہدہ ہوئے - فریقِ صحیفہ بنے اور مسلمانوں کے حلیف بن گئے تو وہ بھی لامحالہ اِسی 'أمة واحدة' کا لازمی حصہ بن گئے۔ اسے کسی حکم کا توسیعی اِطلاق (extensional application) کہتے ہیں کیونکہ حضور ﷺ نے 'توسیع کا ضابطہ (principle of extension)' تو خود ہی پہلے روز سے مسلمانانِ قریش و یثرب (مہاجرین و اَنصار) کے درمیان معاہدہ کرواتے ہوئے لکھوا دیا تھا۔ ورنہ 'ان اِضافی کلمات' کا کوئی معنی و اِطلاق ہی نہیں بنتا۔ اس لیے کہ اگر 'أمة واحدة' سے مراد صرف مسلمان ہیں تو وہ تو 'مہاجرین و اَنصار یا قریش و یثرب کے مومنین و مسلمین' کے اندر سارے کے سارے آ گئے۔ اب سوال یہ ہے کہ بقیہ موافقت، اِلحاق، دفاعی تعاون اور معاہدہ وغیرہ کی شرائط کن طبقات کے لیے لکھی جا رہی ہیں؟ صاف ظاہر ہے کہ وہ غیر اَز مومنین و مسلمین ہی ہو سکتے ہیں کیونکہ مسلمان تو اصل فریق ہوئے، اور رہ گئی توسیع تو وہ دوسروں کے لیے ہی ہوسکتی ہے جو اِن شرائط کو پورا کریں۔

تاہم اِس بحث میں پڑے بغیر یہود (اَہلِ کتاب) کا مسلمانوں کے ساتھ مل کر ایک اُمت (جماعت) بنایا جانا دوسرے مقام پر بطور خاص الگ سے صراحتاً آ گیا ہے۔ اس لیے پہلے مقام پر جرح و بحث کی حاجت ہی نہیں رہتی۔ اب 'صحیفہ' کے دوسرے مقام کی عبارت ملاحظہ کیجئے جہاں یہود کو الگ سے مسلمانوں کے ساتھ ملا کر ایک اُمت قرار دیا جا رہا ہے۔ 'صحیفہ مدینہ' میں حضور ﷺ کے لکھوائے گئے یہ کلمات بھی ملاحظہ ہوں:

إِنّ يَهُودَ بَنِي عَوْفٍ أُمّةٌ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ، لِلْيَهُودِ دِينُهُمْ وَلِلْمُسْلِمِينَ دِينُهُمْ، مَوَالِيهِمْ وَأَنْفُسُهُمْ. (١)

(١) ١۔ ابن ہشام، السيرة النبوية، ٢: ٤٩٩
٢۔ ابن زنجويه، كتاب الأموال، ١: ٣٩٤
٣۔ ابن كثير، البداية والنهاية، ٣: ٢٢٥

بے شک یہودِ بنی عوف، مسلمانوں کے ساتھ مل کر ایک ہی اُمت قرار دیے جاتے ہیں مگر یہود کے لیے ان کا اپنا دین ہوگا اور مسلمانوں کے لیے ان کا اپنا۔ اُمت ہونے میں وہ خود بھی شامل ہوں گے اور دونوں طبقات کے موالی بھی۔

یہاں اِس بات کی وضاحت فرما دی گئی ہے کہ دونوں طبقات اپنے اپنے جداگانہ دین پر کاربند رہیں گے مگر اس کے باوجود انہیں ایک 'اُمت یعنی قوم' ہونے میں کوئی اَمر مانع نہیں ہوگا۔ گویا مسلمانوں اور یہود کا مل کر ایک اُمت ہونا نہ تو ان کے اپنے اپنے دینی تشخص کو مجروح کرتا ہے اور نہ ہی ان کا جداگانہ دینی تشخص انہیں ایک ہیئت اِجتماعی اور ایک اُمت بن کے رہنے سے روکتا ہے۔

اِس فرمانِ نبوی ﷺ کا مسلمانوں کے 'اُمتِ مسلمہ' ہونے کے تصور سے کوئی تعارض نہیں ہے۔ اِس لیے کہ جب مسلمانوں کو 'ایک اُمت' قرار دیا گیا تو وہ دینی، ملّی اور اِعتقادی اِعتبار سے تھا، اور جب 'میثاقِ مدینہ' کے ذریعے حضور ﷺ نے مسلمانوں اور یہود کو ملا کر ایک 'اُمت (جماعت)' کا حصہ بنایا تو اس کا معنی سیاسی، سماجی اور دفاعی اِجتماعیت اور وحدت تھا۔ اِسی سے 'آئینی قومیت (constitutional nationality)' اور 'شہریت (citizenship)' کا تصور وجود میں آیا ہے اور اِسی حکم کی بناء پر حضور نبی اکرم ﷺ نے کثیر الثقافتی سوسائٹی (multicultural society) کی بنیاد رکھی ہے، جو آج کی دُنیا کے لیے بین المذاہب رواداری (interfaith tolerance) اور 'پُر اَمن بقائے باہمی' (peaceful co-existence) کے لیے اُسوہ و نمونہ بن گئی ہے۔ اَصل مصادر اور اُمّہات الکتب میں حدیثِ نبوی کا یہی جملہ **أمة مع المؤمنین** کے بجائے **أمة من المؤمنین** کے لفظ کے ساتھ بھی روایت ہوا ہے۔

اِس روایت کے مطابق عبارت یوں آئی ہے:

أن يهود بني عوفٍ ومواليهم وأنفسهم أمةٌ من المؤمنين، لليهود دينهم، وللمؤمنين دينهم. (1)

---

(۱) ا۔ أبو عبيد قاسم بن سلام، كتاب الأموال: ۲۶۳

—

بے شک یہودِ بنی عوف، ان کے جملہ نفوس اور موالی سب مل کر (گویا) مومنون کی اُمت کا ہی حصہ قرار دیے جاتے ہیں۔ البتہ یہود کے لیے ان کا اپنا دین ہوگا اور مسلمانوں کے لیے ان کا اپنا دین۔

(۲) إنّ يهود بني عوفٍ أمّةٌ مِنَ المؤمنين کا معنی

جن اَئمہ سیر و حدیث نے أمةٌ من المؤمنين کے الفاظ روایت کیے ہیں، ان میں امام ابوعبید قاسم بن سلام، امام حمید بن زنجویہ، امام منصور بن الحسین الآبی، امام ابن الأثیر الجزری اور امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی اور دیگر شامل ہیں۔

اِس عبارت کا معنی یہ ہے کہ مذاہب جدا جدا ہونے کے باوجود مسلمان اور یہود اس معاہدہ و مصالحت کے ذریعے ایک ہی اُمت کے اَفراد کی مانند ہوگئے ہیں۔ پس دونوں ایک دوسرے کے اِس طرح محافظ، معاون اور مددگار ہوں گے جیسے ایک ہی اُمت کے اَفراد ایک دوسرے کے لیے ہوتے ہیں۔ سو اُن کے باہمی اِتحاد نے انہیں آپس میں ایک ہی جماعت کے اَفراد کی طرح جوڑ دیا ہے۔

اب ہم حضور نبی اکرم ﷺ کے کلمات إنّ يهود بني عوفٍ أمّةٌ مِنَ المؤمنين کا معنی اَئمہ حدیث سے معلوم کرتے ہیں۔

(i) امام ابن الاثیر الجزری (م۶۰۶ھ)

اس سلسلے میں ہم سب سے پہلے امام ابن الاثیر الجزری (م۶۰۶ھ) کا قول لیتے ہیں۔ آپ اپنی معروف کتاب 'النهاية في غريب الحديث والأثر' میں لکھتے ہیں:

وفيه: إن يهود بني عوف أمة من المؤمنين. يريد: أنهم بالصلح الذي وقع بينهم، وبين المؤمنين كجماعة منهم، كلمتهم وأيديهم

.... ۲۔ محمود بن عمر الزمخشری، الفائق فی غريب الحديث والأثر، ۲: ۲۵

واحدة.[۱]

’بے شک یہودِ بنی عوف مومنوں کی اُمت میں ہی شامل ہیں‘ کا معنی یہ ہے کہ اِس صلح کے ذریعے جو ان کے اور مومنوں کے درمیان واقع ہوئی، یہود کی حیثیت یہ قرار پائی ہے کہ وہ اب مومنوں کی ہی ایک جماعت کی طرح ہیں۔ دونوں کا قول و فعل ایک ہی قول و فعل تصور ہوگا۔

اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر ان میں سے کوئی ایک گروہ کسی قوم یا قبیلے سے وعدہ کرتا ہے تو دوسرا گروہ بھی اس وعدے کا اسی طرح پابند ہوگا۔ گویا وہ وعدہ خود اِسی نے کیا ہو اور اگر ان میں سے کوئی ایک گروہ کسی کو پناہ دیتا ہے تو دوسرا اس پناہ کا اسی طرح پابند ہوگا۔ گویا وہ پناہ اسی نے ہی دے رکھی ہو۔ اگر ان میں سے کسی ایک کے خلاف کوئی اِقدام ہوتا ہے تو دوسرا گروہ بھی اس اقدام کو اپنے خلاف تصور کرے گا۔ اِسی طرح دونوں کی حمایت بھی ایک ہوگی اور مخالفت بھی ایک۔ الغرض آج سے یہود اور مسلمان دونوں ایک ہی جماعت کے اَفراد کی طرح تصور ہوں گے۔

امام ابن الاثیر (م۶۰۶ھ) نے اپنی دوسری کتاب ’**منال الطالب في شرح طوال الغرائب**‘ میں بھی یہی معنی مزید تفصیل سے بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

قوله: وإن يهود بني عوف أمة من المؤمنين. يريد: أنهم بالصلح الذي وقع بينهم وبين المؤمنين، فصارت أيديهم وأيدي مواليهم مع المؤمنين واحدة على عدو المؤمنين، كأمة من المؤمنين، إلا أنّ لهؤلاء دينهم ولهؤلاء دينهم، إلا من ظلم وأثم بنقض العهد والنكث.[۲]

---

(۱) ابن الأثير، النهاية في غريب الحديث والأثر، باب الهمزة مع الميم، ۱:۷۷

(۲) ابن الأثيرِ، منال الطالب في شرح طوال الغرائب، حديث كتاب قريش والأنصار، ۱:۱۸۳

حضور ﷺ کے ارشاد - 'یہودِ بنی عوف مومنوں میں سے ہی ایک جماعت تصور ہوں گے' - کا معنی یہ ہے کہ یہود اور مسلمانوں کی باہمی مصالحت کے نتیجے میں ان دونوں طبقات کے نفوس اور ان کے موالی کے نفوس اور ان سب کی قوت و طاقت مسلمانوں کے دشمنوں (اِشارہ کفار و مشرکینِ مکہ کی طرف ہوسکتا ہے) کے خلاف ایک ہی اِجتماعی قوت اور وحدت بن گئی ہے اور اِس رشتۂ وحدت کے باعث یہود بھی گویا مومنوں کی ہی جماعت (اُمت) کا حصہ تصور ہوں گے، سوائے اس کے کہ مسلمانوں کے لیے اپنا دین برقرار رہے گا اور یہود کے لیے اپنا دین۔ بشرطیکہ کوئی فریق اس معاہدہ کی خلاف ورزی اور ظلم و عدوان کا مرتکب نہ ہو۔

(ii) علامہ زمخشری کی تشریح

اِسی معنی کو علامہ زمخشری نے بھی 'الفائق في غريب الحديث والأثر' میں اِن اَلفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے:

يهود بني عوف بسبب الصلح الواقع بينهم وبين المؤمنين كأمّة منهم في أنّ كلمتهم واحدةٌ على عدوهم. فأما الدين فكلّ فرقة منهم على حيالها إلا من ظلَم بنقض العهد. (۱)

یہودِ بنی عوف مسلمانوں کے ساتھ مصالحت کے باعث اُن کی اُمت ہی کے حصہ کی مانند ہو گئے ہیں۔ اب ان دونوں طبقات کا اپنے دُشمنوں کے خلاف قول بھی ایک ہے اور اِقرار بھی ایک۔ رہ گیا دین کا معاملہ، سو دونوں اس میں اپنے اپنے حال پر برقرار رہیں گے مگر وہ جنہوں نے عہد شکنی کے ذریعے ظلم کیا۔

(iii) امام ابن اَبی عبید الہروی کی تشریح

أمةٌ من المؤمنين کا یہی معنی سب سے پہلے امام ابن ابی عبید الہروی (م ۴۰۱ھ)

(۱) زمخشري، الفائق في غريب الحديث والأثر، حرف الراء مع الباء، ۲:۲۶

نے اپنی کتاب 'الغريبين في القرآن والحديث' میں بیان کیا تھا۔ عبارت ملاحظہ ہو:

وفيه: إن يهود بني عوف أمة من المؤمنين. يريد: أنهم بالصلح الذي وقع بينهم، وبين المؤمنين كأمة من المؤمنين، كلمتهم وأيديهم واحدة.(۱)

بے شک یہودِ بنی عوف، مومنوں کی اُمت میں سے ہی تصور ہوں گے' کا معنی یہ ہے کہ اُس مصالحت نے جو یہود اور اَہلِ اِسلام کے درمیان واقع ہوئی، یہود کو مومنوں ہی کی جماعت کا گویا ایک حصہ بنا دیا ہے۔ اب ان دونوں کا قول وفعل ایک ہی قول وفعل تصور ہوگا۔

۸۔ یہود کے پانچ دیگر قبائل بھی مسلمانوں کے ساتھ مل کر ایک اُمت اور جماعت ہونے میں شامل کر دیے گئے

بعد ازاں حضور ﷺ نے یہودِ بنی عوف کی طرح یہود کے بقیہ بڑے قبائل بھی مسلمانوں کے ساتھ مل کر اُمت و جماعت ہونے میں شامل کر دیے اور ان میں سے ہر ایک کو وہی حیثیت (status) دے دی گئی جو پہلے 'یہودِ بنی عوف' کو حاصل تھی۔ پھر ان کے حلیفوں کو بھی اس حیثیت میں شامل کر دیا گیا۔ مزید برآں ان شرکاءِ معاہدہ کے درمیان باہمی مدد ونصرت اور تعاون علی الخیر کے ضوابط بھی مقرر فرمائے جیسا کہ ایک ہی قوم کے اَفراد ہونے کا تقاضا ہوتا ہے۔

اب ان توسیعی اَحکام کو ملاحظہ کریں:

☆ **وَإِنّ لِيَهُودِ بَنِي النّجّارِ مِثْلَ مَا لِيَهُودِ بَنِى عَوْفٍ.**

☆ **وَإِنّ لِيَهُودِ بَنِي الْحَارِثِ مِثْلَ مَا لِيَهُودِ بَنِى عَوْفٍ.**

---

(۱) الهروي، الغريبين في القرآن والحديث، باب الهمزة مع الميم، ۱:۱۰۷

☆ وَإِنّ لِيَهُودِ بَنِي جُشَمٍ مِثْلَ مَا لِيَهُودِ بَنِى عَوْفٍ.

☆ وَإِنّ لِيَهُودِ بَنِي سَاعِدَةَ مَا لِيَهُودِ بَنِى عَوْفٍ.

☆ وَإِنّ لِيَهُودِ الْأَوْسِ مِثْلَ ذٰلک، إلا من ظلم، فإنه لا يوتغ إلا نفسه وأهل بيته. وأنه لا يخرج أحدٌ منهم إلا بإذن محمد ﷺ.

☆ على اليهود نفقتهم، وعلى المسلمين نفقتهم.

☆ وأن بينهم النصر على من حارب أهل هذه الصحيفة. وأن بينهم النصح والنصيحة والنصر للمظلوم.

☆ وأن المدينة جوفها، حرم لأهل هذه الصحيفة.

☆ وأن بينهم النصر على من دهم يثرب.

☆ وأنهم إذا دعوا اليهود إلى صلح حليف لهم بالأسوة، فإنهم يصالحونه. وإن دعونا إلى مثل ذلک، فإنه لهم على المؤمنين إلا من حارب الدين.

☆ وأن يهود الأوس ومواليهم وأنفسهم مع البر المحسن منهم، من أهل هذه الصحيفة.

☆ وأنه البر دون الإثم، ولا يكسب كاسبٌ إلا على نفسه.

☆ وإن أوْلاهم بهذه الصحيفة البَرُّ المُحسن.(۱)

---

(۱) ۱۔ حميد بن زنجويه، كتاب الأموال، ۱:۳۹۵
۲۔ ابن هشام، السيرة النبوية، ۲:۴۹۹-۵۰۰
۳۔ ابو عبيد قاسم بن سلام، كتاب الأموال، ۱:۲۲۴
۴۔ زمخشري، الفائق في غريب الحديث والأثر، ۲:۲۵

اور بنو نجار کے یہودیوں کو بھی بنی عوف کے یہودیوں کے برابر حقوق حاصل ہوں گے۔

اور بنو حارث کے یہودیوں کو بھی بنی عوف کے یہودیوں کے برابر حقوق حاصل ہوں گے۔

اور بنو جشم کے یہودیوں کو بھی بنی عوف کے یہودیوں کے برابر حقوق حاصل ہوں گے۔

اور بنو ساعدہ کے یہودیوں کو بھی بنی عوف کے یہودیوں کے برابر حقوق حاصل ہوں گے۔

اور یہودِ اَوس کو بھی اِسی کی مثل حقوق حاصل ہیں۔ مگر وہ جس نے ظلم کیا، وہ بے شک اپنے اور اپنے اَہل خانہ کے سوا کسی کو مصیبت میں مبتلا نہیں کرتا۔ ان میں سے کوئی بھی اِس معاہدہ سے خارِج نہیں ہوگا مگر حضور نبی اکرم ﷺ کے اِذن سے۔

اور یہود پر ان کا اپنا نان و نفقہ واجب ہوگا جب کہ مسلمانوں پر ان کا اپنا نان و نفقہ واجب ہوگا۔

اور جو کوئی اس معاہدہ والوں سے جنگ کرے تو ان (یہودیوں اور مسلمانوں) میں باہم اِمدادِ عمل میں آئے گی۔ اِن میں باہم حسنِ مشورہ اور بہی خواہی ہوگی اور وفا شعاری ہوگی نہ کہ عہد شکنی، اور مظلوم کی داد رسی لازماً کی جائے گی۔

اور مدینہ کا جوف (یعنی میدان جو پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے) اس معاہدہ والوں کے لیے حرم (دار الامن) ہوگا (یعنی یہاں آپس میں جنگ کرنا منع ہوگا)۔

کسی بیرونی حملے کی صورت میں ریاستِ مدینہ کا دفاع اِمدادِ باہمی کے تحت ان (یہودیوں اور مسلمانوں) کی مشترکہ ذِمّہ داری ہوگی۔

اور جب وہ یہود کو (اپنے) کسی حلیف کے ساتھ طے شدہ دستور کے مطابق صلح کے

لیے بلائیں گے تو وہ ان سے مصالحت کریں گے اور اگر ایسے ہی مقصد کے لیے ہمیں بلائیں گے تو ان کا حق مومنوں پر ہوگا۔ البتہ اس شخص کا کوئی حق مومنوں پر نہیں جو دین اسلام سے جنگ کرے۔

اور (قبیلہ) اَوس کے یہودیوں کو - موالی ہوں یا اَصل - وہی حقوق حاصل ہوں گے جو اِس دستور والوں کو حاصل ہیں اور وہ بھی اِس دستور والوں کے ساتھ خالص وفا شعاری کا برتاؤ کریں گے۔

اور وفا شعاری ہوگی نہ کہ عہد شکنی؛ جو جیسا کرے گا ویسا ہی بھرے گا۔

اور اِس معاہدہ کا زیادہ حق دار وہی شخص ہوگا جو نیک اور محسن ہوگا۔

الغرض میثاقِ مدینہ کی متذکرہ بالا عبارات کی روشنی میں اَہلِ کتاب اور دیگر غیر کتابی کفار و مشرکین کے درمیان فرق و اِمتیاز اَظہر من الشّمس ہو جاتا ہے۔ خاص طور پر جب ہم اس 'معاہدہ' کا موازنہ 'صلح نامہ حدیبیہ' سے کرتے ہیں جو ۶ ھ میں کفار و مشرکینِ مکہ کے ساتھ ہوا تھا، صاف نظر آ جاتا ہے کہ اِس کا مضمون، مزاج، شرائط اور عبارات یکسر معاہدۂ یہود سے مختلف ہیں۔ اَوّل کلمہ سے آخری کلمہ تک اس کا مزاج مختلف ہے۔ اِس کے مقاصد بھی مختلف ہیں۔ اِس میں محض دس سال کے لیے جنگ بندی اور اَمن کی شرائط مذکور ہیں اور اِس سے بڑھ کر دونوں طبقات کے درمیان کسی قسم کی خیر سگالی کی کوئی فضا نظر نہیں آتی، جب کہ 'معاہدۂ مدینہ' کے مقاصد بھی جدا ہیں اور اَہلِ کتاب کے ساتھ معاملات بھی جداگانہ ہیں، جن کا آپ مطالعہ کر چکے ہیں۔

۹۔ حبشہ - ایک مثالی دار الامن

بعثتِ نبوی کے بعد مصطفوی مشن جب اہل مکہ کی ترش روئی، ہٹ دھرمی اور سخت مزاحمت کا شکار ہونے لگا تو حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مشکلات کو کم کرنے کے لیے مکہ کے اردگرد علاقوں اور ممالک میں اسلامی تحریک کے امکانات پر غور و فکر کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ

آپ ﷺ نے طویل غور وخوض کے بعد صحابہ کرام ؓ کی ایک جماعت - جس میں حضرت عثمان ؓ اور آپ ﷺ کی لختِ جگر سیدہ رقیہ ؓ بھی شامل تھیں - کو پڑوسی ملک حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم فرمایا۔ حالانکہ آپ ﷺ کو بخوبی علم تھا کہ حبشہ مسیحی ملک اور اس کا حاکم نجاشی بھی عیسائی ہے۔ لیکن چونکہ نجاشی کی شہرت ایک عادل اور رحم دل حکمران کے طور پر آپ تک پہنچ چکی تھی اس لیے آپ ﷺ نے پہلی اور دوسری ہجرت کے لے اسی مسیحی مملکت کا انتخاب فرمایا۔ قرآن نے حضور ﷺ کے اس فیصلے کو تائید الٰہی سے نوازا اور حبشہ کو مسلمانوں کے لیے بہترین ٹھکانہ قرار دیا۔

حبشہ کی مسیحی حکومت اور ملکی حکمرانوں میں فرق

(۱) کئی اَہلِ کتاب مومنین اور صالحین تھے

قرآن مجید میں بعض اَہلِ کتاب کے اِیمان اور اَعمالِ صالحہ کی نسبت واضح اِرشادات ملتے ہیں، جیسے کہ سورۃ الاَعراف میں فرمایا گیا ہے:

۱۔ وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰی اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ یَعْدِلُوْنَ○[1]

اور موسیٰ (علیہ السلام) کی قوم میں سے ایک جماعت (ایسے لوگوں کی بھی) ہے جو حق کی راہ بتاتے ہیں اور اسی کے مطابق عدل (پر مبنی فیصلے) کرتے ہیں○

اسی طرح سورۂ آل عمران میں اہلِ کتاب میں سے مومنین کی خصوصیات بیان کی جا رہی ہیں:

۲۔ وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ لَمَنْ یُّؤْمِنُ بِاللهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِمْ خٰشِعِیْنَ لِلّٰهِ لَا یَشْتَرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللهِ ثَمَنًا قَلِیْلًا ط اُولٰٓئِکَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ط اِنَّ اللهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ○[2]

(۱) الأعراف، ۷:۱۵۹

(۲) آل عمران، ۳:۱۹۹

اور بے شک کچھ اَہلِ کتاب ایسے بھی ہیں جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کتاب پر بھی (ایمان لاتے ہیں) جو تمہاری طرف نازل کی گئی ہے اور جو ان کی طرف نازل کی گئی تھی اور ان کے دل اللہ کے حضور جھکے رہتے ہیں اور اللہ کی آیتوں کے عوض قلیل دام وصول نہیں کرتے، یہ وہ لوگ ہیں جن کا اجر ان کے رب کے پاس ہے، بے شک اللہ حساب میں جلدی فرمانے والا ہےo

(۲) نصاریٰ بلحاظِ محبت مسلمانوں کے قریب تر ہیں

اللہ تعالیٰ نے اہلِ کتاب یہود و نصاریٰ دونوں کی نفسیات، دونوں کی تعلیمات اور دیگر خامیوں اور خوبیوں کو بھی موضوع بنایا ہے۔ خصوصی طور پر یہودیوں اور عیسائیوں کے عمومی رویوں اور مسلمانوں کے ساتھ طبعی میلانات کا حوالہ دیتے ہوئے قرآن نے واضح کیا کہ ان دونوں مذاہب میں سے عیسائی قوم مسلمانوں سے ہمدردی میں یہودیوں کی نسبت زیادہ قریب ہوگی۔ اس کی وجہ بھی بیان فرمائی کہ ان میں کچھ مذہبی رہنما اللہ سے ڈرنے والے ہوں گے یعنی عوام کو نفرت پر نہیں اُبھاریں گے۔ اِس حوالے سے ارشاد ربانی ملاحظہ ہو:

وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ط ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَo[1]

اور آپ یقیناً ایمان والوں کے حق میں بلحاظِ محبت سب سے قریب تر ان لوگوں کو پائیں گے جو کہتے ہیں: بے شک ہم نصاریٰ ہیں۔ یہ اس لیے کہ ان میں علماءِ (شریعت بھی) ہیں اور (عبادت گزار) گوشہ نشین بھی ہیں اور (نیز) وہ تکبر نہیں کرتےo

قرآن مجید کا نصاریٰ (Christians) کے حق میں یہ تبصرہ اتنا اچھوتا ہے جو کبھی بھی عام کفار و مشرکین کے حق میں کسی مصالحت و مسالمت کے دور میں بھی نہیں کیا گیا۔ پھر اس کی

(۱) المائدة، ۵:۸۲

وجہ یہ مماثلت بیان کی گئی ہے کہ ان میں اَہلِ شریعت بھی ہیں اور اَہلِ روحانیت بھی۔ یعنی ظاہری اَحکام کے ماہرین و متخصصین بھی ہیں اور باطنی و روحانی اِصلاح کے لیے مجتہد و مربی بھی۔ ان علماء اور پیشواؤں کی یہ خصوصیت بطور خاص ذکر فرمائی کہ وہ نخوت و تکبر سے دور ہوں گے۔ اِسی طرح کی تقسیم مسلمانوں میں بھی صحابہ کرام ﷺ سے لے کر سلف صالحین تک اور بعد کے زمانوں میں بھی علماء و فقہاء اور زُہّاد و صالحین کے طبقات کی صورت میں نظر آتی ہے۔ یہ گوشہ دونوں طبقات (یعنی مسلمانوں اور اَہلِ کتاب) میں کافی اِشتراکات رکھتا ہے، ہر چند کہ اَحکام و مسائلِ شریعت کی تفصیلات کے لحاظ سے دونوں کے طریقے کتنے مختلف ہی کیوں نہ ہوں۔

مذکورہ بالا آیت میں سے مسیحیوں (Christians) سے متعلق درجِ ذیل حصہ غور طلب ہے:

وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى.

اور آپ یقیناً ایمان والوں کے حق میں بلحاظِ محبت سب سے قریب تر ان لوگوں کو پائیں گے جو کہتے ہیں: بے شک ہم نصاریٰ ہیں۔

(۳) قرآن نے حبشہ کو صحابہ کرام ﷺ کے لیے محفوظ ترین ملک قرار دیا

۱۔ قرآن مجید میں ہجرتِ حبشہ کی نسبت اِرشاد فرمایا گیا ہے:

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِی اللهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ (۱)

اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی اس کے بعد کہ ان پر (طرح طرح کے) ظلم توڑے گئے تو ہم ضرور انہیں دنیا (ہی) میں بہتر ٹھکانا دیں گے، اور آخرت کا اجر تو

(۱) النّحل، ۱۶:۴۱

یقیناً بہت بڑا ہے، کاش! وہ (اس راز کو) جانتے ہوتے٥

امام قرطبی اپنی تفسیر 'الجامع لأحکام القرآن' میں اس آیت کریمہ کے تحت لکھتے ہیں:

وَقَالَ قَتَادَةُ: الْمُرَادُ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ، ظَلَمَهُمُ الْمُشْرِكُوْنَ بِمَكَّةَ وَأَخْرَجُوهُمْ حَتّٰى لَحِقَ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ بِالْحَبَشَةِ، ثُمَّ بَوَّأَهُمُ اللهُ تَعَالٰى دَارَ الْهِجْرَةِ، وَجَعَلَ لَهُمْ أَنْصَارًا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ. (۱)

اور حضرت قتادہ نے فرمایا ہے کہ اس آیت سے مراد حضور نبی اکرم ﷺ کے وہ صحابہ کرام ﷺ ہیں جن پر مشرکینِ مکہ نے مظالم ڈھائے اور انہیں (وہاں سے) نکال دیا یہاں تک کہ ان میں سے ایک گروہ حبشہ چلا گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں دار الہجرت کا ٹھکانا عطا فرمایا اور مومنوں میں سے ان کے مددگار بنائے۔

امام ابن ابی حاتم رازی اور امام ابن جریر طبری نے بھی 'بہترین ٹھکانے' کی طرف ہجرت سے مراد ہجرتِ حبشہ اور بعدازاں ہجرتِ مدینہ دونوں مراد لی ہیں۔(۲) اور ان جگہوں (اَوّلاً حبشہ اور بعدازاں مدینہ) کو **لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً** کے تحت شمار کیا گیا ہے۔

امام مکی بن ابی طالب المقری نے 'الهداية إلى بلوغ النهاية' میں اِس آیت کریمہ کے تحت ہجرتِ حبشہ اور ہجرتِ مدینہ دونوں کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے:

اس آیت کا اِشارہ ہجرتِ مدینہ کی طرف نہیں بلکہ صرف ہجرتِ حبشہ کی طرف ہے کیوں کہ یہ آیت مکہ میں ہجرتِ حبشہ کے موقع پر نازل ہوئی تھی۔(۳)

---

(۱) قرطبی، الجامع لأحکام القرآن، ۱۰:۱۰۷

(۲) ۱۔ ابن أبي حاتم الرازي، تفسیر القرآن العظیم، ۷:۲۲۸۴، رقم: ۲۱۵۱۸
۲۔ طبري، جامع البیان في تفسیر القرآن، ۱۴:۱۰۷

(۳) مکی بن أبي طالب المقري، الهداية إلى بلوغ النهاية، ۶:۳۹۹۶

اِس اَمر کی تصریح امام ابن عطیہ نے بھی **المحرر** میں کی ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

وهم الذين هاجروا إلى أرض الحبشة. هذا قول الجمهور، وهو الصحيح في سبب هذه الآية، لأن هجرة المدينة لم تكن وقت نزول الآية.(۱)

اور (زیرِ بحث آیت میں مراد) وہ لوگ ہیں جنہوں نے سرزمین حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ یہی جمہور کا قول ہے اور اِس آیت کے سببِ نزول کے لحاظ سے درست بھی یہی ہے کیوں کہ اس آیت کے نزول کے وقت ہجرتِ مدینہ نہیں ہوئی تھی۔

یہی بات امام ابو حیان نے **البحر المحیط** میں لکھی ہے کہ یہ آیت صرف ہجرتِ حبشہ سے متعلق ہے کیونکہ اس کے نزول کے وقت ہجرتِ مدینہ نہیں ہوئی تھی، اور یہی صحیح ہے۔(۲)

ہجرت کے بعد جو واقعات حبشہ میں مسلمانوں کو پیش آئے اور قریش مکہ کی مخالفت کے باوجود نجاشی نے جس طرح صحابہ کرام ﷺ کی حمایت کی، اس سے حضور ﷺ کے حسنِ ظن کو اللہ تعالیٰ نے حقیقت میں بدل دیا۔ نہ صرف نجاشی مسلمانوں کا محافظ بن گیا بلکہ مسلمانوں کی مختصر جماعت کے کردار نے نجاشی کے دل میں اسلام اور پیغمبرِ اسلام حضور ﷺ کے بارے میں محبت کا چشمہ رواں کر دیا۔ کفارِ مکہ کے ظلم وستم کے ستائے ہوئے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے پرامن ٹھکانہ بھی مہیا فرما دیا اور حبشہ کے حکمران نجاشی کی شکل میں ایک مہربان میزبان بھی۔ یہی وجہ تھی کہ مسلمانوں نے دوسری بار زیادہ تعداد میں اسی سرزمین کی طرف ہجرت کی اور اس وقت تک وہاں قیام پذیر رہے جب تک حضور ﷺ نے بقیہ مسلمانوں کے ساتھ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت نہیں فرمائی اور وہاں مسلمان فعال نہیں ہوگئے۔

۲۔ اِسی ضمن میں سورۃ العنکبوت میں ارشادِ ربانی ہے:

---

(۱) ابن عطية، المحرر الوجيز في تفسير الكتاب العزيز، ۳:۳۹۴

(۲) ابو حيان، البحر المحيط، ۵:۴۹۲

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِo[1]

اے میرے بندو! جو ایمان لے آئے ہو بے شک میری زمین کشادہ ہے سوتم میری ہی عبادت کروo

اس آیت کے تحت حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

لما ضاق على المستضعفين بمكة مقامهم بها، خرجوا مهاجرين إلى أرض الحبشة، ليأمنوا على دينهم هناک، فوجدوا هناک خير المنزلين، أصحمة النجاشي ملک الحبشة، رحمه الله، آواهم وأيدهم بنصره.[2]

جب مکہ کے کمزور و ناتواں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) پر سرزمینِ مکہ تنگ ہوگئی اور اُن کے لیے وہاں قیام کرنا مشکل ہوگیا تو انہوں نے اپنا دین بچانے کے لیے حبشہ کی طرف ہجرت کر لی۔ وہاں انہیں شاہِ حبشہ اَصحمہ النجاشیؒ کی صورت میں بہترین میزبان مل گیا، جس نے مہاجرین کی بھرپور تائید و نصرت کی اور انہیں ہر قسم کی سہولیات بہم پہنچائیں۔

۱۰۔ حضور ﷺ نے حبشہ کو 'سچائی کی سرزمین' قرار دیا

جیسا کہ اوپر ذکر ہوا قرآن نے حبشہ کو بہترین ٹھکانہ قرار دیا ہے۔ اسی طرح حضور نبی اکرم ﷺ نے بھی اسے سچائی اور امن کی سرزمین قرار دیا حالانکہ حضور ﷺ جانتے تھے کہ اس ملک کا حاکم مسیحی المذہب ہے۔ اِمام اِبن اسحاق روایت کرتے ہیں کہ جب کفار و مشرکینِ مکہ کے مظالم حد سے بڑھ گئے اور مسلمانوں کے بچاؤ کی کوئی تدبیر کارگر ثابت نہ ہوئی تو حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہجرتِ حبشہ کا حکم دیا۔ (یاد رہے کہ یہ ہجرت اعلانِ نبوت کے پانچویں سال ماہِ

(۱) العنكبوت، ۲۹:۵٦

(۲) ابن كثير، تفسير القرآن العظيم، ٦:۲۹۰

رجب میں ہوئی)۔ اِبتداءً سیدنا عثمان بن عفان ﷺ اور آپ کی زوجہ سیدہ رقیہ ﷺ بنت الرسول سمیت پندرہ اَفراد نے ہجرت کی۔ بعدازاں حبشہ کی نسبت اچھی خبریں پا کر مزید صحابہ وصحابیات شاملِ ہجرت ہوتے گئے اور مجموعی طور پر مہاجرین کی تعداد بیاسی تک پہنچ گئی۔ اسی وجہ سے اسے حبشہ کی طرف ہجرتِ ثانیہ بھی کہتے ہیں۔ حضور ﷺ نے صحابہ کرام ﷺ سے وقتِ ہجرت جو خطاب فرمایا اس کے کلمات توجہ طلب ہیں۔

آپ ﷺ نے صحابہ کرام ﷺ کو ہجرتِ حبشہ کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لَوْ خَرَجْتُمْ إِلٰی أَرْضِ الْحَبَشَةِ، فَإِنّ بِهَا مَلِكًا لَا يُظْلَمُ عِنْدَهُ أَحَدٌ، وَهِيَ أَرْضُ صِدْقٍ، حَتّٰی يَجْعَلَ اللهُ لَكُمْ فَرَجًا. فَخَرَجَ عِنْدَ ذٰلِكَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ إِلٰی أَرْضِ الْحَبَشَةِ، مَخَافَةَ الْفِتْنَةِ وَفِرَارًا إِلَی اللهِ بِدِيْنِهِمْ، فَكَانَتْ أَوّلَ هِجْرَةٍ كَانَتْ فِي الإِسْلَامِ.[(١)]

اگر تم لوگ ملک حبشہ چلے جاؤ تو بہتر ہے کیوں کہ وہاں کے بادشاہ کی سلطنت میں کسی پر بھی ظلم نہیں ہوتا اور وہ سچائی اور راستی کی سرزمین ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کشادگی فرما دے۔ چنانچہ اِس حکم نبوی کو سُن کر بہت سے صحابہ کرام ﷺ اپنے دین کی حفاظت کی خاطر حبشہ کی طرف روانہ ہوگئے، اور یہ تاریخِ اِسلام میں پہلی ہجرت تھی۔

یہی کلمات سرزمینِ حبشہ اور نجاشی کے بارے میں امام طبری نے بھی ’تاریخ الأمم والملوک‘ میں روایت کیے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فَإِنّ بِهَا مَلِكًا لَا يُظْلَمُ عِنْدَهُ أَحَدٌ، وَهِيَ أَرْضُ صِدْقٍ.[(٢)]

اس ملک کا بادشاہ ایسا ہے کہ اس کے ہاں کسی پر ظلم نہیں کیا جاتا اور یہ سچائی کی

(١) ابن هشام، السيرة النبوية، ١: ٣٣١

(٢) طبري، تاريخ الأمم والملوك، ١: ٥٤٧

سرزمین ہے۔

اِنہی کلمات کو امام ذہبی نے 'تاريخ الإسلام (۱:۱۸۴)' میں اور حافظ ابن کثیر نے 'البداية والنهاية (۳:۵۵)' میں روایت کیا ہے؛ الغرض ابن الاثیر الجزری سمیت کثیر ائمہ تاریخ و حدیث نے اِسے روایت کیا ہے۔ امام بدر الدین العینی نے بھی **عمدة القاري شرح صحيح البخاري** کی **كتاب الجمعة** میں انہی کلمات کو بیان کیا ہے۔

(۱) نجاشی کو پیغمبرِ آخر الزماں ﷺ کی بعثت کی خبر نہ تھی

یہ بات نہایت غور طلب ہے کہ جہاں مسلمانوں پر کفار و مشرکینِ مکہ کے مظالم بڑھ جانے کی صورت میں ان کی جان و مال اور دین و ایمان کی حفاظت کے لیے سرزمینِ حبشہ کا انتخاب کیا گیا، وہاں اسے 'اچھی پناہ گاہ' اور 'سچائی کی سرزمین' کے اَلقابات سے بھی نوازا گیا؛ جب کہ اس ملک کے تمام باشندے مذہباً مسیحی تھے اور اس کا بادشاہ نجاشی بھی عیسائی تھا۔ یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ ابھی تک اسے حضور ﷺ کے مبعوث ہو جانے کی خبر بھی نہیں تھی۔ اس کے باوجود حضور ﷺ نے اِس کے ملک کو مسلمانوں کے 'دین و اِیمان' کے لیے محفوظ پناہ گاہ قرار دیا اور اس مملکت کو 'اَرضِ صدق (سچائی کی سرزمین)' کے نہایت معزز و مکرم لقب سے بھی نوازا؛ اور یہ سب کچھ اس کے قبولِ اِسلام سے پہلے فرمایا گیا ہے۔ امام ابن اسحاق، امام طبرانی اور امام ابن عساکر اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ آپ فرماتی ہیں:

لما نزلنا أرض الحبشة جاورنا بها خير جارٍ النجاشي، أمنَّا على ديننا، وعبدنا الله لا نؤذي، ولا نسمع شيئاً نكرهه.(۱)

جب ہم حبشہ میں شاہ نجاشی کے پاس تھے تو بہت پُر اَمن ماحول میں رہتے تھے، ہم اپنے دین کے حوالے سے بے خوف ہوگئے تھے، سو ہم نے اللہ تعالیٰ کی (آزاد ماحول میں) خوب عبادت کی جو پہلے نہ کرسکتے تھے اور ہم وہاں کوئی ناگوار بات نہ

(۱) ابن ہشام، السيرة النبوية، ۱:۳۴۱

سنتے تھے۔

اِسی طرح امام ابن اِسحاق نے 'السیرۃ' میں، امام ابو نعیم نے 'الدلائل' میں، امام ابن عساکر نے 'التاریخ' میں اور حافظ ابن کثیر نے 'البدایۃ والنہایۃ' میں حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب اَصحمہ النجاشی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اَوصاف اور تعلیمات کا ذکر سنا تو رو پڑا۔ پھر اس نے اپنے دربار میں برملا کہا:

مرحباً بكم وبمن جئتم من عنده، أشهد أنّه رسول الله، وأنّه الذي نجد في الإنجيل، وأنه الرسول الذي بشر به عيسى بن مريم، أنزلوا حيث شئتم، والله، لولا ما أنا فيه من الملك لأتيته حتٰى أكون أنا الذي أحمل نعليه. وأمر لنا بطعام وكسوة. ثم قال: اذهبوا فأنتم آمنون. من سبكم غرم، من سبكم غرم، من سبكم غرم.(۱)

تمہیں خوش آمدید! اور اُس برگزیدہ ہستی کو بھی جس کے ہاں سے تم آئے ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں اور بے شک آپ وہی ہیں جن کا ذکر ہم اِنجیل میں پاتے ہیں۔ اور آپ وہی رسول ہیں جن کی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے بشارت دی تھی۔ (مسلمانو!) تم جہاں چاہو آزادانہ ٹھہر سکتے ہو۔ بخدا! اگر میں اس ملک کا حکمران نہ ہوتا تو میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا، یہاں تک کہ میں آپ کا پاپوش بردار بنتا (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعلین اٹھایا کرتا)۔ پھر نجاشی نے ہمیں بہترین کھانا اور لباس فراہم کیے جانے کا حکم دیا۔ پھر کہا: جاؤ! تم لوگ اَمن میں ہو۔ جس نے بھی تمہیں برا بھلا کہا اسے سزا ملے گی، جس نے بھی تمہیں برا بھلا کہا اسے سزا ملے گی، جس نے بھی تمہیں برا بھلا کہا اسے سزا ملے گی۔

اب دیکھیے! ایک طرف کفار و مشرکینِ مکہ کے مظالم ہیں اور دوسری طرف اَہلِ کتاب

---

(۱) يوسف صالحی، سبل الهدىٰ والرشاد في سيرة خير العباد، الباب التاسع عشر: في رجوع القادمين من الحبشة إليها والهجرة الثانية، ۲:۳۹۱

کی ایک مملکت جسے 'سچائی کی سرزمین' قرار دیا جا رہا ہے اور اس کے صالح مسیحی حکمران کو مسلمانوں کے دین کا محافظ ٹھہرایا جا رہا ہے، اور وہ اپنے عمل سے فرمانِ رسول ﷺ کو سچا بھی ثابت کر رہا ہے۔

ایسا اِستثنائی طرزِ عمل دیگر کفار و مشرکین کے کسی قبیلے یا مملکت سے کبھی متوقع نہ تھا۔ اس کی گنجائش بعض اَہلِ کتاب میں ہی ہوسکتی تھی، جس کے باعث حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کو وہیں جا کر آباد ہونے کی تلقین فرمائی۔

(۲) نجاشی اور اس کی حکومت کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کلماتِ تحسین

امام ابن ہشام نے 'السیرۃ' میں اور حافظ ابن کثیر نے 'البدایۃ والنہایۃ' میں حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے مزید روایت کیا ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ 'ہمارے قیام کے دوران ایک حبشی شخص نے نجاشی کی حکومت کے خلاف بغاوت کر دی۔ خدا کی قسم! ہم اِس قدر اداس اور پریشان کبھی نہ ہوئے تھے جس قدر اس دن ہوئے، اس خطرے کے پیشِ نظر کہ کہیں یہ شخص نجاشی کی حکومت کا تختہ نہ اُلٹ دے اور برسرِ اِقتدار نہ آ جائے۔ پھر ممکن ہے کہ یہ شخص ہم مسلمانوں کے حقوق کو اس طرح تسلیم نہ کرے اور ہماری اس طرح حفاظت نہ کرے جیسے نجاشی کر رہا ہے۔ چنانچہ نجاشی کی فوج اور اس کا لشکر آمنے سامنے ہوئے۔ ہم سب نجاشی کی حکومت کے لیے دعائیں کرنے لگے۔ اچانک زبیر بن العوام نے ہمیں آ کر خوش خبری دی کہ نجاشی فتح یاب ہو گیا ہے اور اس کا دشمن شکست کھا چکا ہے۔ خدا کی قسم! ہم اس دن اس قدر خوش ہوئے کہ اتنی خوشی کبھی نہ ہوئی تھی'۔

ام المؤمنین حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا کے دو جملے بطور خاص ملاحظہ ہوں:

ا۔ فَجَعَلْنَا نَدْعُوا اللهَ، وَنَسْتَنْصِرُهُ لِلنَّجَاشِي.

ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نجاشی کی فتح یابی کے لیے دعائیں مانگنے لگے۔

۲۔ ألا، أبشروه، فقد أظهر الله النجاشي، فوالله، ما علمنا فرحنا بشيء قط فرحنا بظهور النجاشي. (۱)

آگاہ ہوجاؤ! خوشیاں مناؤ! اللہ تعالیٰ نے نجاشی کو غلبہ عطا فرما دیا ہے۔ اللہ کی قسم! ہمیں نہیں معلوم کہ ہمیں نجاشی کی فتح و کامرانی پر ہونے والی خوشی سے زیادہ خوشی کسی اور موقع پر ہوئی ہو (یعنی اتنی خوشی کسی اور موقع پر کبھی نہیں ہوئی تھی)۔

(۳) نجاشی کے مسلمانوں کے ساتھ حسنِ سلوک پر باری تعالیٰ کا حسنِ جزا

سنن أبي داود کی کتاب الجهاد میں اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

لَمَّا مَاتَ النَّجَاشِيُّ كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّهُ لَا يَزَالُ يُرٰى عَلٰى قَبْرِهِ نُورٌ. (۲)

جب (شاہِ حبشہ) نجاشی فوت ہوگئے تو ہم کہا کرتے تھے کہ ان کی قبر پر ہمیشہ نور برستا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

(۴) نجاشی کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ حسنِ سلوک پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسنِ عطا

'صحیح بخاری' اور 'صحیح مسلم' کی کتاب الجنائز اور کتاب المناقب میں مروی ہے:

---

(۱) ۱۔ ابن اسحاق، السيرة النبوية، ۱:۲۵۰

۲۔ ابن ہشام، السيرة النبوية: ۱:۳۴۴-۳۴۵

۳۔ ابن کثیر، البداية والنهاية، ۳:۷۵

(۲) أبو داود، السنن، کتاب الجهاد، باب فی النور یری عند قبر الشهید، ۳:۱۶، رقم: ۲۵۲۳

’جب حبشہ میں نجاشی کی وفات ہوئی تو خود حضور ﷺ نے صحابہ کرام ﷺ کو اس کی خبر دی اور آپ ﷺ نے ہی اس کی نماز جنازہ پڑھائی‘۔(۱)

’علماء فرماتے ہیں کیونکہ وہاں اس کی نماز جنازہ پڑھانے والا کوئی نہ تھا، اِس لیے حضور ﷺ نے اس کے اِحسان کا بدلہ اَعلیٰ اِحسان سے چکایا۔‘(۲)

(۵) نجاشی نے باقاعدہ قبولِ اِسلام کب کیا؟

یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ نجاشی نے باقاعدہ قبولِ اِسلام حضور ﷺ کے اس خط کے نتیجے میں کیا تھا جو آپ ﷺ نے اُس کی طرف مدنی دور میں لکھا تھا جب کہ آپ ﷺ نے قیصرِ روم، کسریٰ ایران اور والیِ مصر کی طرف بھی دعوتِ اسلام کے خطوط لکھے تھے۔ امام زہری فرماتے ہیں کہ یہ سب خطوط ایک ہی وقت لکھے گئے؛ جب کہ نجاشی مسلمانوں کے ساتھ حسنِ سلوک اور

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الجنائز، باب الرجل ینعی إلی أهل المیت بنفسه، ۱:۴۲۰، رقم: ۱۱۸۸
۲۔ بخاری، الصحیح، کتاب الجنائز، باب الصفوف علی الجنازة، ۱:۴۴۳، رقم: ۱۲۵۵
۳۔ بخاری، الصحیح، کتاب الجنائز، باب الصلاة علی الجنائز بالمصلی والمسجد، ۱:۴۴۶، رقم:۱۲۶۳
۴۔ بخاری، الصحیح، کتاب الجنائز، باب الصلاة علی الجنائز بالمصلی والمسجد، ۱:۴۴۶، رقم:۱۲۶۳
۵۔ بخاری، الصحیح، کتاب الجنائز، باب التکبیر علی الجنازة أربعا، ۱:۴۴۷، رقم:۱۲۶۸
۶۔ بخاری، الصحیح، کتاب المناقب، باب موت النجاشی، ۳:۱۴۰۷-۱۴۰۸، رقم:۳۶۶۴-۳۶۶۸
۷۔ مسلم، الصحیح، کتاب الجنائز، باب التکبیر علی الجنازة، ۲:۶۵۶
(۲) ابن حجر عسقلاني، فتح الباري، ۳:۱۸۸

حضور ﷺ کی ذاتِ اَقدس کے لیے بے پناہ اِظہار محبت و عقیدت باقاعدہ دعوتِ اِسلام پانے سے بھی کم و بیش دس بارہ سال پہلے سے کرتا آ رہا تھا۔(۱) یہ تمام واقعہ بعض اَہلِ کتاب اور دیگر کفار و مشرکین کے عقیدہ و کردار میں نمایاں فرق کو ظاہر کرتا ہے۔

۱۱۔ مہاجرینِ حبشہ کی ریاستِ حبشہ کے ساتھ وفاداری کی مثال

حضور نبی اکرم ﷺ کے عمل اور تعلیمات پر غور کریں کہ جب آپ ﷺ نے اپنے بعض صحابہ کو مکہ سے ایک عیسائی ریاست حبشہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا تو اس وقت حبشہ کا بادشاہ عیسائی تھا۔ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ حبشہ کی طرف چلے جاؤ وہاں تمہارے ساتھ زیادتی نہیں کی جائے گی۔ وہاں تم اپنے حقوق کا بہترین طریقے سے تحفظ کر سکتے ہو۔ امام ابن اسحاق اور طبری نے حضور نبی اکرم ﷺ کے الفاظ یوں روایت کیے ہیں:

لَوْ خَرَجْتُمْ إِلٰی أَرْضِ الْحَبَشَةِ، فَإِنَّ بِهَا مَلِکًا لَا یُظْلَمُ عِنْدَهٗ أَحَدٌ، وَهِيَ أَرْضُ صِدْقٍ.(۲)

اگر تم لوگ ملک حبشہ چلے جاؤ تو بہتر ہے، کیوں کہ وہاں کے بادشاہ کی سلطنت میں کسی پر بھی ظلم نہیں ہوتا اور وہ سچائی اور راستی کی سرزمین ہے۔

---

(۱) ۱۔ قسطلانی، المواهب اللدنیة، ۱: ۴۴۳-۴۴۴
۲۔ زرقانی، شرح المواهب اللدنیة، ۵: ۲۱، ۲۶

(۲) ۱۔ ابن ہشام، السیرة النبویة، ۲: ۱۶۴
۲۔ طبری، تاریخ الأمم والملوك، ۱: ۵۴۷
۳۔ کلاعی، الاکتفاء بما تضمنه من مغازي رسول الله ﷺ، ۱: ۲۴۰
۴۔ ذہبی، تاریخ الإسلام، ۱: ۱۸۴
۵۔ ابن کثیر، البدایة والنهایة، ۳: ۶۶

یہ حدیث اس امر کو واضح کر رہی ہے کہ کس طرح حضور ﷺ ایک عیسائی ریاست اور عیسائی حکمران کی اس کے امن و سلامتی کے رویے کی تحسین فرما رہے ہیں۔ دوسری طرف مہاجرینِ حبشہ کی ریاستِ حبشہ کے ساتھ وفاداری کا اندازہ یہاں سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب کچھ شرپسندوں نے بادشاہ کے خلاف بغاوت کی تو حبشہ میں مقیم مہاجرین نے ریاستی نظم میں حصہ لیتے ہوئے باغیوں کے خلاف بادشاہ کی مدد کی، ریاست کے ساتھ وفاداری نہ صرف صحابہ ﷺ کی سنت ہے بلکہ حضور نبی اکرم ﷺ کا حکم بھی ہے۔

اسلام کی تعلیمات تمام خواتین و حضرات کے لیے - چاہے وہ برطانوی، امریکن، فرانسیسی، اطالوی، یورپین، ڈینش ہوں یا مہاجر اور تارکین وطن ہوں - یہی ہیں کہ وہ سنت رسول پر عمل کریں اور اپنے ملک کے وفادار شہری رہیں۔ اپنے معاشرے کی جائز اور مستحسن کاموں میں مدد و حمایت کریں، قانون کی پاس داری کریں۔ جس ملک سے آپ ملازمت، تنخواہ، مراعات، سماجی و اقتصادی فوائد، پنشن اور میڈیکل سپورٹ جیسے فوائد حاصل کرتے ہیں؛ جہاں آپ کو اپنی زندگی، ذات، کاروبار، عقیدہ و مذہب اور اپنی تہذیبی اور ثقافتی روایات کی آزادی حاصل ہے۔ جہاں آپ بآسانی اور آزادی کے ساتھ اپنی مساجد بناتے ہیں۔ جہاں سے آپ فریضہ حج کی ادائیگی پر جا سکتے ہیں۔ جہاں پر آپ صیام و قیام کر سکتے ہیں، جہاں پر اذان دے سکتے ہیں حتیٰ کہ اپنے اسلامی چینلز چلا سکتے ہیں۔ الغرض ہر وہ کام جو آپ کا دل چاہے کر سکتے ہیں، جہاں آپ اپنے ملک سے زیادہ حقوق و مراعات لے سکتے ہیں، میں ایسے تمام ممالک کے بارے میں پورے وثوق اور اعتماد کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ تمام ممالک دار الاسلام (land of Islam) کی طرح ہیں۔

(۱) مغربی ممالک اور بعض مسلم ممالک میں انسانی حقوق کا جائزہ

اگر آپ مبنی برحقیقت تجزیہ کریں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ جو مذہبی و معاشرتی اور معاشی و سماجی آزادی مسلمانوں کو مغربی ممالک میں حاصل ہے ان میں سے اکثر benefits اور آزادیاں مسلمانوں کو عالمِ اسلام کے اکثر ممالک خصوصاً عرب ممالک میں میسر نہیں ہیں۔ اس

کے برعکس مغربی دنیا میں آپ کو ہر آزادی حاصل ہے۔ آپ کو سوشل اور معاشی benefits حاصل ہیں۔ اپنے تعلیمی ادارے بنانے کے علاوہ آپ کو مساجد اور اسلامک سنٹرز تعمیر کرنے کی بھی اجازت ہے۔ آپ کو گرانٹس اور دیگر سہولیات بھی میسر ہیں۔ یہ جو کچھ آپ کو میسر ہے یہی تو اسلام ہے۔ فقہاے اسلام کی تعریفات کی روشنی میں یہ سوسائٹی دار السلام ہے۔ لہٰذا کوئی کلمہ گو مسلمان جو پیغمبر اسلام کی تعلیمات کو دل سے مانتا ہے اسے دنیا کے کسی کونے میں بھی از خود کسی 'پرائیویٹ جہاد' اور جنگ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

(۲) اسلام اور عالمی انسانی معاشرہ (human global society) کی تشکیل

عالمی امن اور باہمی رواداری کے بارے میں اسلام کا پیغام بہت واضح ہے۔ اسلام قیامِ امن اور عدل و انصاف کا سب سے بڑا داعی ہے۔ لہٰذا ہمیں انتہا پسندی اور مذہبی جنونیت (religious fanaticism) کے خلاف متحد ہونا ہوگا اور دہشت گردی کی بیخ کنی کرنی ہوگی۔ یہ وہ وقت ہے کہ ہر مسلمان کو امن و آشتی اور محبت و پیار کا علمبردار بننا ہوگا۔ ایک مسلمان سراپا امن ہے، اسے رسول اکرم ﷺ کے پیغام کے ساتھ اٹھنا ہوگا جو کہ عالمی امن کا پیغام ہے۔

اس وقت ہمیں پیغمبر اسلام کی تعلیمات کے مطابق بقائے باہمی کی بنیاد پر ایک عالمی انسانی معاشرہ (global human society) تشکیل دینا ہے۔ ایک ایسا عالمی انسانی معاشرہ جہاں ہم امن، محبت اور رواداری سے رہ سکیں اور باہمی عزت و احترام سے پیش آئیں۔ جہاں پر مذہب، عقیدے اور سماجی نقطۂ نظر اور طرزِ زندگی کو احترام کی نگاہ سے دیکھا جائے اور اس کو تحفظ حاصل ہو۔

خلاصہ کلام

قارئین کرام! کتاب ہٰذا کے مندرجات کو بغور پڑھنے کے بعد یہ حقیقت روزِ روشن کی

طرح واضح ہوگئی کہ اِسلام بلا شبہ محبت و رافت اور جذبہ خیر سگالی کو فروغ دینے کی تعلیم دیتا ہے۔ چونکہ یہ دینِ امن و سلامتی ہے اور تمام طبقاتِ اِنسانی اِس کے دائرۂ دعوت میں شامل ہیں، اِس لیے اِنسان خواہ کسی بھی مذہب و ملت سے تعلق رکھتا ہو اس کی دُنیوی خیر خواہی اور اُخروی فوز و فلاح اِسلامی تعلیمات کے خمیر کا بنیادی عنصر ہیں۔ اِسی پس منظر میں اَہلِ کتاب کے ساتھ خصوصی اَحکام اور بعض معاملات میں حلّت و جواز کا قاعدہ بھی انہیں اعتماد دینے اور اُنس و قربت کا احساس دلانے کی اُلوہی حکمت ہے تاکہ وہ بقیہ اعتقادات پر بھی نظر ثانی کر سکیں۔ یہودِ مدینہ کے ساتھ حضور نبی اکرم ﷺ کے تعلقات اور ان سے دیگر معاملاتِ زندگی میں معاہدات اور روابط اِسی جذبہ خیر سگالی کی عملی شکل تھی۔

اسلام کی پوری تاریخ اِسی جذبہ رحمت و رافت اور خیر سگالی سے بھری پڑی ہے۔ آج عیسائی اور یہودی دانش ور بلا جھجک یہ حقیقت تسلیم کرتے ہیں کہ صلیبی جنگوں کے دوران بھی یورپ اور مشرقِ وسطیٰ کے علاقوں میں اَہلِ کتاب جس قدر کسی اِسلامی ریاست میں پراَمن اور بحفاظت رہتے تھے وہ سکون اور تحفظ انہیں عیسائی ریاستوں میں بھی میسر نہیں تھا۔ یہ تو اُس دور کی بات ہے جب اِسلام ایک غالب ثقافتی اور سیاسی قوت کے طور پر دنیا میں حکومت کر رہا تھا۔ آج تو صورتِ حال اِس کے بالکل برعکس ہے۔ گزشتہ دو تین صدیوں سے مسلمان بالعموم زوال کا شکار ہیں۔ بے شمار مسلمان پوری دنیا میں غیر اِسلامی حکومتوں، تہذیبوں اور معاشروں میں اَقلیت کے طور پر رہ رہے ہیں۔ مسلمان حکومتوں کو دوسری حکومتوں کے ساتھ اور مسلمان مرد و زن کو دوسرے مذاہب کے لوگوں کے ساتھ ہزار طرح کے معاملات کرنے پڑتے ہیں۔ اگر دینِ حق کے ترجمان اِس عالمی گاؤں (global village) میں کفار و مشرکین اور اَہلِ کتاب کے ساتھ حقارت و نفرت کا رویہ اِختیار کریں گے تو لامحالہ ردِعمل کے طور پر مغلوب قوم کی حیثیت سے ان مسلمانوں کو کئی گنا زیادہ نفرت و حقارت کا سامنا کرنا پڑے گا۔

لہٰذا دینِ حق کے مبلغین و داعیین کو یہ بات بطور خاص سمجھنی چاہیے کہ اِسلام کی شان و شوکت اور سطوت کے دور میں جب اِسلام کو عالمگیر عزت و اِحترام بھی حاصل تھا اور مسلمان غالب بھی تھے تو منہجِ تبلیغ اور تھا؛ لیکن آج معاملہ ہی اُلٹ ہے۔ اسلام کو پہلے ہی تنقید و تعصب کا

سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ ہمارے غیر دانش مندانہ رویے سے رہی سہی خیر سگالی بھی ختم ہو جائے گی۔ ان سے میل ملاپ یا آنا جانا ختم کر دیا جائے تو فہم دین کے ذرائع مسدود ہو جانے کے ساتھ ساتھ دین کا پھیلاؤ رُک جائے گا اور مخالفین کا اسلام مخالف پروپیگنڈہ بھی سچا ثابت ہوگا۔

مصادر و مراجع

۱۔ **القرآن الحکیم۔**

۲۔ **ابن اثیر،** ابو الحسن علی بن محمد بن عبد الکریم بن عبد الواحد شیبانی جزری (۵۵۵-۶۳۰ھ/۱۱۶۰-۱۲۳۳ء)۔ **الکامل في التاریخ۔** بیروت، لبنان: دار صادر، ۱۹۷۹ء

۳۔ **ابن اثیر،** ابو السعادات مبارک بن محمد بن محمد بن عبد الکریم بن عبدالواحد شیبانی جزری (۵۴۴-۶۰۶ھ/۱۱۴۹-۱۲۱۰ء)۔ **منال الطالب فی شرح طوال الغرائب۔** بیروت، لبنان + دمشق، شام: دار المامون للتراث۔

۴۔ **ابن اثیر،** ابو السعادات مبارک بن محمد بن محمد بن عبد الکریم بن عبدالواحد شیبانی جزری (۵۴۴-۶۰۶ھ/۱۱۴۹-۱۲۱۰ء)۔ **النہایة فی غریب الحدیث والأثر۔** قم، ایران: مؤسسہ مطبوعاتی اسماعیلیان، ۱۳۶۴ھ۔

۵۔ **احمد بن حنبل،** ابوعبد اللہ بن محمد (۱۶۴-۲۴۱ھ/۷۸۰-۸۵۵ء) ۔**المسند۔** بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء۔

۶۔ **احمد رضا،** محدثِ ہند ابنِ نقی علی خاں قادری (۱۲۷۲-۱۳۴۰ھ/۱۸۵۶-۱۹۲۱ء)۔ **العطایا النبویة في الفتاویٰ الرضویة۔** لاہور، پاکستان: رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ۔

۷۔ **ابن اسحاق،** محمد بن اسحاق بن یسار (۸۵-۱۵۱ھ)۔ **السیرة النبویة۔** معہد الدراسات والابحاث للتعریف۔

۸۔ **ابو اسحاق ثعلبی،** احمد بن محمد بن ابراہیم النیسابوری (م۴۲۷ھ)۔ **الکشف والبیان**

(المعروف تفسیر الثعلبی)۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۲ء۔

۹۔ **اعزاز علی**۔ حاشیة علی کنز الدقائق۔

۱۰۔ **انبیٹھوی**، ملا احمد جیون۔ **تفسیرات احمدیہ**۔ لاہور، پاکستان: قرآن کمپنی لمیٹڈ۔

۱۱۔ **انور شاہ کشمیری**، محمد انور بن مولانا محمد معظم شاہ کشمیری (۱۲۹۲-۱۳۵۲ھ)۔ **فیض الباری علی صحیح البخاری**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء۔

۱۲۔ **بخاری**، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴-۲۵۶ھ/۸۱۰-۸۷۰ء)۔ **الأدب المفرد**۔ بیروت، لبنان: دار البشائر الاسلامیہ، ۱۴۰۹ھ/۱۹۸۹ء۔

۱۳۔ **بخاری**، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴-۲۵۶ھ/۸۱۰-۸۷۰ء)۔ **التاریخ الکبیر**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۱۴۔ **بخاری**، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴-۲۵۶ھ/۸۱۰-۸۷۰ء)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان + دمشق، شام: دار القلم، ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء۔

۱۵۔ **بزار**، ابو بکر احمد بن عمرو بن عبد الخالق بصری (۲۱۰-۲۹۲ھ/۸۲۵-۹۰۵ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: ۱۴۰۹ھ۔

۱۶۔ **بغوی**، ابو محمد بن فراء حسین بن مسعود بن محمد (۴۳۶-۵۱۶ھ/۱۰۴۴-۱۱۲۲ء)۔ **معالم التنزیل**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۵ء۔

۱۷۔ **بلاذری**، احمد بن یحییٰ بن جابر (م۲۷۹ھ)۔ **فتوح البلدان**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء۔

۱۸۔ **بیضاوی**، ناصر الدین ابی سعید عبد اللہ بن عمر بن محمد شیرازی بیضاوی (م۶۹۱ھ)۔ **أنوار التنزیل**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۶ء۔

۱۹۔ بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴-۴۵۸ھ/۹۹۴-۱۰۶۶ء)۔ شعب الإیمان۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء۔

۲۰۔ بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴-۴۵۸ھ/۹۹۴-۱۰۶۶ء)۔ السنن الکبری۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: مکتبۃ الدار، ۱۴۱۰ھ/۱۹۸۹ء۔

۲۱۔ بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴-۴۵۸ھ/۹۹۴-۱۰۶۶ء)۔ دلائل النبوۃ۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء۔

۲۲۔ بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴-۴۵۸ھ/۹۹۴-۱۰۶۶ء)۔ معرفۃ السنن والآثار۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ۔

۲۳۔ ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن ضحاک سلمی (۲۱۰-۲۷۹ھ/۸۲۵-۸۹۲ء)۔ السنن۔ بیروت، لبنان: دار الغرب الاسلامی، ۱۹۹۸ء۔

۲۴۔ تکملۃ المجموع شرح المھذب للإمام أبی إسحاق إبراھیم بن علی بن یوسف الشیرازی۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ۔

۲۵۔ تھانوی، محمد بن علی ابن القاضی محمد حامد بن محمد صابر الفاروقی حنفی (م۱۱۵۸ء)۔ کشاف اصطلاحات الفنون والعلوم۔ بیروت، لبنان: مکتبہ لبنان ناشرون، ۱۹۹۶ء۔

۲۶۔ ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام حرانی (۶۶۱-۷۲۸ھ/ ۱۲۶۳-۱۳۲۸ء)۔ المحرر في الفقه على مذهب الإمام أحمد بن حنبل۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبہ المعارف، ۱۴۰۴ھ۔

۲۷۔ ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام حرانی (۶۶۱-۷۲۸ھ/ ۱۲۶۳-۱۳۲۸ء)۔ مجموع الفتاوی۔ مکتبہ ابن تیمیہ۔

۲۸۔ **ابن جارود**، ابو محمد عبد اللہ بن علی بن جارود نیشاپوری (م۳۰۷ھ)۔ **المنتقی من السنن المسندۃ**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الکتاب الثقافیۃ، ۱۴۱۸ھ/۱۹۸۸ء۔

۲۹۔ **جصاص**، احمد بن علی الرازی ابو بکر (۳۰۵-۳۷۰ھ)۔ **أحکام القرآن**۔ بیروت، لبنان: دار إحیاء التراث، ۱۴۰۵ھ۔

۳۰۔ **جصاص**، احمد بن علی الرازی ابو بکر (۳۰۵-۳۷۰ھ)۔ **أحکام القرآن**۔ لاہور، پاکستان: سہیل اکیڈمی۔

۳۱۔ **ابن جعد**، ابو الحسن علی بن جعد بن عبید ہاشمی (۱۳۳-۲۳۰ھ/۷۵۰-۸۴۵ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: مؤسسہ نادر، ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء۔

۳۲۔ **ابن جوزی**، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن عبید اللہ (۵۱۰-۵۷۹ھ/ ۱۱۱۶-۱۲۰۱ء)۔ **زاد المسیر فی علم التفسیر**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء۔

۳۳۔ **ابن ابی حاتم**، عبد الرحمٰن بن ابی حاتم محمد بن ادریس ابو محمد الرازی تمیمی (۲۴۰-۳۲۷ھ/۸۵۴-۹۳۸ء)۔ **تفسیر القرآن العظیم**۔ سعودی عرب: مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء۔

۳۴۔ **حاکم**، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد (۳۲۱-۴۰۵ھ/۹۳۳-۱۰۱۴ء)۔ **المستدرک علی الصحیحین**۔ بیروت، لبنان: مکتبہ اسلامی، ۱۳۹۸ھ

۳۵۔ **ابن حبان**، ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان (۲۷۰-۳۵۴ھ/۸۸۴-۹۶۵ء)۔ **الثقات**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء۔

۳۶۔ **ابن حبان**، ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان (۲۷۰-۳۵۴ھ/۸۸۴-۹۶۵ء)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء۔

۳۷۔ **ابن حجر عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳-۸۵۲ھ/

۱۳۷۲-۱۴۴۹ء)۔ الدراية في تخريج أحاديث الهداية۔ بيروت، لبنان: دار المعرفة۔

۳۸۔ **ابن حجر عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳-۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲-۱۴۴۹ء)۔ **فتح الباري شرح صحيح البخاري**۔ لاہور، پاکستان: دار نشر الکتب الاسلامیہ، ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء۔

۳۹۔ **ابن حزم**، علی بن احمد بن سعید بن حزم اندلسی (۳۸۴-۴۵۶ھ/ ۹۹۴-۱۰۶۴ء)۔ **الفصل في الملل والأهواء والنحل**۔ بيروت، لبنان: دار الجيل، ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۶ء۔

۴۰۔ **ابن حزم**، علی بن احمد بن سعید بن حزم أندلسی (۳۸۴-۴۵۶ھ/ ۹۹۴-۱۰۶۴ء)۔ **المحلىٰ**۔ بيروت، لبنان: دار الآفاق الجديدة۔

۴۱۔ **حسام الدين ہندی**، علاء الدين علی متقی (م۹۷۵ھ)۔ **كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال**۔ بيروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۳۹۹/ ۱۹۷۹ء۔

۴۲۔ **حسینی**، ابراہیم بن محمد (۱۰۵۴-۱۱۲۰ھ)۔ **البيان والتعريف**۔ بيروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۱ھ۔

۴۳۔ **حصکفی**، علاء الدين محمد بن علی بن محمد حنفی (۱۰۸۸ھ/ ۱۶۷۷ء)۔ **الدر المختار على هامش الرد**۔ بيروت، لبنان: دار الفکر، ۱۳۸۶ھ۔

۴۴۔ **ابو حفص الحنبلی**، سراج الدين عمر بن علی بن عادل دمشقی۔ **اللباب في علوم الكتاب**۔ بيروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۴۵۔ **حلبی**، علی بن برہان الدين (م۱۴۰۴ھ)۔ **السيرة الحلبية**۔ بيروت، لبنان، دار المعرفہ، ۱۴۰۰ھ۔

۴۶۔ **حمید اللہ**، ڈاکٹر محمد۔ **مجموعة الوثائق السياسية**۔ بيروت، لبنان: دار الارشاد۔

۴۷۔ **ابو حیان**، محمد بن یوسف (۶۵۴-۷۴۵ھ)۔ **البحر المحيط**۔ بيروت، لبنان: دار

الکتب العلمیہ، ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۱ء۔

۴۸۔ **ابن خزیمہ**، ابو بکر محمد بن اسحاق (۲۲۳-۳۱۱ھ/ ۸۳۸-۹۲۴ء)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء۔

۴۹۔ **ابن خلال**، احمد بن محمد بن ہارون بن یزید، ابو بکر (۳۱۱-۳۳۴ھ)۔ **أحکام أهل الملل من الجامع لمسائل الإمام أحمد بن حنبل**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴ء۔

۵۰۔ **دار قطنی**، ابو الحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن نعمان (۳۰۶-۳۸۵ھ/ ۹۱۸-۹۹۵ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۳۸۶ھ/ ۱۹۶۶ء۔

۵۱۔ **دارمی**، ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن (۱۸۱-۲۵۵ھ/ ۷۹۷-۸۶۹ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ۔

۵۲۔ **ابو داود**، سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد ازدی سجستانی (۲۰۲-۲۷۵ھ/ ۸۱۷-۸۸۹ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴ء۔

۵۳۔ **دسوقی**، محمد بن احمد بن عرفہ مالکی (م ۱۲۳۰ھ/ ۱۸۱۵ء)۔ **حاشیة الدسوقي علی الشرح الکبیر**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر۔

۵۴۔ **ابن ابی دنیا**، ابو بکر عبد اللہ بن محمد القرشی (۲۰۸-۲۸۱ھ)۔ **الأهوال**۔ مصر: مکتبة آل یاسر، ۱۴۱۳ھ/ ۱۹۹۳ء۔

۵۵۔ **دیلمی**، ابو شجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ بن فناخسرو ہمزانی (۴۴۵-۵۰۹ھ/ ۱۰۵۳-۱۱۱۵ء)۔ **مسند الفردوس**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۸۶ء۔

۵۶۔ **ذہبی**، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان (۶۷۳-۷۴۸ھ/ ۱۲۷۴-۱۳۴۸ء)۔ **تاریخ الاسلام ووفیات المشاهیر والأعلام**۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء۔

۵۷۔ **رازی**، محمد بن عمر بن حسن بن حسین بن علی تیمی (۵۴۳-۶۰۶ھ/۱۱۴۹-۱۲۱۰ء)۔ **التفسیر الکبیر**۔ تہران، ایران: دار الکتب العلمیہ۔

۵۸۔ **ابن راہویہ**، ابو یعقوب اسحاق بن ابراہیم بن مخلد بن ابراہیم بن عبد اللہ (۱۶۱-۲۳۷ھ/۷۷۸-۸۵۱ء)۔ **المسند**۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: مکتبۃ الایمان، ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۱ء۔

۵۹۔ **ربیع**، ابنِ حبیب بن عمر اَزدی بصری۔ **الجامع الصحیح مسند الإمام الربیع بن حبیب**۔ بیروت، لبنان، دار الحکمۃ، ۱۴۱۵ھ۔

۶۰۔ **ابن رشد**، ابو ولید محمد بن احمد بن محمد بن رشد القرطبی (م۵۹۵ھ)۔ **بدایۃ المجتھد ونہایۃ المقتصد**۔ بیروت، لبنان: دارالفکر۔

۶۱۔ **زرقانی**، ابوعبد اللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف بن احمد بن علوان مصری ازہری مالکی (۱۰۵۵-۱۱۲۲ھ/۱۶۴۵-۱۷۱۰ء)۔ **شرح المواہب اللدنیۃ**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء۔

۶۲۔ **زمخشری**، ابو القاسم محمد بن عمر خوارزمی (م۵۳۸ھ)۔ **الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

۶۳۔ **زمخشری**، ابو القاسم محمد بن عمر خوارزمی (م۵۳۸ھ)۔ **الفائق فی غریب الحدیث**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ۔

۶۴۔ **ابن زنجویہ**، حمید (م۲۵۱ھ)۔ **کتاب الأموال**۔ ریاض، سعودی عرب: مرکز الملک فیصل للبحوث والدراسات الاسلامیۃ، ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء۔

۶۵۔ **ابو زہرہ**، محمد۔ **العلاقات الدولیۃ فی الاسلام**۔ القاہرہ، مصر: دار الفکر العربی، ۱۹۹۵ء۔

۶۶۔ **زیلعی**، فخر الدین عثمان بن علی بن محجن بارعی حنفی (م۷۴۳ھ)۔ **تبیین الحقائق**

شرح کنز الدقائق۔ قاہرہ، مصر: دار الکتب الاسلامی، ۱۳۱۳ھ۔

۶۷۔ سرخسی، امام شمس الدین السرخسی (م۴۸۳ھ)۔ کتاب المبسوط۔ بیروت، لبنان: دارالمعرفہ، ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء۔

۶۸۔ سرخسی، امام محمد بن احمد السرخسی (م۴۹۰ھ)۔ شرح کتاب السیر الکبیر۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۷ء۔

۶۹۔ ابن سعد، ابو عبد اللہ محمد (۱۶۸-۲۳۰ھ/۷۸۴-۸۴۵ء)۔ الطبقات الکبری۔ بیروت، لبنان: دار بیروت للطباعہ والنشر، ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء۔

۷۰۔ ابن سعد، ابو عبد اللہ محمد (۱۶۸-۲۳۰ھ/۷۸۴-۸۴۵ء)۔ الطبقات الکبری۔ بیروت، لبنان: دار صادر۔

۷۱۔ سعدی، ابو حبیب۔ القاموس الفقھی۔ کراچی، پاکستان: ادارہ القرآن و العلوم الاسلامیہ۔

۷۲۔ سیوطی، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹-۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵-۱۵۰۵ء)۔ الدر المنثور في التفسير بالمأثور۔ بیروت، لبنان: دار المعرفۃ۔

۷۳۔ شافعی، ابوعبد اللہ محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع قرشی (۱۵۰-۲۰۴ھ/ ۷۶۷-۸۱۹ء)۔ الأم۔ بیروت لبنان: دار المعرفہ، ۱۳۹۳ھ۔

۷۴۔ شافعی، ابوعبد اللہ محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع قرشی (۱۵۰-۲۰۴ھ/ ۷۶۷-۸۱۹ء)۔ المسند۔ بیروت لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۷۵۔ شاطبی، ابو اسحاق ابراہیم بن موسیٰ لخمی غرناطی مالکی (م۷۹۰ھ)۔ الموافقات في أصول الشريعة۔ بیروت لبنان: دار المعرفہ، ۱۳۹۳ھ۔

۷۶۔ شوکانی، محمد بن علی بن محمد (۱۱۷۳-۱۲۵۰ھ/۱۷۶۰-۱۸۳۴ء)۔ السیل الجرار۔

بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۵ھ۔

۷۷۔ **شوکانی**، محمد بن علی بن محمد (۱۱۷۳-۱۲۵۰ھ/۱۷۶۰-۱۸۳۴ء)۔ **فتح القدیر**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء۔

۷۸۔ **شوکانی**، محمد بن علی بن محمد (۱۱۷۳-۱۲۵۰ھ/۱۷۶۰-۱۸۳۴ء)۔ **نیل الأوطار شرح منتقی الأخبار**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء۔

۷۹۔ **شیبانی**، ابوبکر احمد بن عمرو بن ضحاک بن مخلد (۲۰۶-۲۸۷ھ/۸۲۲-۹۰۰ء)۔ **الآحاد والمثاني**۔ ریاض، سعودی عرب: دار الرایہ، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء۔

۸۰۔ **شیبانی**، ابوعبد اللہ محمد بن حسن بن فرقد (۱۳۲-۱۸۹ھ)۔ **کتاب الحجة علی أهل المدینة**۔ بیروت، لبنان: عالم الکتب، ۱۴۰۳ھ۔

۸۱۔ **شیبانی**، ابو عبد اللہ محمد بن حسن بن فرقد ابو عبد اللہ (۱۳۲-۱۸۹ھ)۔ **المبسوط**۔ کراچی، پاکستان: ادارة القرآن والعلوم الاسلامیہ۔

۸۲۔ **ابن ابی شیبہ**، ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان کوفی (۱۵۹-۲۳۵ھ/۷۷۶-۸۴۹ء)۔ **المصنف**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبة الرشد، ۱۴۰۹ھ۔

۸۳۔ **صالحی**، ابوعبد اللہ محمد بن یوسف بن علی بن یوسف شامی (م۹۴۲ھ/۱۵۳۶ء)۔ **سبل الهدی والرشاد**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء۔

۸۴۔ **صیداوی**، محمد بن احمد بن جمیع، ابو الحسین (م۳۰۵-۴۰۲ھ)۔ **معجم الشیوخ**۔ بیروت، لبنان: مؤسسة الرسالة، ۱۴۰۵ھ۔

۸۵۔ **ابن ضویان**، ابراہیم بن محمد بن سالم (۱۲۷۵-۱۳۵۳ھ)۔ **منار السبیل**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبة المعارف، ۱۴۰۵ھ۔

۸۶۔ **طبرانی**، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی (۲۶۰-۳۶۰ھ/۸۷۳-۹۷۱ء)۔ **المعجم الکبیر**۔ قاہرہ، مصر: مکتبہ ابن تیمیہ۔

۸۷۔ **طبرانی**، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی (۲۶۰-۳۶۰ھ/۸۷۳-۹۷۱ء)۔ **المعجم الکبیر**۔ موصل، عراق: مطبعۃ الزہراء الحدیثۃ۔

۸۸۔ **طبرانی**، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی (۲۶۰-۳۶۰ھ/۸۷۳-۹۷۱ء)۔ **المعجم الأوسط**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ المعارف، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء۔

۸۹۔ **طبرانی**، سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی (۲۶۰-۳۶۰ھ/۸۷۳-۹۷۱ء)۔ **المعجم الاوسط**. قاہرہ، مصر: دارالحرمین، ۱۴۱۵ھ۔

۹۰۔ **طبرانی**، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی (۲۶۰-۳۶۰ھ/۸۷۳-۹۷۱ء)۔ **مسند الشامیین**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۴ء۔

۹۱۔ **طبری**، ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید (۲۲۴-۳۱۰ھ/۸۳۹-۹۲۳ء)۔ **تاریخ الأمم والملوک**۔ بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیہ، ۱۴۰۷ھ۔

۹۲۔ **طبری**، ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید (۲۲۴-۳۱۰ھ/۸۳۹-۹۲۳ء)۔ **جامع البیان فی تفسیر القرآن**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۵ھ۔

۹۳۔ **طحاوی**، ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمہ بن عبد الملک بن سلمہ (۲۲۹-۳۲۱ھ/۸۵۳-۹۳۳ء)۔ **شرح معانی الآثار**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۳۹۹ھ۔

۹۴۔ **طحاوی**، ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمہ بن عبد الملک بن سلمہ (۲۲۹-۳۲۱ھ/۸۵۳-۹۳۳ء)۔ **شرح مشکل الآثار**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۷ء۔

۹۵۔ **طحاوی**، ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمہ بن عبد الملک بن سلمہ (۲۲۹-۳۲۱ھ/۸۵۳-۹۳۳ء)۔ **مختصر اختلاف العلماء**۔ بیروت، لبنان: دار البشائر الاسلامیہ،

۱۴۱۷ھ۔

۹۶۔ **طیالسی**، ابو داود سلیمان بن داود جارود (۱۳۳-۲۰۴ھ/۷۵۱-۸۱۹ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ۔

۹۷۔ **ابن عابدین شامی**، محمد بن محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز دمشقی (۱۲۴۴-۱۳۰۶ھ)۔ **رد المختار علی الدر المختار**۔ کوئٹہ، پاکستان: مکتبہ ماجدیہ، ۱۳۹۹ھ۔

۹۸۔ **ابن ابی عاصم**، ابو بکر احمد بن عمرو بن ضحاک بن مخلد شیبانی (۲۰۶-۲۸۷ھ/ ۸۲۲-۹۰۰ء)۔ **الآحاد والمثاني**۔ ریاض، سعودی عرب: دار الرایہ، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء۔

۹۹۔ **ابن ابی عاصم**، ابوبکر بن عمرو بن ضحّاک بن مخلد شیبانی (۲۰۶-۲۸۷ھ/۸۲۲-۹۰۰ء)۔ **الدیات**۔ کراچی، پاکستان: ادارہ القرآن والعلوم الاسلامیہ، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء۔

۱۰۰۔ **ابن عبد البر**، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد (۳۶۸-۴۶۳ھ/ ۹۷۹-۱۰۷۱ء)۔ **الاستذکار**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۲۰۰۰ء۔

۱۰۱۔ **ابن عبد البر**، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد (۳۶۸-۴۶۳ھ/ ۹۷۹-۱۰۷۱ء)۔ **التمهید**۔ مغرب (مراکش): وزات عموم الأوقاف والشؤون الإسلامیہ، ۱۳۸۷ھ۔

۱۰۲۔ **عبد الرزاق صنعانی**، ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام بن نافع صنعانی (۱۲۶-۲۱۱ھ/ ۷۴۴-۸۲۶ء)۔ **المصنف**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۳ھ۔

۱۰۳۔ **عبد بن حمید**، ابو محمد بن نصر الکسی (م ۲۴۹ھ/۸۶۳ء)۔ **المسند**۔ قاہرہ، مصر: مکتبۃ السنہ، ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ء۔

۱۰۴۔ **ابن عبد الحکم**، ابو القاسم عبد الرحمٰن بن عبد اللہ عبد الحکم بن اعین قرشی مصری (۱۸۷-۲۵۷ھ/۸۰۳-۸۷۱ء)۔ **فتوح مصر وأخبارها**۔ بیروت، لبنان: دارالفکر، ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۶ء۔

۱۰۵۔ **ابو عبید**، قاسم بن سلام (م۲۲۴ھ)۔ **کتاب الأموال**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر،

۱۴۰۸ھ۔

۱۰۶۔ **عجلونی**، ابو الفداء اسماعیل بن محمد بن عبد الہادی بن عبد الغنی جراحی (۱۰۸۷-۱۱۶۲ھ/ ۱۶۷۶-۱۷۴۹ء)۔ **كشف الخفا ومزيل الألباس**۔ بیروت، لبنان: مؤسسة الرسالہ، ۱۴۰۵ھ۔

۱۰۷۔ **ابن عربی**، ابوبکر محمد بن عبد اللہ معافری اندلسی اشبیلی (۴۶۸-۵۴۳ھ/ ۱۰۷۶-۱۱۴۸ء)۔ **أحكام القرآن**۔ لبنان: دار الفکر للطباعہ والنشر۔

۱۰۸۔ **عروسی**، ڈاکٹر محمد تاج شیخ عبد الرحمٰن۔ **فقه الجهاد والعلاقات الدولية فى الإسلام**۔ اسلام آباد، پاکستان: انسٹنٹ پرنٹ سسٹم، ۱۹۹۹ء۔

۱۰۹۔ **ابن عساکر**، ابو قاسم علی بن حسن بن ہبۃ اللہ بن عبد اللہ بن حسین دمشقی (۴۹۹-۵۷۱ھ/ ۱۱۰۵-۱۱۷۶ء)۔ **تاريخ دمشق الكبير (المعروف بـ: تاريخ ابن عساكر)**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۱ء۔

۱۱۰۔ **ابن عساکر**، ابو قاسم علی بن حسن بن ہبۃ اللہ بن عبد اللہ بن حسین دمشقی (۴۹۹-۵۷۱ھ/ ۱۱۰۵-۱۱۷۶ء)۔ **تاريخ مدينة دمشق**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۹۹۵ء۔

۱۱۱۔ **ابن عطیہ الاندلسی**، ابو محمد عبد الحق بن غالب بن عطیہ (م۵۴۶ھ)۔ **المحرر الوجيز في تفسير الكتاب العزيز**۔ بیروت، لبنان، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۳ھ/ ۱۹۹۳ء۔

۱۱۲۔ **ابو عوانہ**، یعقوب بن اسحاق بن إبراہیم بن زید نیشاپوری (۲۳۰-۳۱۶ھ/ ۸۴۵-۹۲۸ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۹۹۸ء۔

۱۱۳۔ **عینی**، بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین بن یوسف بن محمود (۷۶۲-۸۵۵ھ/ ۱۳۶۱-۱۴۵۱ء)۔ **عمدة القاري شرح على صحيح البخاري**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء۔

۱۱۴۔ **ابن فارس،** ابو الحسین احمد بن فارس بن زکریا (م۳۹۵ھ)۔ **مقاییس اللغة،** بیروت، لبنان: دار الجیل، ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۹۹ء۔

۱۱۵۔ **الفتاوی الهندیة۔** بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۱ء۔

۱۱۶۔ **الفتاوی الهندیة۔** بیروت، لبنان: دار المعرفة، ۱۳۹۳ھ/ ۱۹۷۳ء۔

۱۱۷۔ **قاضی ثناء اللہ،** محمد پانی پتی (م۱۲۲۵ھ/ ۱۸۱۰ء)۔ **التفسیر المظهری۔** بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

۱۱۸۔ **قاضی ثناء اللہ،** محمد پانی پتی (م۱۲۲۵ھ/ ۱۸۱۰ء)۔ **التفسیر المظهری۔** کوئٹہ، پاکستان: بلوچستان بک ڈپو۔

۱۱۹۔ **قاضی خان،** فخر الدین ابو المحاسن حسن بن منصور (م۵۹۲ھ)۔ **فتاوی قاضیخان فی مذهب الإمام الأعظم أبی حنیفة النعمان۔** بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیة۔

۱۲۰۔ **ابن قدامہ،** عبد الرحمان بن محمد بن احمد مقدسی حنبلی (م۶۸۲ھ)۔ **الشرح الکبیر علی متن المقنع۔** بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیة۔

۱۲۱۔ **ابن قدامہ،** ابو محمد عبد اللہ بن احمد مقدسی حنبلی (م۶۲۰ھ)۔ **المغني في فقه الإمام أحمد بن حنبل الشیبانی۔** بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۵ھ۔

۱۲۲۔ **ابن قدامہ،** ابو محمد عبد اللہ بن احمد مقدسی حنبلی (م۶۲۰ھ)۔ **المغني علی مختصر الخرقي۔** بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیة۔

۱۲۳۔ **قرافی،** ابو العباس شہاب الدین احمد بن ادریس مالکی (م۶۸۴ھ)۔ **الفروق/أنوار البروق في أنواع الفروق۔** بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیة، ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۱۲۴۔ **قرطبی،** ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن محمد بن یحییٰ بن مفرج اُموی (۲۸۴-۳۸۰ھ/ ۸۹۷-۹۹۰ء)۔ **الجامع لأحکام القرآن۔** بیروت، لبنان: دار احیاء

التراث العربی۔

۱۲۵۔ **قسطلانی**، ابوالعباس احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک بن احمد بن محمد بن حسین بن علی (۸۵۱-۹۲۳ھ/۱۴۴۸-۱۵۱۷ء)۔ **المواهب اللدنية بالمنح المحمدية**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۱ء۔

۱۲۶۔ **ابن قیم**، ابو عبد اللہ محمد بن ابو بکر ایوب الزرعی (۶۹۱-۷۵۱ھ)۔ **أحکام أهل الذمة**۔ بیروت، لبنان: دار ابن حزم، ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء۔

۱۲۷۔ **ابن قیم**، ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر ایوب الزرعی (۶۹۱-۷۵۱ھ)۔ **زاد المعاد في هدي خير العباد**۔ بیروت، لبنان: موسسہ الرسالۃ، ۱۴۰۷ء/۱۹۸۶ء۔

۱۲۸۔ **ابن قیم**، ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر ایوب الزرعی (۶۹۱-۷۵۱ھ)۔ **زاد المعاد في هدي خير العباد**۔ کویت: مکتبۃ المنار الاسلامیہ، ۱۹۸۶ء۔

۱۲۹۔ **کاسانی**، علاء الدین ابو بکر بن مسعود حنفی (م ۵۸۷ھ)۔ **بدائع الصنائع**۔ بیروت، لبنان، دار الکتاب العربی، ۱۹۸۲ء۔

۱۳۰۔ **ابن کثیر**، ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر بن ضوء بن کثیر بن زرع بصروی (۷۰۱-۷۷۴ھ/۱۳۰۱-۱۳۷۳ء)۔ **البداية والنهاية**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸ء۔

۱۳۱۔ **ابن کثیر**، ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر بن ضوء بن کثیر بن زرع بصروی (۷۰۱-۷۷۴ھ/۱۳۰۱-۱۳۷۳ء)۔ **تفسير القرآن العظيم**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء۔

۱۳۲۔ **ابن کثیر**، ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر بن ضوء بن کثیر بن زرع بصروی (۷۰۱-۷۷۴ھ/۱۳۰۱-۱۳۷۳ء)۔ **السيرة النبوية**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفۃ۔

۱۳۳۔ **کلاعی**، ابو الربیع سلیمان بن موسی الکلاعی الأندلسی (۵۶۵-۶۳۴ھ)۔ **الاکتفاء في**

مغازي رسول الله ﷺ والثلاثة الخلفاء۔ بیروت، لبنان، مکتبۃ الھلال، ۱۳۸۷ھ/ ۱۹۶۸ء۔

۱۳۴۔ **ابو اللیث سمرقندی**، نصر بن محمد بن احمد بن ابراہیم (م۳۷۵ھ)۔ **بحر العلوم**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر۔

۱۳۵۔ **ابو اللیث سمرقندی**، نصر بن محمد بن احمد بن ابراہیم (م۳۷۵ھ)۔ **بحر العلوم**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ۔

۱۳۶۔ **ابن ماجہ**، ابو عبد اللہ محمد بن یزید قزوینی (۲۰۹-۲۷۳ھ/ ۸۲۴-۸۸۷ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، ۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء۔

۱۳۷۔ **مالک**، ابن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمرو بن حارث اَصبحی (۹۳-۱۷۹ھ/ ۷۱۲-۷۹۵ء)۔ **المدونۃ الکبری**۔ بیروت، لبنان: دار صادر۔

۱۳۸۔ **مالک**، ابن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمرو بن حارث اَصبحی (۹۳-۱۷۹ھ/ ۷۱۲-۷۹۵ء)۔ **المدونۃ الکبری**۔ قاہرہ، مصر: دار الحدیث۔

۱۳۹۔ **مالک**، ابن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمرو بن حارث اَصبحی (۹۳-۱۷۹ھ/ ۷۱۲-۷۹۵ء)۔ **الموطأ**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۵ء۔

۱۴۰۔ **ابن مبارک**، ابو عبد الرحمٰن عبد اللہ بن واضح مروزی (۱۱۸-۱۸۱ھ/ ۷۳۶-۷۹۸ء)۔ **المسند**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ المعارف، ۱۴۰۷ھ۔

۱۴۱۔ **مرغینانی**، برہان الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر۔ **الهداية شرح بداية المبتدی**۔ بیروت، لبنان: دار ارقم، ۱۹۹۷ء۔

۱۴۲۔ **مرغینانی**، برہان الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر۔ **الهداية شرح بداية المبتدی**۔ کراچی، پاکستان: محمد علی کارخانہ اسلامی کتب۔

۱۴۳۔ **مسلم**، ابو الحسین ابن الحجاج بن مسلم بن ورد قشیری نیشاپوری (۲۰۶-

۲۶۱ھ/۸۲۱-۸۷۵ء)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

۱۴۴۔ **ابن مفلح مقدسی**، شمس الدین محمد ابوعبد اللہ حنبلی (۷۱۷-۷۶۲ھ)۔ **الفروع**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۸ھ۔

۱۴۵۔ **ابن مفلح مقدسی**، شمس الدین محمد ابو عبد اللہ حنبلی (۷۱۷-۷۶۲ھ)۔ **الآداب الشرعية**۔ بیروت، لبنان: موسسہ الرسالہ، ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء۔

۱۴۶۔ **مقاتل بن سلیمان**، ابو الحسن مقاتل بن سلیمان بن بشیر الازدی البلخی (م۱۵۰ھ)۔ **تفسیر القرآن**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء۔

۱۴۷۔ **مقدسی**، ضیاء الدین ابوعبد اللہ محمد بن عبد الواحد بن احمد بن عبد الرحمٰن بن اسماعیل بن منصوری سعدی حنبلی (۵۶۹-۶۴۳ھ/۱۱۷۳-۱۲۴۵ء)۔ **الأحاديث المختارة**۔ مکہ مکرمہ، سعودی عرب: مکتبۃ النہضۃ الحدیثۃ، ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء۔

۱۴۸۔ **مکی بن ابی طالب المقری**، ابو محمد (م۴۳۷ھ)۔ **الهداية إلى بلوغ النهاية**۔ شارجہ: یونی ورسٹی آف شارجہ۔

۱۴۹۔ **ملا علی قاری**، علی بن سلطان محمد نور الدین حنفی (م۱۰۱۴ھ/۱۶۰۶ء)۔ **فتح باب العناية فی شرح کتاب النقاية فی الفقه الحنفی**۔ بیروت، لبنان: دار ارقم، ۱۹۹۷ء۔

۱۵۰۔ **منذری**، ابو محمد عبد العظیم بن عبد القوی بن عبد اللہ بن سلامہ بن سعد (۵۸۱-۶۵۶ھ/۱۱۸۵-۱۲۵۸ء)۔ **الترغیب والترهیب**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۷ھ۔

۱۵۱۔ **ابو منصور ماتریدی**، محمد بن محمد بن منصور الحنفی (م۳۳۳ھ)۔ **تأویلات أهل السنة**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۱۵۲۔ **ابن منظور**، محمد بن مکرم بن علی بن احمد بن ابی قاسم بن حبقہ افریقی (۶۳۰-۷۱۱ھ/۱۲۳۲-۱۳۱۱ء)۔ **لسان العرب**۔ بیروت، لبنان: دار صادر۔

۱۵۳۔ **نسائی**، ابوعبد الرحمٰن احمد بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر بن دینار (۲۱۵-۳۰۳ھ/ ۸۳۰-۹۱۵ء)۔ **السنن الکبری**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء۔

۱۵۴۔ **ابن نجیم**، زین بن ابرہیم بن محمد بن محمد بن بکر الحنفی (م۹۷۰ھ)۔ **البحر الرائق شرح کنز الدقائق**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ۔

۱۵۵۔ **نسائی**، احمد بن شعیب، ابو عبدالرحمٰن (۲۱۵-۳۰۳ھ/۸۳۰-۹۱۵ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء۔

۱۵۶۔ **نسائی**، ابوعبد الرحمٰن احمد بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر بن دینار (۲۱۵-۳۰۳ھ/ ۸۳۰-۹۱۵ء)۔ **السنن**۔ کراچی، پاکستان: قدیمی کتب خانہ۔

۱۵۷۔ **نسفی**، ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود (م۷۱۰ھ)۔ **کنز الدقائق**۔ کراچی، پاکستان: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ۔

۱۵۸۔ **ابونعیم**، احمد بن عبداللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران اصبہانی (۳۳۶-۴۳۰ھ/ ۹۴۸-۱۰۳۸ء)۔ **حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء**۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء۔

۱۵۹۔ **ابونعیم**، احمد بن عبداللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران اصبہانی (۳۳۶-۴۳۰ھ/ ۹۴۸-۱۰۳۸ء)۔ **حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء۔

۱۶۰۔ **ابونعیم**، احمد بن عبداللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران اصبہانی (۳۳۶-۴۳۰ھ/ ۹۴۸-۱۰۳۸ء)۔ **دلائل النبوۃ**۔ حیدر آباد، بھارت: مجلس دائرہ معارف عثمانیہ، ۱۳۶۹ھ/۱۹۵۰ء۔

۱۶۱۔ **ابونعیم**، احمد بن عبداللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران اصبہانی (۳۳۶-

۴۳۰ھ/ ۹۴۸-۱۰۳۸ء)۔ مسند الإمام أبي حنيفة۔ ریاض، سعودی عرب، مکتبۃ الکوثر، ۱۴۱۵ھ۔

۱۶۲۔ **نووی**، ابو زکریا، یحییٰ بن شرف بن مری بن حسن بن حسین بن محمد بن جمعہ بن حزام (۶۳۱-۶۷۷ھ/ ۱۲۳۳-۱۲۷۸ء)۔ **شرح صحيح مسلم**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، ۱۳۹۲ھ۔

۱۶۳۔ **نووی**، ابو زکریا، یحییٰ بن شرف بن مری بن حسن بن حسین بن محمد بن جمعہ بن حزام (۶۳۱-۶۷۷ھ/ ۱۲۳۳-۱۲۷۸ء)۔ **المجموع شرح المهذب للإمام أبی إسحاق إبراهيم بن على بن يوسف الشيرازی**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ۔

۱۶۴۔ **نیشاپوری**، نظام الدین حسن بن محمد بن حسین القمی۔ **تفسير غرائب القرآن ورغائب القرآن**۔ مصر: مطبعۃ الکبری الامیریۃ، ۱۳۲۳ھ۔

۱۶۵۔ **واحدی**، ابو الحسن علی بن احمد بن محمد بن علی (م۴۶۸ھ)۔ **الوسيط فی تفسير القرآن المجيد**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء۔

۱۶۶۔ **ہروی**، ابو عبید احمد بن محمد (م۴۰۱ھ)۔ **الغريبين فی القرآن والحديث**۔ بیروت، لبنان: مکتبہ عصریہ، ۱۹۹۹ء۔

۱۶۷۔ **ابن ہشام**، ابو محمد عبد الملک حمیری (۲۱۳ھ/ ۸۲۸ء)۔ **السيرة النبوية**۔ بیروت، لبنان: دار الجیل، ۱۴۱۱ھ۔

۱۶۸۔ **ابن ہشام**، ابو محمد عبد الملک ہشام حمیری (م۲۱۳ھ/ ۸۲۸ء)۔ **السيرة النبويه**۔ بیروت، لبنان: دار ابن کثیر، ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۳ء۔

۱۶۹۔ **ہیثمی**، نور الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر بن سلیمان (۷۳۵-۸۰۷ھ/ ۱۳۳۵-۱۴۰۵ء)۔ **مجمع الزوائد ومنبع الفوئد**۔ قاہرہ، مصر: دار الریان للتراث +

بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء۔

۱۷۰۔ **یحییٰ بن آدم**، ابو زکریا ابن سلیمان قرشی (م۲۰۳ھ)۔ **کتاب الخراج**۔ لاہور، پاکستان: المکتبۃ الاسلامیۃ، ۱۹۷۴ء۔

۱۷۱۔ **یعقوبی**، احمد بن ابی یعقوب بن جعفر بن وہب ابن واضح الکاتب العباسی (م۲۸۷ھ/ ۸۹۷ء)۔ **تاریخ الیعقوبی**۔ بیروت، لبنان: دار صادر۔

۱۷۲۔ **ابو یعلی**، احمد بن علی بن مثنی بن یحییٰ بن عیسیٰ بن ہلال موصلی تمیمی (۲۱۰-۳۰۷ھ/ ۸۲۵-۹۱۹ء)۔ **المسند**۔ دمشق، شام: دار المأمون للتراث، ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء۔

۱۷۳۔ **ابو یعلی حنبلی**، محمد بن حسین بن محمد بن خلف بن احمد بن الفراء (م۴۵۸ھ/ ۱۰۶۶ء)۔ **المعتمد فی اُصول الدین**۔ بیروت، لبنان: دار المشرق، ۱۹۷۴ھ۔

۱۷۴۔ **ابو یوسف**، یعقوب بن ابراہیم انصاری (م۱۸۲ھ)۔ **کتاب الخراج**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفۃ۔